آدابُ القرآن

مبلغِ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب
خطیب جامع رحمانیہ لاہور

★

تبۂ اشاعتِ اسلام، لاہور

Marfat.com

DATA ENTERED

Marfat.com

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ أَقْوَمُ

ہادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بہتر
مغوی تو ملیں گے تمہیں شیطان سے بہتر

آدابُ القرآن

مؤلفہ

مبلّغ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب
خطیب جامع رحمانیہ لاہور
ناظم جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان

ناشر: مکتبہ اشاعت اسلام، اُردو بازار لاہور

Marfat.com

DATA ENTERED

(جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں)

۲۹۷۶۱۱
۲۲۸۶۲
۱۵۷۵۲

بار: اوّل نومبر ۱۹۶۸ء
رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

تعداد: گیارہ سو

ھدیہ: تین روپے صرف

پریس: شاہنواز پرنٹنگ پریس لاہور

Marfat.com

اِنتساب

ان پاکباز، جاں نثار حفاظ، قرّائے صحابہ کرام کے نام
جنہوں نے مسئلۂ ختم نبوت کی خاطر (جھوٹے متنبی
مسیلمہ کذاب لعنۃ اللہ کے خلاف جنگ یمامہ میں
سر دھڑ کی بازی لگاتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

Marfat.com

اعتذار

مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتُهْدِفَ

احباب کا کرم ہے اگر نکتہ چیں نہ ہوں
ورنہ ہم آپ معترف اپنی خطا کے ہیں!

احقر الانام

محمد اجمل عفا اللہ عنہ
خطیب جامع رحمانیہ

Marfat.com

کتاب "آداب القرآن" کے بارے میں
علماءِ کرام اور مشائخِ عظام کی آراء

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مدظلہٗ
—— مہتمم دار العلوم دیوبند ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

عجالہ نافعہ آداب القرآن مؤلفہ محترم مولانا محمد اجمل صاحب خطیب اسلام لاہور نظر سے گذرا، جستہ جستہ مقامات احقر نے دیکھے، آداب قرآن و قرأۃ کے سلسلہ کے ضروری مسائل حسن ترتیب کے ساتھ اس رسالہ میں جمع کر دیئے گئے ہیں جنکی فی زمانہ ضرورت تھی۔ حق تعالیٰ اس سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کے لیے نافع بنائے۔ وباللہ التوفیق

محمد طیّب مہتمم دار العلوم دیوبند
نزیل حال لاہور

۳۰/۸/۸۸ ھ

Marfat.com

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ، کراچی

محترم مولانا محمد اجمل صاحب مبلغ و خطیب اسلام لاہور کی تازہ تصنیف "آداب القرآن" ایک مجلس میں مختلف مقامات سے دیکھی الحمد للہ! — کہ آداب القرآن کے متعلق تمام ضروری اور اہم مسائل اس میں آگئے ہیں اور اسکے ماخذ ایسے ہیں جو علماء امت کی نظر میں اعتماد کا خاص مقام رکھتے ہیں — تفسیر قرطبی، روح المعانی، اتقان علامہ سیوطیؒ، البرہان فی علوم القرآن زرکشی شارح بخاری وغیرہ۔

امید ہے کہ یہ مجموعہ مسلمانوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا - دعا ہے کہ اس کے اصول کی طرح حق تعالیٰ اس کو بھی قبولیت تامہ عطا فرمائیں۔ اور مؤلف سلمہٗ کو جزاء خیر عطا فرمائیں!

بندہ محمد شفیع غفاراللہ عنہ

۱۸ رجب ۸۷ھ

در لاہور

Marfat.com

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بسم الله الرحمٰن الرحيم الحمد لله الذى انزل كتابه الكريم وبعث لشرحه رسوله الرحيم واختار قوما كالنجوم لحفظ شرعه القويم عليه وعليهم وعلى من تبعهم صلوٰة الله وسلامه الى يوم عظيم۔

اما بعد فقد طالعت فى ساعة وجيزة كتاب آداب القرآن لاخ الفاضل الامجد والخطيب الاكمل مولانا محمد اجمل سلمه عزوجل فرأيته تصنيفا وتاليفا عجيبا مانسج على منواله احد وما سعى عالم لمثل هذا المقصد وما جهد قد جمع فيه من الآداب التى يلزم على التالى ان يتأدب بها والتى يجب على القارى ان يتقرب بها فله ادامه الله منة عظيمة على حملة القرآن ارجوان يتقبل الله هذه العجالة النافعة وادعو له ان يوفقه توفيقا مزيدا۔

انا الاحقر الافقر محمود عفا الله عنه

خادم العلوم بقاسم العلوم (ملتان)

۶ صفر سنہ ۸۸ ھ

Marfat.com

مجاہد ملت بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی

جب تک مسلمانوں کے دلوں میں شعائرِ اسلام اور کتاب و سنت کا احترام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی معزز و سربلند رکھا۔ افسوس کہ آج کل فرنگی استعمار نے ہر جگہ دینی اقدار کو مجروح کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ متبرک اوراق کی جو بے عزتی گلی کوچوں میں ہو رہی ہے۔ اس سے قہر خداوندی کا ڈر لگتا ہے۔ حضرت مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع رحمانیہ، قلعہ گوجر سنگھ لاہور، ناظم صوبائی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان نے قرآن پاک کے پڑھنے، رکھنے کے طریقوں اور دیگر متعلقہ آداب کو اکابر امت کے حوالوں سے جمع کر کے پھر اسلاف کے اتباع کی رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی قبول فرما کر دلوں کو قرآن پاک کے آداب پر عمل کی توفیق بخشے۔ اسی سے ہمارے دینی، دنیوی اور تمام سیاسی و معاشرتی امور میں برکات شامل ہو سکتی ہیں۔ اس زمانہ میں یہ اہم خدمت ہے جو حضرت مولانا موصوف نے انجام دی۔ فقط

غلام غوث ہزاروی بقلم خود

ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

Marfat.com

حضرت مولانا مولوی حافظ عبد المنان صاحب دہلوی

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفی

اما بعد

فقد تشرفت بمطالعۃ رسالۃ بدیعۃ غرّاء فی اٰداب القراٰن لفضیلۃ الاستاذ محمد اجمل الخطیب بجامعۃ رحمانیۃ رفاه الله الدرجات العلی و اوصله الی غایۃ المنی فوجدتها وافیۃ شافیۃ تروی الغلیل وهی کما اظن نادرۃ الوجود فی هذا الزمان جزاه الله احسن الجزاء و یتقبل منه سعیه و یجعله نافعًا ینتفع به الناس۔

عبد المنان الدهلوی

نزیل لاهور الاٰن

رقم ۱۳ محرم ۱۳۸۸ھ

Marfat.com

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

کتاب "آداب القرآن" مؤلفہ مولانا محمد اجمل صاحب لاہوری زید مجدھم کے بعض مقامات کے مطالعہ کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ یہ تالیف اپنے موضوع اُردو زبان میں ایک ممتاز اور نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ محققین، مفسرین اور ائمہ دین کی عبارات کی ترتیب و تدوین میں حضرت مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔

علماء اور طلبہ دین کے لیے قرآنی آداب کا اس میں بہترین ذخیرہ موجود ہے۔ حقتعالیٰ مولانا موصوف کی یہ محنت و سعی قبول فرمائیں، اور اہل اسلام کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

الاحقر

مظہر حسین غفرلہٗ مدنی جامع مسجد

چکوال

Marfat.com

حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام پشاور ڈویژن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم مولانا محمد اجمل صاحب زاد اللہ فضلہ کی تالیف "آداب القرآن" ایک بہترین علمی اور دینی مجموعہ ہے۔ مولانا محترم ایک مجاہد ہیں اور بہترین مبلغ دین ہیں۔ علمی اور تبلیغی دنیا میں ان کا ایک ممتاز اور معتمد مقام ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے بہت زیادہ دینی فائدہ ہوگا۔

میں مولانا کو اس دینی خدمت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس تصنیف و تالیف کو شرف قبولیت سے نواز کر مؤلف موصوف کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

سید گل بادشاہ غفرلہٗ امیر جمعیۃ علماء اسلام
پشاور ڈویژن و ضلع مردان

Marfat.com

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مہتمم مدرسہ عربی نجم المدارس

کلاچی (ڈیرہ اسمٰعیل خاں)

بعد الحمد والصلوٰۃ - آداب القرآن کی تصنیف و تالیف پر حضرت مولانا محمد اجمل صاحب ناظم جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان کو اکابر علماء پاکستان خراج تحسین پیش کر چکے ہیں - اہل اللہ کی یہ شہادت حضرت مولانا کے لیے بہت بڑا ذخیرہ آخرت ہے، اور آپ کی یہ سعادت ہم جیسے طالب علموں کے لیے قابل رشک ہے - اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت قرآن کریم کی مزید توفیق عنایت فرمائیں اور آپ کی دینی خدمات کو قبولیت عامہ عطا فرما کر صدقہ جاریہ گردانیں آمین !

هنيئاً لأرباب النعيم نعيمها
وللعاشق المسكين ما يتجرّع

ناکارہ عبد الکریم عفی عنہٗ

مہتمم مدرسہ عربی نجم المدارس کلاچی

۳۰ ربیع الثانی
سنہ ۱۳۸۸ھ

Marfat.com

حضرت مولانا محمد شفیق الحق صاحب اختر مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سلہٹ (مشرقی پاکستان)

بعونہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ شانہٗ

احقر نے نہایت ہی قلیل وقت میں محترم المقام حضرت مولانا محمد اجمل صاحب کا مجموعہ "آداب القرآن" کا مطالعہ کیا۔ ان آداب کے محقق اور مضبوط ماخذوں کو دیکھکر بہت ہی محظوظ اور مسرور ہوا۔ واقعی قرآن مجید کے ماننے والوں کے حق میں یہ آداب اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو اجر جزیل عنایت فرمائے اور ان پر عمل کرنے والوں کو فائدہ پہنچائے۔

احقر محمد شفیق الحق اختر مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم
گاسباڑی ضلع سلہٹ (مشرقی پاکستان)

نزیل لاہور

۴ رمئی سنہ ۱۹۶۸ء

Marfat.com

تشکر

(من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ)

حضرت مولانا مولوی حکیم شمس الاسلام صاحب فاضل دیوبند، فاضل عربی پنجاب یونیورسٹی (راقم السطور کے بڑے بھائی) کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہی کی تحریک وترغیب اور ہمت افزائی سے اس ہیچمدان نے قرآنی خدمت (آداب القرآن) کے اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کی جرأت و جسارت کی، ان کی کاوش وکوشش کو مسودہ کی تصحیح واصلاح میں بہت دخل ہے۔

نیز جناب حافظ قاری خالد اقبال صاحب مکتبہ اشاعت اسلام لاہور بھی مستحق تشکر ہیں کہ انہوں نے نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے کتابت وطباعت اور اشاعت واذاعت کا اہتمام فرمایا۔

محمد اجمل

Marfat.com

مراجع ومصادر

اس کتاب "آداب القرآن" کی تدوین و تالیف میں جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ تفسیر روح المعانی
۲ تفسیر قرطبی
۳ تفسیر ابن کثیر
۴ تفسیر خازن
۵ التفسیر القیم
۶ تفسیر کبیر
۷ تفسیر روح البیان
۸ تفسیر مدارک
۹ تفسیر مواہب الرحمٰن
۱۰ احکام القرآن
۱۱۔ الاکلیل علی مدارک التنزیل
۱۲۔ الاتقان
۱۳۔ البرہان فی علوم القرآن
۱۴۔ تفسیر المنار
۱۵۔ جمال القرآن
۱۶۔ قرآن مجید محشی لمولانا عثمانی
۱۷۔ بخاری
۱۸ مسلم
۱۹ نسائی
۲۰ ابن ماجہ
۲۱ ابوداؤد
۲۲ ترمذی
۲۳ کنز العمال
۲۴ فتح الباری
۲۵ بیہقی
۲۶ مشکوٰۃ
۲۷ تعلیق الصبیح

Marfat.com

۲۸ سنن الھدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰ
۲۹ احیاء العلوم
۳۰ حجۃ اللہ البالغہ
۳۱ بیان العلم
۳۲ سبل السلام
۳۳ لواقح الانوار القدسیہ
۳۴ حدیقۃ الندیہ
۳۵ بریقہ محمودیہ
۳۶ مبسوط
۳۷ بدائع الصنائع
۳۸ مجمع الانہر شرح ملتقی الذکر
۳۹ طحطاوی علی المراقی
۴۰ ہدایہ
۴۱ عقود الدریہ فی تنقیح الحامدیہ
۴۲ فتح القدیر
۴۳ بحر الرائق
۴۴ فتاویٰ قاضی خاں
۴۵ - کفایہ شرح ہدایہ
۴۶ - دُرِّ مختار
۴۷ ردالمختار لابن عابدین شامی
۴۸ فتاویٰ التاتارخانیہ
۴۹ الاشباہ والنظائر
۵۰ مراقی الفلاح
۵۱ - منیۃ المصلی
۵۲ شرح منیۃ المصلی
۵۳ خلاصۃ الفتاویٰ
۵۴ فتاویٰ مولانا عبدالحی
۵۵ - امداد الفتاویٰ
۵۶ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ
۵۷ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند
۵۸ مواہب لدنیہ
۵۹ سیرت النبی
۶۰ سیرت عمر بن عبدالعزیز
۶۱ بزم صوفیہ
۶۲ تبع تابعین
۶۳ حیات الصحابہ
۶۴ اسدالغابہ

Marfat.com

فہرست آداب القرآن

لفظ قرآن کی توضیح ۵
فضائل قرآن مجید ۸
فضائل تلاوتِ قرآن مجید ۲۳

آداب عظمت قرآن مجید

عظمت قرآن مجید ۳۳
قرآن حکیم کی زیارت ۳۴
حفظِ قرآن حکیم ۳۵
قرآنی سورتوں کو چھوٹا بڑا کہنا ۴۰
تقریب ختم قرآن میں اہل و عیال کو جمع کرنا ۴۱
آیاتِ قرآنی میں ذاتی مقاصد کا استعمال ۴۴
آیاتِ قرآنی میں غیر قرآن کی شمولیت ۴۷
قرآن مجید کو ذریعہ آمدنی بنانا ۴۸

آداب و احترام قرآن مجید

قرآن مجید کو بوسہ دینا ۵۳
قرآن مجید کو کسی چیز پر رکھ کر تلاوت کرنا ۵۴
قرآن مجید کو کھلا چھوڑنا ۵۵
قرآن مجید کی طرف پاؤں دراز کرنا ۵۶

Marfat.com

قرآن مجید پر ٹیک لگانے کی ممانعت ۵۷
قرآن مجید کی موجودگی میں جماع کی حرمت ۵۸
قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق ۵۹
نقشِ آیاتِ قرآنی کا احترام ۶۱
آیاتِ قرآنی کو تھوک سے مٹانا ۶۳
تعویذِ قرآنی کا پینا ۶۴
تعویذِ قرآنی کو بیت الخلاء میں لے جانے کی ممانعت ۶۶

آدابِ تلاوت و قرأتِ قرآن مجید

قرآن مجید کو بلا وضو ہاتھ لگانا ۷۱
قرآن کریم کی بلا وضو تلاوت و قرأت ۷۵
تلاوت کے لیے مسواک کرنا ۷۶
تلاوت کے لیے عمدہ پوشاک پہننا ۸۲
بوقتِ تلاوت قبلہ رُخ بیٹھنا ۸۷
نیت تلاوت ۸۹
افضل طریقِ تلاوت ۹۰
بوقتِ قرأت حضوریٔ قلب ۹۴
عجمی زبان میں تلاوت قرآن کی ممانعت ۹۵
ماہر اساتذہ سے تربیت پاکر تلاوت کرنا ۹۸
قرآن حکیم کی بکثرت تلاوت ۱۰۱
بوقتِ تلاوت خلوت و تنہائی ۱۰۷

Marfat.com

تعوّذ و تسمیہ	۱۰۸
تلاوتِ قرآن اور تحصیلِ لذت	۱۱۲
باوقار اور باعظمت طریقے سے تلاوت کرنا	۱۱۴
دورانِ تلاوت جمائی کے متعلق حکم	۱۱۵
دورانِ تلاوت گفتگو کی ممانعت	۱۱۶
فہم و تدبر سے قرآن مجید پڑھنا	۱۱۸
آیاتِ رحمت پر دعاءِ رحمت اور آیاتِ عذاب پر استغفار	۱۲۳
قرآنی مثالوں سے عبرت پکڑنا	۱۲۴
آیاتِ قرآنی کے اسرار و معارف پر غور کرنا	۱۲۷
بوقتِ تلاوت ترسیل و ترتیل کو ملحوظ رکھنا	۱۳۸
مخارج حروف کا لحاظ رکھنا	۱۴۰
طریقِ قرأت پر اظہار اختلاف کی ممانعت	۱۴۱
ترنم و خوش الحانی سے پڑھنا	۱۴۳
ترتیبِ معروف کے خلاف تلاوت کی ممانعت	۱۴۸
بوقتِ تلاوت گریہ و زاری	۱۵۰
مجلس قرآن خوانی میں طریقۂ تلاوت	۱۵۷
بوقتِ تلاوت مختلف سورتوں سے آیات کا انتخاب	۱۶۰
ناپاک مجالس میں تلاوت کی ممانعت	۱۶۱
پوری توجہ سے قرآن مجید کا سننا	۱۶۲
سجدۂ تلاوت کے مسائل	۱۶۷
ختم قرآن کے بعد ابتدائی آیات کی تلاوت	۱۸۰

Marfat.com

سورۂ والضحیٰ سے والناس تک تکبیر کہنا ۱۸۱
اختتام پر صدق اللہ العظیم کہنا ۱۸۲

آدابِ کتابت وطباعت

ناپاک چیز سے کتابت وطباعت کی ممانعت ۱۸۵
چھوٹی تقطیع پر لکھنے کی ممانعت ۱۸۵
جلی قلم سے لکھنا ۱۸۷
آیاتِ قرآنی کو در و دیوار پر لکھنے کی ممانعت ۱۸۸
دعاء خاتمہ ۱۹۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا بالکتاب المبین

و انزل علینا القراٰن بلسان عربی مبین و

الصلوٰۃ و السلام علی النبی الصادق الامین

محمد رسول اللہ و خاتم النبیین و علی اٰلہ و

اصحابہ الذین ھم ھداۃ للمتقین"

Marfat.com

Marfat.com

وجہِ تصنیف

قرآن پاک کی بے حرمتی اور بے ادبی دیکھ کر کلیجہ شق ہو جاتا ہے۔ اس چودہویں صدی میں اخبارات، اشتہارات، رسائل وجرائد اور لٹریچر کی کثرت، بہتات محتاج بیان نہیں۔ ان میں قرآن مجید کی آیات کا اندراج بھی ہوتا ہے۔ قارئینِ کرام پڑھنے کے بعد بڑی بے احتیاطی اور بے پروائی سے ان اوراق کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ پھر جب کافی ذخیرہ ہو جاتا ہے تو ردّی میں اُن کو فروخت کیا جاتا ہے۔ پھر ردی والوں کے ہاں جو حشر ان کا ہوتا ہے، وہ کسی سے مخفی اور پنہاں نہیں۔ الامان والحفیظ۔ اہلِ قلم حضرات اپنے مضامین میں قرآنِ مجید کے مبارک الفاظ لکھتے وقت اس بے ادبی اور بے حرمتی کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اس انجامِ بد کا احساس نہیں فرماتے۔

اپنے مضامین میں قرآن پاک کے مبارک الفاظ لکھنے سے اجتناب اور احتراز فرمائیں اگر دلیل اور ثبوت میں کوئی آیت پیش کرنی ہو تو اس کا مفہوم اور مطلب لکھنے پر اکتفا کریں۔ مزید براں آیت نمبر، پارہ، سورت کا اندراج کر دیں۔ جاننے والوں کے لیے اشارہ کافی ہے۔ جہلاء کے لیے اصل عبارت یا اس کا حوالہ دونوں یکساں ہیں۔ پریس والوں کے ہاں جو کوتاہیاں اور خرابیاں ہوتی ہیں، اُن کے تصور سے رونگٹے

Marfat.com

کھڑے ہو جاتے ہیں۔ طہارت اور پاکیزگی کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ حالانکہ طباعت کے وقت اوراقِ مقدسہ کو اٹھانے والے اور پلیٹیں لگانے والے اور جلد باندھنے والے غرضیکہ قرآن مجید کی طباعت کے متعلقہ عملہ و سٹاف کو باوضو رہ کر کام کرنا چاہیے۔ مالکانِ مطابع سے بھی گذارش ہے کہ وہ اس سلسلہ میں احتیاط سے کام لیں۔ اس گستاخی اور بے ادبی سے خود بھی بچیں اور کارندوں کو بھی بچائیں۔

عوام الناس سے بھی اپیل کی جاتی ہے کہ کتابوں، اخباروں، رسالوں وغیرہ کو ہرگز ردی میں فروخت نہ کریں، اور اگر مجبوری ہو تو الفاظ مبارکہ کے تراشے نکال کر پھر فروخت کریں۔

مجھے امید ہے کہ اصحاب بصیرت ضرور اسطرف متوجہ ہوں گے اور مروجہ طرزِ تحریر کے انسداد میں سعی و کوشش فرما کر اجر جزیل کے مستحق ہوں گے ؎

بر رسولاں بلاغ باشد و بس!

محمد اجمل

Marfat.com

لفظ "قرآن" کی توضیح

امام اشعریؒ کے نزدیک قرآن قرن سے مشتق ہے۔ قرن کے لغوی معنی ملانے اور جوڑنے کے ہیں۔ حج قران کو قران اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا جاتا ہے۔ چونکہ قرآن سُور، آیات اور حروف وغیرہ کو باہم ملاتا اور جوڑتا ہے۔ اس مناسبت سے اس کا نام قرآن رکھا گیا ہے۔ فرآر کی رائے ہے قرآن قرائن سے ماخوذ ہے اور قرائن قرینہ کی جمع ہے۔ قرینہ کے معنی دلیل اور شبیہ کے ہیں۔ چونکہ قرآن کی ہر آیت دوسری آیت کی تفسیر اور دلیل ہے اور نیز قرآن کی ایک آیت دوسری آیت کے اکثر مشابہ ہے، اس لیے اسکو قرآن کہتے ہیں۔ اکثر ائمہ لغت، قرآر اور مفسرین قرآن بروزن فعلان پڑھتے ہیں۔ قرآن غفران کی طرح مصدر ہے۔ از روئے لغت قرآن دو لفظ سے ماخوذ ہو سکتا ہے۔ پہلا لفظ قرأۃ ہے اس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ دوسرا لفظ قرانا ہے۔ جس کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ پہلے معنی کے اعتبار سے قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بار بار پڑھا جاتا ہے اور اس کی کثرت سے تلاوت کی جاتی ہے۔ دوسرے معنی کے اعتبار سے قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں لانہ یجمع السور کہ وہ سورتوں کو باہم جمع کرتا ہے (لسان العرب) لِاَنَّہٗ

Marfat.com

جمع القصص والامر والنهی والوعد والوعید وہ قصص، امر، نہی اور وعدہ، وعید سب کا جامع ہے (نہایہ ابن الاثیر)

حضرت سفیان بن عیینہ ؒ نے وجہ تسمیہ یوں بیان کی:

لان الحروف جمعت فصارت کلمات والکلمات جمعت فصارت آیات والآیات جمعت فصارت سورا والسور جمعت فصارت قرانا ثم جمع فیہ علوم الاولین والآخرین فالحاصل ان اشتقاق لفظ القران اما من التلاوۃ او من الجمعیۃ (تفسیر کبیر جلد اول)

حروف کو جمع کیا گیا تو وہ کلمات بن گئے اور کلمات کو جمع کیا گیا تو وہ آیات بن گئیں اور آیات کو جمع کیا گیا تو وہ سورتیں ہو گئیں اور سورتوں کو جمع کیا گیا تو وہ قرآن بن گیا اس میں قدیم و جدید علوم جمع کر دیئے گئے۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ لفظ قرآن یا تلاوت سے یا جمعیت سے مشتق ہے۔

قال الراغب انما سمی قرانا لکونہ جمع ثمرات الکتب السالفۃ المنزلۃ (اتقان)

قرآن اس لیے نام ہے کہ وہ تمام گذشتہ منزل من اللہ کتابوں کے نتائج کا جامع ہے۔

اور قرآن تمام دنیا کی صحیح الہامی کتابوں کا خلاصہ اور جوہر ہے۔ قرآن تمام صحف آسمانی کی روح ہے۔ قرآن عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، تمدن سیاست غرض ہر قسم اور ہر نوع کی تعلیمات کا جامع ہے۔ اسی بنا پر کتاب اللہ کا

Marfat.com

نام قرآن سے بڑھ کر کوئی بہتر، عمدہ اور جامع دوسرا نام نہیں ہو سکتا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کسی مصدر یا اصل سے مشتق نہیں ہے۔ یہ علَم غیر مشتق ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یوں ہی ایک لفظ کلام مجید کے نام کے لیے وضع کر دیا ہے۔

اس لیے اس کا نام ہونے کی حیثیت کے ماسوا قرآن کے کوئی اور لغوی معنی نہیں جس کی مناسبت سے اس کا نام قرآن رکھا گیا ہو۔

Marfat.com

فضائلِ قرآن مجید

قرآن مجید، اللہ رب العزت کا کلام بلاغت نظام ہے، اشرف ملائکہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اسے لانے والے ہیں اور خاتم النبیین، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یہ قرآن مجید نازل کیا گیا ہے، اور یہ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات کا ایک ایسا علمی معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی شان میں لا ریب فیہ (کہ، کوئی شبہ اس میں نہیں)، کی صفت آئی ہے۔ دنیا میں کوئی کتاب اور کوئی کلام ایسا نہیں ہے جس میں کسی نہ کسی حیثیت سے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ صرف یہ کتاب اللہ ہی ہے جس میں شک و شبہ اور باطل کو کہیں سے راہ نہیں ملتی

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل

من حکیم حمید (پ۲۵: فصلت ۴۲)

"اس میں باطل نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے، یہ کلام نازل ہوا ہے خدائے باحکمت و پُرحمد کی طرف سے۔

اور اس کی شان ہے ھُدًی لِّلْمُتقین (یہ ہدایت ہے متقین کے لئے) اور اسی کے متعلق ہے وانہ لحق الیقین (اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے) ارشاد ہے۔

Marfat.com

اور یہی وہ کتاب ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا ہے :

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ط (النساء : ۱۷۴)

اور ہم تمہارے اُوپر ایک کھلا ہوا نور اتار چکے "

یہی وہ کتاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ھدیٰ فرمایا ہے :

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ط (سورہ لقمان)

" جو ہدایت ورحمت ہے نیکو کاروں کے حق ہیں "

یہی وہ کتاب ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے فرقان کہا ہے :

عبدہٖ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ (الفرقان)

" وہ بڑی عالی ذات ہے جس نے یہ فیصلہ (کی کتاب) اپنے بندہ (خاص) پر اتاری "

یہی وہ کتاب ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے شفاء نام رکھا ہے :

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(الاسراء - ۸۲)

" اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں "

یہی وہ کتاب ہے جس کو موعظہ فرمایا ہے :

قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (یونس : ۵۷)

" اے لوگو! بالیقین تمھارے پاس نصیحت تمھارے پروردگار کی طرف سے آگئی ہے "

یہی وہ کتاب ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے ذکر کہا ہے :

هٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰهُ (الانبیاء : ۵۰)

" اور یہ (قرآن) ایک برکت والی (کتاب) نصیحت ہے کہ ہم نے اس کو اتارا ہے "

یہی وہ کتاب ہے جسکو کریم کے نام سے یاد کیا گیا ہے :

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (الواقعہ : ۷۷)

" یہ ایک معزز قرآن ہے "

یہی وہ کتاب ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے مہیمن فرمایا ہے :

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ : ۴۸)

" سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی ان کتابوں کی جو اس سے پیشتر اُتر چکی ہیں اور ان پر محافظ ہے "

یہی وہ کتاب ہے جسکو قیّم کہا گیا ہے :

وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا (الکہف : ۲۰۱)

" اور اس میں (ذرا) کجی نہیں رکھی "

یہی وہ کتاب ہے جسکو صراط مستقیم کہا گیا ہے :

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا (الانعام : ۱۵۳)

" اور (یہ بھی کہہ دیجئے) کہ یہی میری سیدھی شاہراہ ہے "

یہی وہ کتاب ہے جسکو بصائر فرمایا گیا ہے :

Marfat.com

هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ (الجاثیہ : ۲۰)

"یہ (قرآن) لوگوں کے لئے دانشمندیوں (کا سبب) ہے"

یہی وہ کتاب ہے جسکو بیان کہا گیا ہے :

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ (النساء : ۱۳۸)

"یہ لوگوں کے لیے بیان ہے۔"

یہی وہ کتاب ہے جس کو تذکرہ بھی کہا گیا ہے :

وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ (المدثر : ۵۴)

"یہ (قرآن ہی کافی) نصیحت ہے"

یہی وہ کتاب ہے جسکو حبل کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے :

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ه (آل عمران : ۱۰۳)

"اور اللہ کی رسی سب مل کر مضبوط تھامے رہو"

یہی وہ کتاب ہے جسکو احسن الحدیث کہا گیا ہے :

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (الزمر : ۲)

"اللہ نے بہترین کلام نازل کیا ہے"

یہی وہ کتاب ہے جسکو بشریٰ کہا گیا ہے :

هُدًى وَّ بُشْرٰى (النحل : ۲)

"موجب هدایت و بشارت ہے"

یہی وہ کتاب ہے جسکو مجید فرمایا گیا ہے :

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ (البروج : ۲۱)

Marfat.com

"اصل یہ ہے کہ یہ بزرگی والا قرآن ہے۔"

یہی وہ کتاب ہے جسکو ذکر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے:

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

"یہ قرآن نصیحت ہی نصیحت ہے دنیا جہان والوں کے لیے"

یہی وہ کتاب ہے جس کی آیات کے متعلق فرمایا گیا ہے:

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ

"یہ ایک کتاب کہ اس کی آیتیں مضبوط کی گئی ہیں"

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ

"یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کر بیان کر دی گئی ہیں"

اور اسی کی حقانیت کے متعلق فرمایا گیا ہے:

وَاِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ

"وہ برحق ہے (اسی طرح) جیسے کہ تم بات چیت کر رہے ہو"

اور یہی وہ خدا کی آخری کتاب ہے جو ہر قسم کے تغیر و تبدل، ترمیم و تنسیخ سے بالکل محفوظ و مصئون ہے اور قیامت تک اسی شان کے ساتھ رہے گی، کیوں نہ ہو جبکہ خود خالقِ کائنات نے حفاظت و صیانت کا بایں الفاظ ذمہ لیا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

"بے شک ہم نے ہاں ہم ہی نے نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"

یہی وہ کتاب ہے جو کسی کی تصدیق کی محتاج نہیں بلکہ وہ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ خود دوسری کتب سماویہ کی مصدق اور مہیمن ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جو

Marfat.com

آج تک اسی طرح سرچشمہ ہدایت ہے جس طرح آج سے چودہ سو برس پہلے تھی، جس طرح پہلی صدی ہجری کا ایک سادہ مزاج مخلص مسلمان سادگی کے ساتھ اپنے سوالات کے جوابات اس کتاب ہدیٰ میں تلاش کر لیتا تھا، اسی طرح آج چودھویں صدی کا ترقی یافتہ انسان بھی اپنے مسائل اور اپنی مشکلات کا حل اسی کتاب مقدس میں پا رہا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس کے بارے میں ارشاد ربّانی ہے :

اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ط

"اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔"

یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق ارشاد باری ہے :

لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔

"جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا بجز پاکوں کے"

یہی وہ کتاب ہے جس کی تاثیر سے گھبرا کر کفار نے کہا تھا :

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ

"اس قرآن کو سنو ہی مت اور اس کے درمیان میں غل مچا دیا کرو شاید تم غالب آجاؤ"

یہی وہ کتاب ہے جس کی تلاوت سننے کے لیے ملائکہ کرام پروانوں کی طرح حاضر ہوتے ہیں۔

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

Marfat.com

"بے شک صبح کی نماز حضوری کا وقت ہے"

یہی وہ کتاب ہے جس کی سماعت کے لیے جنات رُک گئے اور بے ساختہ پکار اٹھے:

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ

"ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا ہے جو راہِ راست بتلاتا ہے۔ سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کا شریک کسی کو نہ بنائیں گے"

یہی وہ کتاب ہے جس کی تاثیر بلیغ نے اہلِ کتاب کی آنکھوں کو اشکبار کر دیا۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۔

"اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو پیمبر پر اتارا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھیں دیکھیں گے کہ اُن سے آنسو بہہ رہے ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا"

یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اس کو دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا پھٹ جاتا"

یہی وہ کتاب ہے جس کی بابت ارشاد ہے:

Marfat.com

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۔

"اسے رُوح الامین نے آپ کے قلب پر اتارا ہے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں"

یہی وہ کتاب ہے جس کے بارے میں امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ کا ارشادِ گرامی ہے :

فَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهٖ

"کلام اللہ کی فضیلت بقیہ کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کو ساری مخلوقات پر"

یہی وہ کتاب ہے جس کا دیکھنا بھی عبادت ہے :

اَلنَّظْرُ فِی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ

"قرآن مجید کھول کر دیکھنا عبادت ہے"

یہی وہ کتاب ہے جسکے حافظ و حامل سے بروز قیامت فرمایا جائیگا :

اِقْرء وارق و رتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلتك عند اخر اٰیۃ تقرءوھا

"جس طرح تو دنیا میں قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا آج بھی ترتیل کے ساتھ پڑھتا جا اور درجہ بدرجہ چڑھتا جا ۔ کیونکہ تیری آخری منزل قرآن کی آخری آیت پر ہوگی"

Marfat.com

یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق ارشادِ نبوی ہے :

الصیام والقرآن یشفعان للعبد یوم القیامۃ

"روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندے کے لیے شفاعت کریں گے"

یہی وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے حافظ کے والدین کے سروں پر سنہری تاج رکھے جائیں گے جن کی روشنی کے سامنے سورج کی روشنی ماند ہوگی۔ یہی وہ کتاب مقدس ہے جس کی بابت ارشاد نبوی ہے :

کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم، ھو الفصل لیس بالھزل۔ من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدی فی غیرہ اضلہ اللہ و ھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم۔ ھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولا تلتبس بہ الالسنۃ۔ ولا یشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد۔ ولا تنقضی عجائبہ

"یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں تم پہلوں اور پیچھے آنے والوں کی خبریں ہیں یہ تمہارے درمیان فیصلہ کرنیوالی کتاب ہے۔ یہ (قرآن) ایک قول فیصل ہے اور یہ کوئی لغو کلام نہیں ہے (جس متکبر نے اس کو چھوڑا ہلاک کریگا اس کو اللہ تعالیٰ) جس نے ہدایت کو غیر قرآن میں تلاش کیا اللہ تعالیٰ اسکو گمراہ کر دینگے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ یہ ذکر حکیم ہے اور یہ صراط مستقیم ہے (اسکی اتباع سے خواہشات میں کجی واقع نہیں ہوتی اور قرآن کی زبان سے دوسری زبانیں نہیں ملتیں) اس سے علما سیر نہیں ہوتے۔ اس کو بار بار پڑھنے سے کثافت نہیں ہوتی، اس کے عجائب، و غرائب ختم نہیں ہوں گے"

Marfat.com

یہی وہ کتاب ہے جو صحیح راستہ بتلانے والی اور ظنوں و اوہام کے مقابلہ میں سچے حقائق پیش کرنے والی۔ ہر تاریکی کو روشن کرنے والی۔ ہر کجی کو درست کرنے والی۔ ہر پستی کو بلند کرنے والی۔ ہر مرض کو شفا دینے والی۔ ہر دکھ کو مٹانے والی ہے۔

اس کتاب میں عاقل کے لیے شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں، ایسا جامع بلیغ، پُر حکمت اور نورِ صداقت سے بھرا ہوا کلام رب العالمین ہی کا ہو سکتا ہے اس کے علوم و معارف، احکام و قوانین اور معجزانہ فصاحت و بلاغت، شوکتِ جزالت، جدتِ اسلوب و سلاست اور اس کی لذت و حلاوت اور شہنشاہانہ شان و شکوہ اور جامع و مؤثر اور دل رُبا طرزِ بیان پر نظر کر کے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرآن وہ کتاب نہیں جو خداوند قدوس کے سوا کوئی دوسرا شخص بنا کر پیش کر سکے۔ پورا قرآن تو بجائے خود رہا اسکی ایک سورۃ کا مثل لانے سے بھی تمام جن و انس عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے سارے جہان کو اور ساری مخلوق کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا ہے:

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ

تمام جہان کے فصیح و بلیغ، پڑھے لکھے، اکٹھے ہو کر قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کی مانند پیش کر دو، تو سمجھ لیا جاویگا کہ قرآن بھی کسی بشر کا کلام ہے جس کا مثل دوسرے لوگ لا سکتے ہیں۔

مگر محال ہے کہ ابدالآباد تک کوئی مخلوق خواہ وہ جن ہوں یا انس ایسا حوصلہ کر سکے جس طرح خدا کی زمین جیسی زمین، خدا کے سورج جیسا سورج اور خدا کے

Marfat.com

آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے۔ اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گی

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ (فوائد عثمانیہ ص ۲۷۱، ص ۲۷۵)

قرآن کریم ہی وہی کتاب ہے جس میں تہذیب اخلاق، تمدن و معاشرت حکومت و سیاست، معرفت و روحانیت، تزکیہ نفوس، تنویر قلوب غرضیکہ وصول الی اللہ اور تنظیم و رفاہیت خلائق کے وہ تمام قوانین وطرق موجود ہیں جن سے آفرینشِ عالم کی غرض پوری ہوتی ہے اور جن کی ترکیب و تدوین کی ایک امی قوم کے امی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی، جن کا کسی ظاہری معلم کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہ کرنا ایک معروف و مسلم واقعہ ہے۔ پھر چالیس برس تک نہ کوئی قصیدہ لکھا ہو، نہ مشاعروں میں شریک ہوا ہو، نہ کبھی کتاب کھولی ہو، نہ قلم ہاتھ میں لیا ہو، نہ کسی درسگاہ میں بیٹھا ہو دفعتہً ایسا کلام بنا لائے جو جن و انس کو عاجز کر دے، ناچار ماننا پڑے گا ــــ کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔

قرآن حکیم کی صداقت پر کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں کہ وہ صدیوں سے بجنسہٖ و بلفظہٖ قائم ہے اور چونکہ وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا کلام ہے اس لئے اس کا مقابلہ اور معارضہ کرنے سے مخلوق عاجز اور قاصر ہے۔

یہی وہ کتاب ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے تاریخی خطبہ میں اعلان فرمایا تھا:

Marfat.com

وَقَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا لَمْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ کِتَابُ اللّٰہِ ہ

"میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں، اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو تم گمراہ نہ ہو گے، اور وہ ہے اللہ کی کتاب"

یہی وہ مقدس اور متبرک کتاب ہے، جسکے بارے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (مسلم)

"بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بعض قوموں کو رفعت و عروج دیتا ہے" اور بعض کو (روگردانی کے باعث) پست کر دیتا ہے"

آج قرآن اور صرف قرآن ہی ایک آسمانی کتاب ہے جس کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ اور شوشہ محفوظ ہے۔ یہ نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کا دائمی، علمی اور ابدی معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔

یہی وہ مقدس اور مبارک الہامی کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں اپنی اصلی زبان میں پوری شان و شوکت اور آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ یہ ہر ملک ہر قوم اور ہر زمانہ کی ضروریات کے لئے کافی، وافی، شافی ہے۔ بقول اکبر مرحوم

ہادی نہ ملے گا تمھیں قرآن سے بہتر
مغوی تو ملیں گے تمہیں شیطان سے بہتر

آج بھی اگر ہم دنیا کی عزتوں اور آسمانی بادشاہت کے مالک بننا چاہیں، تو اس کا ایک اور صرف ایک طریقہ ہے کہ ہم قرآن مجید کو اپنا سب سے محبوب

Marfat.com

مشغلہ بنالیں اور دنیا کے تمام علوم وفنون سے زیادہ اس کتاب مقدس کے سیکھنے سکھانے اور اس کی تعلیمات سے واقف ہونے کی سعی بلیغ کریں۔ اس کے اوامر کا امتثال اور اسکے نواہی سے اجتناب کریں۔ ہمارے اسلاف واکابر نے اسی کتاب مبارک کو رہنما بناکر غیر معمولی عروج حاصل کیا تھا۔ انہوں نے اسکی قیادت میں جب کبھی کسی جانب رُخ کیا، دشمنوں کی صفیں پہاڑ کی طرح مضبوط تھیں، دم کے دم میں اُلٹ گئیں اور کفر وشرک کے مضبوط و مستحکم قلعے مفتوح ہو گئے۔ انہوں نے قرآن کی مشعل کو ہاتھ میں لیے ہوئے جس کسی وادی پُر ظلمت کی جانب اپنے گھوڑوں کی باگیں موڑیں، تردد و تذبذب اور شک وشبہ کی تاریکیاں خود بخود مٹتی اور چھٹتی چلی گئیں اور پھر وہاں ایمان وایقان کے آفتاب عالمتاب نے اس شان سے طلوع کیا کہ ع

عالم تمام مطلعِ انوار ہو گیا

اسی طرح آج ہم بھی ان ازلی وابدی حقائق کو پیش نظر رکھ کر سرفرازی سربلندی حاصل کر سکتے ہیں، کیونکہ اس کتاب ہدیٰ میں پہلوں کی طرح بعد میں آنے والوں کے لیے ہدایت کا سامان موجود ہے۔ ضرورت صرف اس پر غور کرنے اور اسے رہبر و رہنما بنانے کی ہے ؎

گر تو میخواہی مسلماں زیستن!
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

؎ پڑھو، پڑھاؤ کلام خدا خدا کے لیے — یہی دوا، یہی اکسیر ہے شفا کے لیے
؎ خوشا نصیب کہ ایسی کتاب بہر نجات — اتاری حق نے غلامان مصطفٰے کے لیے

Marfat.com

نہیں کسی کے لیے خاص نعمتِ قرآں
صلائے عام ہے ہر رند و پارسا کیلیے

مسلمانو! کلام الٰہی کا یہ خزانہ اب بھی تمہارے پاس ہے اور اللہ کے اس خزانۂ رحمت کی کنجی تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ ہمت کرو اور ادب و احترام سے قرآن کی تلاوت کرو، اس کے مقصد و مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرو اور اس کے احکام کی تعمیل کرو اور اس پر عمل کرو اور پھر دیکھو کیونکر اللہ تعالےٰ کے وعدے ایک ایک کرکے پورے ہوتے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا!
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

لیکن اس چودھویں صدی میں اگر ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں تو قرآن کو خدا کا مکمل ترین کلام اور آخری قانون سمجھنے کے باوجود کتنے مسلمان ہیں جو اس کلام الٰہی کی تلاوت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ خدا کا آخری، ناقابل تبدیل و تنسیخ قانون اور دستور ہے اور ہم اس کے امتثال پر مامور ہیں، اور یہ ہماری زندگی کے لیے بہترین نظام عمل ہے اور کتنے ہیں جو بوقت تلاوت قرآن مجید اس کے معانی و مطالب پر یہ سمجھ کر غور و خوض کرتے ہیں کہ یہ رہتی دنیا تک حیات ابدی و سرمدی اور دارین کی فلاح و صلاح اور سعادت و ہدایت کا کامل و اکمل آئین ہے۔
للہ درّ القائل ؎

آج بھی موجود ہے ہم میں وہی شمعِ ہدیٰ
کاش آ جائے راہ پر پھر کارواں بھٹکا ہوا

24.12.91

نور سے معمور پھر سارا جہاں ہو جائیگا
آسماں سے ابرِ رحمت دُر فشاں ہو جائیگا

۱۵۷۵۴

Marfat.com

فضائلِ تلاوتِ قرآن مجید

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ ۔

"تم میں سے بہتر اور افضل لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید کو سیکھتے اور سکھاتے ہیں"

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا شغل بہت بڑی طاعت ہے ، کیونکہ قرآن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ ہے اور قرآن کا تعلق مع اللہ سب سے قوی اور مضبوط ہے ہر چیز کا تعلق اللہ تعالےٰ سے بالواسطہ ہے اور قرآن کا تعلق بلاواسطہ ہے ۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ بیت اللہ کو بدوں طہارت ہاتھ لگانا جائز ہے ۔ گو ادب کے خلاف ہے ، مگر قرآن مجید کی یہ شان ہے : لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ اس کو بدون وضو کے چھونا جائز نہیں ، اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ بیت اللہ کا درجہ کلام اللہ کے بعد ہے ، کیونکہ خدا تعالےٰ مکان سے منزہ ہیں ، پس خانہ کعبہ کو تشریفاً کہہ دیا جاتا ہے لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ کوئی شخص حج کر کے آئے تو ہم اسکی تعظیم و تکریم تو کرتے ہیں اور حاجی بننے کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں ، اور جو لوگ قرآن کی تلاوت اور اسکی تعلیم و تعلم اور حفظ میں مشغول رہتے

Marfat.com

ہیں، ان کی عظمت حاجی کے برابر نہیں سمجھتے، حالانکہ قرآن مجید کا درجہ بیت اللہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ نے ہم پر کتنا احسان کیا ہے کہ قرآن مجید جیسی کتاب ہمیں عنایت کی اور بیت اللہ جسکے اشتیاق میں ہم ہمیشہ رہتے ہیں اس سے بھی افضل چیز ہمارے گھر میں رہتی ہے مگر افسوس صد افسوس ہم کو اسکی نعمت کی قدر نہیں، اگر قدر ہوتی تو قرآن مجید کو دیکھ کر ایسی خوشی محسوس کرتے، جیسے کعبہ کسی کے گھر آگیا ہے۔ بعض محروم القسمت لوگوں کو مہینے گزر جاتے ہیں، قرآن کھول کر ایک دن بھی پڑھنا نصیب نہیں ہوتا۔ اسکو یوں سمجھو کہ کوئی مکہ مکرمہ جائے اور بیت اللہ کو نہ دیکھے اور نہ ہی اسکا طواف کرے، بس اشیاء خرید کر واپس چلا آئے۔ بالفرض اگر تلاوت کی کسی دن فرصت نہ ہو تو عظمت و محبت کے ساتھ اسکو کھول کر دیکھ لے، امید ہے کہ یہ بھی برکات قرآن سے محروم نہ رہے گا۔ اس لئے قرآن مجید کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے ؎

دنیا نے دین کو بھلا رکھا ہے!
غفلت کی نیند میں سُلا رکھا ہے
اس دور میں خوش نصیب وہ ہے اکبرؔ
جس نے قرآن کو کھلا رکھا ہے

جسطرح خانہ کعبہ کو صرف دیکھنے سے بیس رحمتیں نصیب ہوتی ہیں، اور ساٹھ رحمتیں طواف کرنے اور چالیس باجماعت نماز پڑھنے پر۔ تو خود اندازہ کیجیئے کہ جب بیت اللہ کو دیکھنے پر بیس رحمتیں نصیب ہوتی ہیں اور قرآن مجید اس

Marfat.com

سے درجہ میں افضل ہے، تو کیا قرآن مجید کو صرف دیکھنا نزولِ رحمت کا باعث نہ ہوگا۔

تلاوت قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ کی شرفِ ہمکلامی نصیب ہوتی ہے۔ پھر حیرت ہے کہ محب و عاشق ہو کر محبوب سے باتیں کرنا نہیں چاہتے، حالانکہ محبت وہ چیز ہے کہ عاشق اپنے محبوب سے گفتگو کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔

ایک عارف باللہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں گفتگو کروں اور اللہ تعالیٰ توجہ کے ساتھ میری گفتگو کو سماعت فرمائیں، اور یہ مقام بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ گفتگو فرمائیں اور میں سنوں۔ جب میری خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری گفتگو کو توجہ سے سماعت فرمائیں تو میں نماز شروع کر دیتا ہوں "اور حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نمازی کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات اللہ تعالےٰ پوری توجہ سے سنتے ہیں" تو پھر مجھے بھی یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے، اور جب میری خواہش ہوتی ہے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ گفتگو فرمائیں اور میں سنوں، تو اس وقت قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دیتا ہوں اور اللہ تعالےٰ خطاب کر کے ارشاد فرماتے ہیں: یاایہا الذین اٰمنوا یاایہا الناس، تو میں اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا ہوں تو مجھے یہ مقام بھی حاصل ہو جاتا ہے، اور یہ ہر دو مقامات ہر خوش قسمت مسلمان حاصل کر سکتا ہے، جو نماز پڑھے اور قرآن کی تلاوت کرے، اور تلاوت قرآن مجید سے قرب خداوندی نصیب ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبل کے مشہور و معروف واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواب میں امام احمد کو جناب باری تعالےٰ

کی زیارت نصیب ہوئی ۔ آپؒ نے عرض کیا کہ میرے مولیٰ آپ کا قرب کس چیز سے حاصل ہوتا ہے ؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تلاوت سے ! امام احمدؒ نے استفسار کیا کہ بِفَهْمٍ اَوْ بِلَا فَهْمٍ کہ اس کے معانی کو جانتے ہوئے تلاوت موجب قرب ہے ، یا بدوں فہم معانی کے بھی موجب قرب ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بِفَهْمٍ اَوْ بِلَا فَهْمٍ ، دونوں حالتوں میں میرا قرب نصیب ہوگا ، کیونکہ کلام تو میرا ہے۔

پس ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پاکیزہ کتاب کی تلاوت سے قرب حاصل کرے اور چونکہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اور اس کے چند حقوق اور آداب ہیں جن کی تفصیل آئندہ اوراق میں آرہی ہے ، ان حقوق و آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہونا چاہیئے۔

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ (ترمذی شریف)

ترجمہ : جس نے ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھا ، اس کے لیے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

Marfat.com

یعنی الٓمّٓ پورا ایک حرف شمار نہیں ہوگا، بلکہ الف، لام، میم علیحدہ علیحدہ حروف شمار کیے جائیں گے، اور اس طرح پر الٓمّٓ کے مجموعہ پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ۔

(بیہقی۔ شعب الایمان)

ترجمہ: دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے۔ پوچھا گیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی صفائی کی کیا صورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔"

یعنی گناہوں کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی وجہ سے دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگ جانے سے زنگ لگ جاتا ہے۔ اور کلامِ پاک کی تلاوت اور موت کی یاد اُن کے لیے صیقل کا کام دیتا ہے۔

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهٗ رَأْسُ الْأَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ

Marfat.com

الْقُرْاٰنِ فَاِنَّهٗ نُوْرٌ لَّكَ فِی الْاَرْضِ وَ ذُخْرٌ لَّكَ فِی السَّمَآءِ ط

ترجمہ: حضرت ابوذر رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تقویٰ کا اہتمام کرو کہ وہ تمام امور کی جڑ ہے"۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ"۔

ایک اور حدیث کے الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ (مسلم و ابوداؤد)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا دور نہیں کرتی مگر اس پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو

Marfat.com

ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کے گھر کو گھیر لیتے ہیں، اور حق تعالیٰ شانہ، ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔"

Marfat.com

Marfat.com

آدابِ عظمتِ قرآن مجید

Marfat.com

Marfat.com

عظمتِ قرآن مجید

ادب نمبر (۱)

وَيُعَظِّمَهٗ فَوَرَدَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَ وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَرَاٰى اَنَّ اَحَدًا اُوْتِيَ اَفْضَلَ مِمَّا اُوْتِيَ فَقَدِ اسْتَصْغَرَ مَا عَظَّمَهُ اللّٰهُ ۔ (عین العلم صہ)

ترجمہ: قرآن مجید کا حق تلاوت یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی عظمت کو ملحوظ خاطر رکھے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے "اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تُو اسکو دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا، پھٹ جاتا"

اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جسکو قرآن مجید پڑھنے کی سعادت نصیب ہو اور وہ یہ خیال کرے کہ اس سے کہیں بہتر وہ دولت ہے جو کسی دوسرے شخص کو دی گئی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس نے اللہ کی کتاب کی توہین کی جس کے رتبے کو اللہ تعالیٰ نے بڑھایا ہے۔

تشریح: حقِ تلاوت میں سے ایک حق یہ ہے جو دل سے تعلق رکھتا ہے

Marfat.com

کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی کا خیال لانا چاہیئے کہ یہ اس خدائے پاک کا کلام اور اس کی صفت ہے جو سارے بادشاہوں کا بادشاہ اور صاحب عظمت و جلال ہے۔ اور صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف لوحِ محفوظ میں کوہ قاف سے بھی بڑا ہے حتیٰ کہ اگر تمام فرشتے بھی مل کر ایک حرف کو اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے"۔ (احیاء العلوم ج۱ ص)

ادب نمبر ۲

قرآنِ حکیم کی زیارت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا یَخْلُوَ یَوْمًا مِنْ اَیَّامِهٖ مِنَ النَّظَرِ فِی الْمُصْحَفِ مَرَّةً (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت سے ایک یہ ہے کہ کوئی دن بھی اس کی زندگی کا قرآن مجید میں ایک بار دیکھنے اور نظر کرنے سے خالی نہ گذرے۔

تشریح: قرآن مجید میں صرف دیکھنا بھی عبادت اور موجب ثواب ہے۔ امام زرکشی البرہان فی علوم قرآن ج۱ ص۴۶۲ میں بحوالہ ابوداؤد حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ (۱) کعبہ شریف کی طرف نظر کرنا (۲) والدین کے چہرے کو دیکھنا (۳) قرآن مجید میں نظر کرنا عبادت ہے۔ نیز امام موصوف البرہان ج۱ ص۴۶۱

پر نقل فرماتے ہیں کہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مصحف میں دیکھ کر تلاوت فرمایا کرتے تھے اور اس بات کو ناپسند سمجھتے تھے کہ کوئی دن قرآن مجید کے دیدار سے خالی گذر جائے۔

ادب نمبر (۳)

حفظِ قرآن حکیم

وَاَنْ يُّحَافِظَ عَلٰى اَنْ لَّا يَنْسٰى اٰيَةً اُوْتِيَهَا مِنْهُ (روح المعانی)

ترجمہ: "اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ نگہبانی کرے اس بات کی کہ کسی آیت کو یاد کرنے کے بعد نہ بھلائے"

تشریح: تفسیر اتقان ص ۱۰۵ ج ۱ میں امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ونسیانه کبیرۃ صرح به النووی فی الروضة وغیرها

"قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے، جسکو امام نوویؒ نے اپنی کتاب روضہ وغیرہ میں بیان کیا ہے۔"

احادیث وعید

۱۔ انس بن مالکؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا، مجھے میری امت کے گناہ دکھلائے گئے تو میں نے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ کوئی سورۃ یا آیت یاد کر کے بھول جائے۔ (ترمذی)

۲۔ دوسری روایت میں ہے جو شخص قرآن پڑھنے کے بعد بھول جائے وہ قیامت

Marfat.com

کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوڑھی حاضر ہوگا۔

۳۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "قرآن مجید کی خبرگیری کیا کرو، قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے، بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں سے۔

جیسے اگر جانور کی حفاظت سے غفلت کی جائے (اور وہ رسی) سے نکل جائے تو بھاگ جائیگا۔ اسی طرح کلام پاک کی اگر حفاظت نہ کی جائے تو بھی وہ بھول جائے گا۔

اور علامہ طیبی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید انسانی کلام نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے اور بندہ اور خالق دوجہاں کے درمیان مناسبت قریبہ نہیں، کیونکہ ذات باری تعالےٰ قدیم ہے اور بندہ حادث ہے اور اس نے اپنے لطفِ عمیم اور احسانِ عظیم سے ہم کو یہ نعمت عظمیٰ عنایت فرمائی کہ اپنے پیغمبر علیہ السلام کے واسطہ سے ہم پر اپنا کلام نازل فرمایا۔ پس ہم کو مقدور بھر اس کے حفظ کی طرف مداومت و مواظبت کے ساتھ متوجہ رہنا چاہیے۔ (تعلیق الصبیح)

اور امام زرکشی البرہان ص۵۴۵ ج۱ میں فرماتے ہیں :۔

ولیحذر من علی تلاوتہ بعد تعلمہ قال اللہ تعالیٰ مثنیاً علیٰ من کان دأبہ تلاوتہ آیات اللہ وسماہ ذکرًا وتوعّد المعرض عنہ ومن تعلمہ ثم نسیہ الخ

قرآن مجید سیکھنے کے بعد اس کی تلاوت پابندی کے ساتھ کی جائے۔ اللہ تعالے نے پابندی سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کی تعریف فرمائی ہے (یتلون آیات اللہ آناء الیل اھ) یعنی یہ لوگ اللہ تعالے کی آیتوں کو اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور اس کا نام ذکر رکھا ہے اور اس سے اعراض کرنے والے اور پڑھ کر بھول جانے والے کو دھمکی دی ہے۔

اور الحدیقۃ الندیۃ صـ۳۲۳ج۲ میں فرماتے ہیں:

ومن الآفات نسیان القرآن العظیم بعد تعلمہ فانہ یأثم قال فی الدرۃ المنیفۃ وشرحہا من تعلم القرآن ثم نسیہ یأثم والنسیان ان لا یمکنہ القراءۃ من المصحف بان نسی استخراج الخط وھذہ فسحۃ عظیمۃ من الامام الاعظم ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وقال الامام الشافعیؒ النسیان ان لا یجریہ علیٰ لسانہ کما کان یجریہ قبل النسیان من غیر استخراج خط وفی شرح منیۃ المصلی من تعلم القرآن ثم نسیہ یأثم والنسیان ان لا یمکنہ القراءۃ من المصحف۔

اور قرآن مجید کو سیکھنے کے بعد بھول جانا آفات میں سے ہے۔ پس وہ شخص گناہگار ہوگا، اور درہ منیفہ اور اس کی شرح میں ہے جو شخص قرآن مجید سیکھنے کے بعد بھول جائے گا تو گناہ گار ہوگا، اور بھولنے سے مراد یہ کہ قرآن مجید سے پڑھنا اس کے لئے ممکن نہ ہو۔ یعنی حروف کا نکالنا اور ان کی پہچان بھول جائے، اور یہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمتہ سے بہت بڑی گنجائش ہے۔ اور فرماتے ہیں حضرت

Marfat.com

امام شافعی علیہ الرحمۃ کہ بھولنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی زبان روانی کے ساتھ اس طرح نہ چل سکے جسطرح بھولنے سے پہلے چلتی تھی باوجود نکالنے اور پڑھنے حروف کے۔ اور شرح منیۃ المصلی میں ہے کہ جس نے قرآن مجید سیکھا، اور پھر بھول گیا تو وہ گناہگار ہوگا اور بھولنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید سے پڑھنا اس کے لیے ممکن نہ ہو۔

اور بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۱۹۵ ج ۴ میں ہے:

وفیہ ان نسیان القرآن کبیرۃ ولو بعضا منہ۔ یعنی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ اس کا کچھ حصہ کیوں نہ ہو۔

اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی وجہ بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

لانہ انما نشأ عن تشاغلہ عنہا بلھو او فضول او لاستخفافہ بھا وتھاونہ بشانھا وعدم احترامہ امرھا فیعظم ذنبہ عند اللہ لاستھانۃ العبد لہ باعراضہ عن کلامہ

یعنی نسیان قرآن یا لہو اور فضول کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے ہوا ہے یا قرآن کی عظمت شان اور احترام و اکرام کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ اقدام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا جرم ہے۔ کیونکہ یہ اہانت اور کلام الٰہی سے اعراض کی بنا پر ہوا ہے۔

مسئلہ: امام سیوطی تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں:-

یکرہ ان یقول نسیتُ اٰیۃ کذا بل انسیتھا لحدیث الصحیحین فی النھی عن ذالک۔ اور مکروہ ہے کہ کوئی یوں کہے میں نے فلاں آیت

Marfat.com

بھلادی بلکہ یوں کہے، میں بھلادیا گیا ہوں۔ اس لیے کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں اسطرح کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور تعلیق الصبیح صفحہ ۲۸ ج ۳ میں وجہ ممانعت یوں بیان کی گئی ہے کہ اسطرح کہنے سے قرآن سے بے التفاتی اور بے توجہی کا پتہ چلتا ہے۔ نیز اس سے ارتکاب معصیت کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ اسکو اپنی اس کوتاہی پر ندامت کا اظہار کرنا چاہیئے۔

ازالہ نسیان کی دعا امام ابو محمد عبد اللہ یمنی یافعیؒ اپنی کتاب خواص القرآن میں ایک حدیث لکھتے ہیں جسکو قرآن بھول جانے کا خوف ہو تو وہ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاطْلِقْ بِہٖ لِسَانِیْ وَاشْرَحْ بِھَا صَدْرِیْ وَاسْتَعْمِلْ بِہٖ جَسَدِیْ بِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ فَانَّہٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ

تکملہ

قرآن مجید کا ترک و ہجران: رحمت مجسم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی گناہ کی بابت مروی نہیں کہ بارگاہ الٰہی میں آپ اپنی امت کی شکایت فرمائیں گے مگر اسی ترک قرآن کی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً

اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری اس قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔

Marfat.com

شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی قدس سرہ اپنے فوائد و حواشی قرآن صفحہ۴۸ پر فرماتے ہیں:

آیتہ میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا۔ اس میں تدبر نہ کرنا۔ اس پر عمل نہ کرنا۔ اسکی تلاوت نہ کرنا۔ اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا۔ اس سے اعراض کرکے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا۔ یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت داخل ہو سکتی ہیں۔ انتھی

ادب نمبر (۴)

قرآنی سورتوں کو چھوٹا یا بڑا کہنا۔

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا يُقَالَ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ اَوْ كَبِيْرَةٌ وَكَرِهَ اَبُو الْعَالِيَهِ اَنْ يُّقَالَ هٰكَذَا وَقَالَ لِمَنْ سَمِعَهٗ قَالَهَا اَنْتَ اَصْغَرُ مِنْهَا وَاَمَّا الْقُرْاٰنُ فَكُلُّهٗ عَظِيْمٌ ذَكَرَهٗ مَكِّيٌّ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ اسطرح نہ کہا جائے کہ یہ سورۃ چھوٹی یا بڑی ہے، اور اس طرح کہنے کو ابوالعالیہ نے ناپسند سمجھا ہے اور آپ نے جب کہنے والے سے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا تو تو اس سے بھی بہت چھوٹا ہے اور قرآن تو

Marfat.com

تمام کا تمام پڑا ہے، ذکر کیا اس کو مکیؒ نے۔

تشریح اس ادب کے نقل کرنے کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس کے معارض وہ حدیث ہے جو ابو داؤد نے بروایت عمرو بن شعیب نقل کی ہے کہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے۔ میں نے مفصل کی ہر چھوٹی بڑی سورۃ کو آنحضرت سے سنا جبکہ آپ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

ادب نمبر (۵۱)

تقریب ختم قرآن میں اہل و عیال کو جمع کرنا

وَيُسْتَحَبُّ لَهٗ اِذَا خَتَمَ الْقُرْاٰنَ اَنْ يَّجْمَعَ اَهْلَهٗ فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ۔ (قرطبی)

ترجمہ: اور مستحب ہے کہ قرآن مجید کے ختم کے وقت اپنے اہل و عیال و احباب کو جمع کرے، کیونکہ قرآن مجید کے ختم کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

ف۔ امام سیوطیؒ تفسیر اتقان صہ ج ۱۱ میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ قرآن مجید کے ختم کے دن اپنے احباب اور اپنے اہل و عیال کو جمع کرتے تھے۔ ایک جماعت تابعین سے مروی ہے کہ وہ لوگ ختم قرآن کے دن روزہ رکھتے تھے اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ وہ بھی اپنے احباب کو ختم کے وقت جمع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ قبولیت دعا

Marfat.com

کا وقت ہے ۔

یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ یہ طریقہ جو ختم قرآن کا رمضان شریف میں شائع ہے ۔ اس موقعہ پر اپنے احباب کو مدعو کرنا، کہ وہ بھی نزول رحمت وقبولیت دعائیں شریک ہو سکیں ۔ اسلاف کبارؒ سے ماثور ہے ۔

اوقاتِ فاضلہ قرآن مجید شروع دن یا شروع رات میں ختم کرنا بہتر ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر شروع دن میں کوئی ختم کرے تو فرشتے پورا دن اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اگر شروع رات میں ختم کیا تو صبح تک فرشتے اس کے لیے دعا مغفرت کرتے ہیں ۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اگر شروع دن میں ختم کرنا ہے تو بہتر ہے کہ فجر کی نماز میں ختم کرے اور اگر شروع رات میں ختم کرنا ہے تو مغرب کی سنت میں ختم کرے

امام زرکشی البرہان فی علوم القرآن ص۴۷۲ ج۱ پر فرماتے ہیں کہ سردی کے زمانہ میں جب قرآن مجید ختم کرے تو رات کے ابتدائی وقت میں ختم کرے ، اور اگر گرمی کا موسم ہو، تو اس کے لیے دن کا ابتدائی وقت مسنون ہے ، اور یہی امام احمدؒ کے نزدیک پسندیدہ ہے

دعا بعد ختم القرآن ختم قرآن کے بعد دعا کرنا مستحب ہے ۔ مسند دارمی میں حضرت حمید الاعرج سے مروی ہے ۔ وہ فرماتے ہیں :-

من قرأ القرآن ثم دعا أمّنَ علیٰ دعائه اربعة الاف

ملك ۔

Marfat.com

"جو شخص قرآن پڑھنے کے بعد دعا کرتا ہے تو چار ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔" (بتیاں صـ۳۲)

اس وقت نہایت تضرع اور عاجزی کے ساتھ تمام اہم امور کے لیے نیز اپنے اور تمام مسلمانوں کے .... حق میں دعا کرے۔ حاکم عبداللہ نیشاپوری نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے، کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رح جس وقت قرآن ختم کرتے تھے تو اُن کی دعا تمام مسلمین و مسلمات کے لئے ہوا کرتی ہے (بتیاں صـ۳۲)

امام زرکشی البرہان فی علوم القرآن صـ۴۷۵/ج۱ پر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ختم قرآن کے موقعہ پر حضرت علی رض کو یہ دعا سکھلائی تھی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِخْبَاتَ الْمُخْبِتِیْنَ وَ اِخْلَاصَ الْمُوْقِنِیْنَ وَمُوَافَقَۃَ الْاَبْرَارِ وَ اِسْتِحْقَاقَ حَقَائِقِ الْاِیْمَانِ وَ الْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَ السَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ ووجوب رحمتك وعزائم مغفرتك والفوز بالجنة و الخلاص من النار۔

ترجمہ: یا اللہ! میں تم سے عاجزی کرنے والوں کا سا خشوع اور یقین والوں کا سا اخلاص اور نیکو کاروں کی موافقت، اور ایمان کے حقائق کا استحقاق اور ہر نیکی کی لوٹ اور ہر گناہ سے بچا رہنا

Marfat.com

اور تیری رحمت اور تیری مغفرت کے اسباب اور جنت کی کامیابی اور جہنم سے نجات مانگتا ہوں۔"

قرآن مجید ختم کرکے یہ دعا پڑھنی بھی ماثور ہے:

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْهُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط

ترجمہ: اے اللہ! قبر میں میری وحشت کے وقت قرآن کو انیس بنا، اور قرآن کی برکت سے مجھ پر رحم فرما اور میرے لیے اس کو امام اور نور اور ہدایت بنا۔ اے اللہ قرآن سے جو کچھ میں نہیں جانتا مجھے بتا دے اور رات دن اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما، اور اے رب العالمین قرآن کو میرے لیے حجت بنا۔ آمین

ادب نمبر (۶)

آیات قرآنی کا ذاتی مقاصد میں استعمال

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا یَتَاَوَّلَهٗ عِنْدَ مَا یَعْرِضُ لَهٗ شَیْئٌ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالتَّاوِیْلُ مِثْلُ قَوْلِكَ لِلرَّجُلِ اِذَا

Marfat.com

جَاءَكَ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۔ هٰذَا عِنْدَ حُضُوْرِ الطَّعَامِ وَاَشْبَاهِ هٰذَا۔ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ جب کوئی دنیاوی کام یا واقعہ پیش آئے تو قرآن مجید کو بطور تاویل نہ پیش کرے۔ مثلاً جب تیرے پاس کوئی شخص آئے تو تو اس وقت یہ آیت پڑھے جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى یا مثلاً کھانا موجود ہونے کے وقت تو یہ آیت پڑھے واشربوا هنيئًا بما اسلفتم فى الايام الخالية

تشریح اور الاشباہ والنظائر ص۳۹ میں ہے:

وكذا قولهم بكفره إذا قرء القران فى معرض كلام الناس كما اذا اجتمعوا فقرء فجمعناهم جمعًا وكذا اذا قرأ وكاسًا دهاقًا عند رؤية كاس:

وقال الحموى ان معنى قول الزهرى لاتناظر والكتاب الله ولا بكلام رسوله لا تجعلوا شيئًا نظيرًا لهما ولا تجعلوهما مثلاً لشئ يعرض به لقول القائل جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى جاء فى وقت مطلوب۔

(نوٹ) اشباہ والنظائر کی عبارت سے جو معلوم ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قول کفریہ ہے لیکن اس کے قائل کی تکفیر نہ کی جائیگی۔

Marfat.com

حضرت امام ابو یوسف رح قرآن کا اس درجہ ادب و احترام کرتے تھے، کہ ایک دفعہ دو شخصوں کو خرید و فروخت میں جھگڑتے ہوئے دیکھا، ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا۔ ہماری تمہاری مثال بالکل اس آیت کی طرح ہے :

اِن ھذا اخی لہٗ تسع و تسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیھا۔

امام ابو یوسف رح یہ سنکر بہت برہم ہوئے اور اس شخص کو بڑی سختی کے ساتھ ڈانٹا اور فرمایا۔ تجھے خدا کا خوف نہیں قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو تم نے مذاق بنا رکھا ہے۔ صاحب قرآن کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اسے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھے نہ یہ کہ اسے لہو ولعب سمجھے۔

(موفق $\frac{۲۴۴}{ج۲}$ بحوالہ تبع تابعین)

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ سے تجدید دین کامل صفحہ ۲۰ میں نقل کیا گیا ہے۔

کھلی تحریف بعض اوقات قرآن مجید کی آیات کو ایسے معنے میں استعمال کیا جاتا ہے جو قرآن کا مقصود قطعاً نہیں ہوتا۔ مثلاً جنتری پر یہ آیت لکھ دی کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ ہماری جنتری احسن تقویم ہے یعنی عمدہ جنتری ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کھلی تحریف ہے، اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔

یہاں تو اللہ تعالےٰ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سلیقے

Marfat.com

میں ڈھالا ہے اور کیسی کچھ قوتیں اور ظاہری و باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی ہیں۔ اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے گوئے سبقت لے جائے بلکہ مسجود ملائکہ بنے۔ (فوائد قرآنیہ از حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی رح)

ادب نمبر ۷

آیات قرآن میں غیر قرآن کی شمولیت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا یُخْلَطَ فِیْهِ مَا لَیْسَ مِنْهُ (قرطبی)

ترجمہ: "اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ نہ ملائے قرآن مجید میں اس چیز کو جو اس سے نہیں ہے"۔

تشریح طبرانی کبیر اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چھ آدمی وہ ہیں جن کو میں بھی لعنت کرتا ہوں، اور اللہ تعالے بھی لعنت کرتے ہیں اور ہر پیغمبر مستجاب الدعوات ہوتا ہے، جن میں سر فہرست وہ ہے جو کتاب اللہ میں اضافہ کرے۔ (الزائد فی کتاب اللہ تعالیٰ)

حدیقۃ الندیۃ ج۱ ص۵ میں اس کی شرح فرماتے ہیں:

الزائد یعنی الذی زاد فی کتاب اللہ تعالیٰ مالیس منہ عامدًا متعمدًا بان وضع کلمۃ زائدۃ فی المصحف و ادخلھا فی کلام اللہ تعالیٰ او اخترع کیفیۃ عمدًا و

Marfat.com

تزأبها آیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ

یعنی وہ شخص جو قرآن مجید میں قصداً کچھ اضافہ کرلے یا مصحف میں کلمہ زائد لکھے اور اس کو کلام الٰہی میں شامل کرے یا عمداً ایک اختراعی کیفیت کے ساتھ آیات کی تلاوت کرے۔

اور بریقہ محمودیہ ص۳۰ ج۱۔ قرآن مجید کی عبارت یا خط یا معنٰے یا کیفیت ادا میں زیادتی کرنے والا اس وعید میں داخل ہے۔

اور الوسیلہ الاحمدیہ للشیخ رجب بن احمد ص۳۰ میں ہے کہ قرآن مجید میں تحریف کرنے والا، اور اس میں کمی یا بیشی کرنے والا اس وعید میں داخل ہے۔ اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ قرآن مجید میں زیادتی قصداً و استحلالاً موجب کفر ہے۔

ادب نمبر (۸)

قرآن مجید کو ذریعہ آمدنی بنانا

وَاَنْ لَّا یَتَّخِذُوْہُ مَعِیْشَۃً (روح المعانی سورہ واقعہ)

ترجمہ: اور قرآن مجید کو اپنی گذر اوقات کا ذریعہ نہ بنالے"

تشریح امام سیوطیؒ تفسیر اتقان ص۱۱۱ ج۱ پر فرماتے ہیں:۔

ویکرہ اتخاذ القرآن معیشۃ یکتسب بھا الخ

قرآن مجید کو کمائی اور گذر اوقات کا ذریعہ بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ امام

Marfat.com

آجری نے حضرت عمران بن حصین سے مرفوعاً یہ حدیث روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تلاوت کرے، اسکو جو مانگنا ہو، اللہ تعالیٰ سے مانگے، عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید پڑھنے اور سنانے کے بعد لوگوں سے بھیک مانگیں گے۔

اور امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر میں بسند صالح یہ حدیث روایت کی ہے، جس نے دنیا دار ظالم کے پاس اس نیت سے قرآن مجید پڑھا کہ اس کے ہاں کچھ رفعت حاصل کرے تو اس پر ہر حرف کے بدلے دس مرتبہ لعنت ہو گی۔
(اتقان)

قرآن کریم جیسی رفیع الشان عظیم المرتبت چیز کا بدلہ دنیا میں ہی مقصود بنا لینا، خواہ وہ روپیہ کی شکل میں ہو یا جاہ و شہرت کی شکل میں۔ یہ اس کی نعمتِ عظمیٰ کی بڑی ناقدر شناسی ہے

مزید تفصیل کے لئے البرہان فی علوم القرآن ص ۴۵۷/ج ۱۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ص ۵۳۸/ج ۲۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ص ۱۲۷/۲۲۹ ج ۳۔ تفسیر روح المعانی ص ۶۷ پارہ ۲۷ سورۃ نجم۔ ردالمحتار لابن عابدین و عقود الدریہ ملاحظہ فرمائی جائیں۔

Marfat.com

Marfat.com

آدابِ احترامِ قرآنِ مجید

Marfat.com

Marfat.com

ادب ۹

قرآن کریم کو بوسہ دینا

يُسْتَحَبُّ تَقْبِيْلُ الْمُصْحَفِ لِاَنَّ عِكْرِمَةَ كَانَ يُقَبِّلُهُ وَبِالْقِيَاسِ عَلٰى تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَلِاَنَّهٗ هَدِيَّةٌ لِعِبَادِهٖ فَتُشْرَعُ تَقْبِيْلُهٗ كَمَا يُسْتَحَبُّ تَقْبِيْلُ الْوَلَدِ الصَّغِيْرِ۔ (البرہان للزرکشی ص ۴۷۸ ج ۱ والاتقان ص ۔)

ترجمہ: اور قرآن مجید کا چومنا مستحب ہے، اس لیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عکرمہ رضی قرآن مجید کو چومتے تھے اور حجر اسود کے چومنے پر قیاس کرتے ہوئے اس کا چومنا مستحب ہے اور اسلیے بھی کہ یہ بندوں کے پاس اللہ تعالےٰ کی جانب سے ایک تحفہ ہے۔ پس اس کے چومنے کی مشروعیت اور استحباب بھی ویسا ہے۔ جسطرح معصوم بچہ کا چومنا شرعاً مستحب ہے۔

تشریح: اور مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ص ۲۲ میں ہے:۔

وکذا لاباس بقبلۃ المصحف لان ابن عمر رض کان یاخذ المصحف کل غداۃ ویقبلہ ویقول عہد ربی و منشور ربی عزوجل کما فی القنیۃ انتہی

اور قرآن مجید کے بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رض ہر صبح قرآن مجید کو لے کر بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ میرے

Marfat.com

پروردگار کا شاہی فرمان ہے پس قرآن مجید کو بوسہ دینا اور سر و چشم پر رکھنا امرِ مستحب ہے۔

ادب ۱۰

قرآن مجید کو کسی چیز پر رکھکر تلاوت کرنا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّضَعَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ اَوْ عَلٰى شَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا يَضَعَهٗ عَلَى الْاَرْضِ (قرطبی)

اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ تلاوت کے وقت اس کو اپنی گود میں رکھے یا کسی چیز (تکیہ۔ رحل) پر اپنے سامنے رکھے، اور قرآن مجید کو زمین پر نہ رکھے۔

ف یستحب تطییب المصحف وجعلہ علی کرسی واخرج ابن ابی داؤد عن الضحاک قال لا تتخذوا للحدیث کراسی ککراسی المصاحف۔

قرآن مجید کو خوشبو لگانا، اور رحل پر رکھنا مستحب ہے۔ اور ابن ابی داؤدؒ نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ قرآن مجید کی کرسی (رحل) احادیث کی کرسی سے ممتاز ہونی چاہیئے۔

اور ابن ابی داؤدؒ نے اپنی کتاب مصاحف میں سفیانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن مجید کا لٹکانا بھی منع ہے۔

(اتقان ص ۱۷۲/ج ۲)

Marfat.com

ادب ۱۱

قرآن شریف کا منشور چھوڑنا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اِذَا وَضَعَ الصَّحِيْفَةَ اَلَّا يَتْرُكَهٗ مَنْشُوْرًا
وَلَا يَضَعَ فَوْقَهٗ شَيْئًا (قرطبی)

ترجمہ: اور اسکے آداب سے ایک یہ ہے کہ جب قرآن کو رکھے، تو اس کو کھلا ہوا نہ چھوڑے اور نہ ہی اس پر کسی اور چیز کو رکھے۔

تشریح جب قرآن کو کسی جگہ رکھے تو اسکو کھلا ہوا نہ چھوڑے۔ بعض اشخاص قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے جب کسی مختصر کام کے لیے اٹھتے ہیں، اور ان کا واپس آکر پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تو وہ قرآن کو کھلا چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی قرآن مجید کے ادب و احترام کے خلاف ہے۔

نیز بعض لوگ قرآن مجید پر کوئی کتاب یا ٹوپی یا قلم دوات وغیرہ رکھدیتے ہیں یا قرآن مجید میں دوسرے رسائل۔ کاغذات یا غلاف میں قرآن مجید کے اوپر عینک وغیرہ رکھ دیتے ہیں۔ یہ سب خلاف ادب ہے۔

علامہ آلوسیؒ روح المعانی ص ۱۳۴ پر سورۃ الواقعہ میں فرماتے ہیں:۔

وان لا يضع غيره من الكتب السماوية وغيرها فوقه یعنی قرآن مجید پر کتب سماویہ (تورات و انجیل وغیرہ) یا دیگر کسی چیز کو نہ رکھے۔

کیونکہ یہ بھی اس کی عظمت کے خلاف ہے۔

Marfat.com

ادب ۱۲

قرآن مجید کیطرف پاؤں دراز کرنا

وَیُکْرَہُ مَدُّ الرِّجْلَیْنِ اِلٰی شَیْءٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ کُتُبِ الْعِلْمِ (البرہان للزرکشی صہ ۴۷۸ ج ۱)

ترجمہ: "اور مکروہ ہے پاؤں کا دراز کرنا قرآنی اجزاء اور دینی کتابوں کی طرف۔"

تشریح مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر صہ ۳۴ ج ۱ میں ہے:-

ویکرہ ان یمد رجلیہ فی النوم وغیرہ نحوا القبلۃ او المصحف او کتب الفقہ الا ان یکون علی مکان مرتفع عن المحاذاۃ۔

"نیند یا بیداری کی حالت میں قبلہ شریف اور قرآن مجید اور کتب فقہ کیطرف پاؤں دراز کرنا مکروہ ہے۔ مگر جبکہ مقابل و محاذی ہونے سے بلند جگہ پر ہو"

بعض لوگ قرآن مجید کو پشت کی طرف یا اپنی نشست کی جگہ سے نیچے یا مبتذل جگہ رکھ دیتے ہیں۔ یہ سب خلاف ادب ہے۔ اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

محمود غزنوی کا واقعہ احترام کلام پاک حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے ایک مرتبہ محمود غزنوی کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، تو ان سے دریافت

Marfat.com

کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کیسا پایا ؟ تو جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بڑا رحیم ، اور مہربان پایا ۔ خواجہ صاحبؒ نے پوچھا ، وہ کیسے ؟ تو محمود غزنوی نے جواباً عرض کیا کہ ایک رات میں کسی قصبہ میں تھا ، اور جس مکان میں قیام کیا تھا وہاں طاق میں قرآن مجید کا ایک ورق پڑا ہوا تھا ۔ میں نے خیال کیا کہ یہاں سونا مناسب نہیں ۔ پھر خیال آیا کہ ورق کو کہیں اور رکھوا دوں ، اور خود آرام کروں ۔ پھر سوچا کہ یہ بڑی بے ادبی ہوگی کہ محض اپنے آرام کی خاطر ورق مقدس کو کسی دوسری جگہ رکھوا دوں ۔ پس اس ورق کو وہیں رہنے دیا ، اور اسکے احترام میں تمام رات جاگتا رہا ۔ پس میں نے جو کلام پاک کا ادب کیا ہے ۔ اس کے بدلے پروردگار نے مجھکو بخش دیا ہے اور میری مغفرت فرما دی ہے ۔ (بزم صوفیہ مطبوعہ ندوۃ المصنفین)

ادب ۱۳ قرآن مجید پر ٹیک لگانے کی ممانعت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا يَتَوَسَّدَ الْمُصْحَفَ وَلَا يَعْتَمِدَ عَلَيْهِ وَلَا يَرْمِيْ بِهٖ اِلٰى صَاحِبِهٖ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّنَاوِلَهٗ (قرطبی)

ترجمہ : قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کو تکیہ نہ بنائے ، اور نہ ہی اس پر ٹیک لگائے ، اور نہ ہی اس پر ٹیک لگائے اور نہ ہی اس کو اس شخص کی طرف پھینکے جو اسکو ہاتھ بڑھا کر لینا چاہے ۔

تشریح : امام زرکشی البرہان فی علوم القرآن ص۴۷۸ ج۱ میں فرماتے ہیں :-

قرآن مجید اور دیگر مذہبی کتابوں پر تکیہ اور ٹیک لگانا حرام ہے۔

اور طریقہ محمدیہ صفحہ ۲۴۱ ج ۲ میں امام برکلی رح فرماتے ہیں :-

فَاِنَّ الْیَمِیْنَ کَاَخْذِ الْمُصْحَفِ وَالْکُتُبِ وَالْاَکْلِ وَالشُّرْبِ۔

قرآن مجید کو داہنے ہاتھ سے لینا چاہیئے ، اس لیے کہ داہنا ہاتھ شریف کاموں مثلاً قرآن مجید اور دینی کتابوں کو پکڑنے اور کھانے پینے کے لئے مقرر ہے۔

ادب ۱۴۔ قرآنِ مجید کی موجودگی میں جماع کی حرمت

وَاَنْ لَّا یُجَامِعَ بِحَضْرَتِہٖ فَاِنْ اَرَادَ سَتَرَہٗ (روح المعانی)

ترجمہ : اور قرآن مجید کے آداب میں ایک یہ ہے کہ اگر قرآن مجید مکان میں موجود ہو تو اسکے احترام کی وجہ سے اپنی اہلیہ سے ہم بستری نہ کرے۔ اگر ایسا کرنا چاہے تو قرآن مجید کو ڈھانپ دے"۔

تشریح

اور غالیۃ المواعظ میں ہے ویکرہ الجماع بحضورہٖ " اور قرآن مجید کی موجودگی میں جماع کرنا مکروہ ہے۔

پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ قرآن مجید کا درجہ کعبہ شریف سے بڑا ہے ، تو اس کا ادب و احترام بھی کعبہ شریف سے بڑھ کر ہوگا ، پس اسکی موجودگی میں جماع کرنے سے احتراز کیا جائے) ہاں اگر قرآن مجید الماری وغیرہ میں مستور ہو تو پھر کوئی باک نہیں۔

Marfat.com

ادب ۱۵

قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا یَتَّخِذَ الصَّحِیْفَةَ اِذَا بَلِیَتْ وَ
دَرَسَتْ وِقَایَةً لِلْکُتُبِ فَاِنَّ ذٰلِكَ جَفَاءٌ عَظِیْمٌ
وَلٰکِنْ یَمْحُوْهَا بِالْمَاءِ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید جب پرانا اور بوسیدہ ہو جائے، اور اسکے حروف مٹ جائیں تو اس کے اوراق کو دوسری کتابوں کے لیے وقایہ یعنی حفاظت کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ یہ تو ظلم عظیم ہے۔ ہاں ان بوسیدہ اوراق قرآنیہ کو پانی سے دھو ڈالے۔

تشریح علامہ زرکشی فرماتے ہیں: قرآن مجید کے اوراق اگر پرانے اور بوسیدہ ہونے کی وجہ سے ناقابل تلاوت ہو جائیں تو ان کو حفاظت کی خاطر (در و دیوار) کے شگاف وغیرہ میں نہ رکھے۔ کیونکہ بسا اوقات اس جگہ کے گرنے سے اوراق قرآن کی بے حرمتی ہو جانے کا امکان ہے۔ نیز ان کی تمزیق یعنی پھاڑنا بھی درست نہیں، کیونکہ اس میں قرآن مجید کے حروف کو پارہ پارہ کرنا اور اسکے کلمات کو الگ الگ کرنا لازم آتا ہے اور اس سے کتاب اللہ کی توہین ہوتی ہے۔
—— اسی طرح حلیمی نے فرمایا ہے، اور ائمہ احناف رحمہم اللہ سے شمس الائمہ حلوائی حنفی متوفی ۴۵۶ھ اور صاحب خلاصۃ الفتاوی طاہر بن احمد بخاری المتوفی ۵۴۲ھ اور فخر الدین حسین بن منصور المعروف بہ قاضی خاں متوفی ۵۹۲ھ فرماتے ہیں:-

Marfat.com

ان المصحف اذا بلی لا یحرق بل تحفر لہ فی الارض

ویدفن

ترجمہ: قرآن مجید جب بوسیدہ ہوجائے تو اس کو جلایا نہ جائے، بلکہ

اس کو زمین میں گڑھا کھود کر دفن کیا جائے (البرہان فی علوم القرآن ص ۴۷۴ ج ۱)

تفسیر اتقان ص ۱۷۲ ج ۲

اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز قرآن مجید کے دفن کرنے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو پاک جگہ دفن کیا جائے مگر اس پر بغیر کسی حائل کے مٹی نہ ڈالی جائے، بلکہ جس طرح مسلمان میت کی قبر میں تختے یا پتھر کی سلیں وغیرہ رکھ کر مٹی ڈالی جاتی ہے۔ قرآن مجید کی تدفین میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں ادب واحترام اور اعزاز واکرام بہت زیادہ ہے۔ (ہکذا فی البریقۃ المحمودیۃ ص ۱۹۹ ج ۴)

قال فی الدر المختار قبیل باب المیاہ من کتاب الطہارۃ

المصحف اذا صار بحال لا یقرأ فیہ یدفن کالمسلم وقال

فی الشامیۃ یعنی ان الدفن لیس فیہ اخلال بالتعظیم

لان افضل الناس یدفنون الخ

اور درمختار میں ہے کہ قرآن مجید کے اوراق جب بوسیدہ ہوجائیں اور پڑھنے کے قابل نہ رہیں تو ان کو مسلمان میت کی طرح دفن کیا جائے اور رد المحتار میں ہے کہ یہ دفن کرنا تعظیم کے منافی نہیں اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام بھی تو زمین میں مدفون کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

مسئلہ: اگر کوئی قرآن مجید ایسا غلط لکھا ہوا ہو کہ اس کی اصلاح ناممکن و دشوار ہو، تو اس نسخہ قرآن مجید کو بھی اسی طرح دفن کر دینا چاہیئے۔ (حضرت تھانویؒ)

ادب ۱۶ نقشِ آیاتِ قرآنی کا احترام

وَمِنْ حُرْمَتِہٖ اَنَّہٗ اِذَا غُتُسِلَ بِکِتَابَتِہٖ مُسْتَشْفِیًا
مِنْ سَقَمٍ اَلَّا یَصُبَّہٗ عَلٰی کُنَاسَۃٍ وَلَا فِیْ مَوْضِعِ
نَجَاسَۃٍ وَّلَا عَلٰی مَوْضِعٍ یُوْطَاُ وَلٰکِنْ نَاحِیَۃٍ مِنَ
الْاَرْضِ فِیْ بُقْعَۃٍ لَا یَطَؤُہُ النَّاسُ اَوْ یَحْفِرُ حَفِیْرَۃً
فِیْ مَوْضِعٍ طَاہِرٍ حَتّٰی یَنْصَبَّ مِنْ جَسَدِہٖ فِیْ تِلْکَ الْحَفِیْرَۃِ
ثُمَّ یَکْبُسُہَا اَوْ فِیْ نَہْرٍ کَبِیْرٍ یَخْتَلِطُ بِمَائِہٖ فَیَجْرِیْ (قرطبی ص)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آدابِ حرمت سے ایک یہ ہے کہ جب بغرض شفاء آیاتِ قرآنیہ کے نقش اور تعویذ سے غسل کرنا چاہے تو اس پانی کو ناپاک جگہ یا کوڑا کرکٹ کی جگہ یا پائمال ہونے والی جگہ نہ گرایا جائے۔ بلکہ زمین کے ایک حصہ کے اس کونے میں غسل کرے اور پانی گرائے جو لوگوں کے گزرنے اور روندنے سے محفوظ ہو۔ (اور اس پانی کے احترام کو ملحوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے) پاک جگہ پر ایک گڑھا کھودا جائے اور اس میں کھڑے ہو کر غسل کیا جائے یا بڑی نہر میں کھڑے ہو کر غسل کرے تاکہ وہ پانی نہر کے پانی میں شامل ہو کر بہہ جائے۔"

Marfat.com

تشریح البرہان فی علوم القرآن ص۴۷۶ ج۱ میں امام زرکشی ؒ فرماتے ہیں کہ ابن صلاح نے فرمایا، کہ جس پارچہ کاغذ پر آیت قرآنی لکھی ہوئی ہو، اسکو نگلنا جائز نہیں۔ ہاں اسکو اگر دھو کر پیوے تو جائز ہے اور قاضی حسین مروزی ؒ اور رافعی فرماتے ہیں کہ جس کھانے کی چیز پر آیت قرآنی لکھی ہو۔ اس کا کھانا بالکل جائز ہے۔

حدیث: اور ایک حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

عليكم بالشفاءين اَلْعَسَلَ وَالْقُرْاٰنَ ۔ (ابن ماجہ)

بیماریوں سے شفار کے لیے دو چیزوں کو اختیار کرو، شہد اور قرآن

حدیث: حدیث میں قرآن کو بہترین دوا فرمایا گیا ہے:

عَنْ عَلِيٍّ خَيْرُ الدَّوَاءِ اَلْقُرْاٰنُ

سب دواؤں سے بہتر دوا قرآن ہے (اتقان ص۱۶۳ ج۲)

حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے:

عن طلحۃ بن مصرف قال كان يقال اِذَا قُرِئَ القراٰنُ عِنْدَ الْمَرِيْضِ وَجَدَ لذا الك خِفَّةً (اتقان ص۱۶۳ ج۲)

حضرت طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ جب قرآن مریض کے پاس پڑھا جائے تو اس مریض کو اپنے مرض میں افاقہ محسوس ہوتا ہے۔

حدیث: ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی شکایت لے کر گئے کہ میرے حلق میں درد ہوتا ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ (اتقان ص۱۶۳ ج۲)

حدیث: اسی طرح ایک صحابی ؓ نے آپ کے پاس سینہ کے درد کی شکایت کی، تو

Marfat.com

آپؐ نے ان سے بھی فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے وشفاء لما فی الصدور یعنی قرآن کی تلاوت سینہ کی تمام بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ (الفقان)

اور مزید تفصیل کے لیے لواقح الانوار القدسیہ للامام الشعرانیؒ ھ ۵۸۲ ملاحظہ کی جائے۔

چونکہ ہمارے ایمان و اعتقاد میں فساد پیدا ہو گیا ہے، اس لیے ہم بہت کچھ پڑھتے ہیں۔ پھر بھی کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ قرون اولیٰ میں لوگوں کے قلوب دنیا کی آلائشوں سے پاک صاف ہوتے تھے اور ان کا یقین عین الیقین کے درجہ میں تھا، اس لیے وہ جو کچھ پڑھتے تھے اس کے ثمرات بھی مرتب ہوتے تھے۔ اس سلسلے کے بہت سے واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن مجید کی ظاہری و باطنی برکات سے نوازے اور دنیا اور آخرت میں فائز المرام فرمائے۔ آمین

ادب ۱۲ آیاتِ قرآنی کو تھوک سے مٹانا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا يَمْحُوْهُ مِنَ اللَّوْحِ بِالْبُصَاقِ وَلٰكِنْ يَغْسِلَهٗ بِالْمَاءِ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ اس کو تختی یا پتھر اور لوہے کی سلیٹ سے تھوک کے ساتھ نہ مٹائے بلکہ اس کو پانی کے ساتھ دھو ڈالے (اور پانی کو کسی پاکیزہ اور محفوظ

Marfat.com

جگہ پر ڈال دے)

تشریح تھوک اگرچہ پاک ہے، لیکن مسجد میں تھوکنا احترامِ مسجد کے پیشِ نظر منع ہے، اور علماء کرام رحمہم اللہ کی تصریح کے مطابق قرآن مجید درجہ میں کعبہ شریف سے افضل ہے۔ تو اس کی عظمت کے پیشِ نظر آیۃ قرآنیہ کو تھوک سے محو کرنا اور مٹانا خلافِ ادب ہے۔

اور علامہ آلوسی رح نے روح المعانی سورۃ الواقعہ میں اس حد تک تصریح کر دی ہے۔ وَاَنْ لَا یُقَلِّبَ اَوْرَاقَهٗ بِاِصْبَعٍ عَلَیْهَا بُزَاقٌ

اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ بھی ہے کہ تھوک آلود انگلی سے قرآن مجید کے اوراق بھی نہ اُلٹے۔

اور البریقہ المحمودیہ شرح الطریقہ المحمدیہ ص ۱۸ میں

وَلَا یَجُوْزُ مَحْوُ اسْمِ اللّٰهِ بِالْبُزَاقِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کو تھوک سے مٹانا بھی جائز نہیں

ادب ۱۸ تعویذ قرآنی کا پینا!

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اِذَا كَتَبَهٗ وَشَرِبَهٗ سَمَّى اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ نَفَسٍ وَعَظَّمَ النِّيَّةَ فِيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُؤْتِيْهِ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهٖ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ لَا بَاسَ اَنْ تَكْتُبَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ تَسْقِيَهٗ (وعن ابي جعفر قال ومن وجد في قلبه قساوة

Marfat.com

فلیکتب یٰس فی جام بزعفران ثم یشربہ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن کے آداب سے ایک یہ ہے کہ جب آیات قرآنیہ کو لکھ کر پیئے تو ہر سانس پر بسم اللہ شریف پڑھے اور نیت کو اس میں بلند رکھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی نیت کے مطابق ہی عطیات و مواہب سے نوازتے ہیں۔ اور مجاہدؒ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کی آیات کو گھول کر پینے میں کوئی حرج نہیں اور ابو جعفرؒ سے منقول ہے آپ فرماتے تھے جو شخص اپنے دل میں قساوت محسوس کرے تو ایک پیالہ میں سورۃ یٰس کو زعفران سے لکھ کر پیئے۔

تشریح البرہان فی علوم القرآن ص۴۷۶ ج۱ میں امام زرکشی فرماتے ہیں کہ ابن صلاح نے فرمایا کہ جس پارچہ کاغذ پر آیت قرآنی لکھی ہوئی ہو، اس کو نگلنا جائز نہیں۔ ہاں اگر اسکو دھو کر پی لے تو جائز ہے، اور قاضی حسین مروزیؒ اور رافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس کھانے کی چیز پر کوئی آیت قرآنی لکھی ہوئی ہو اس کا کھانا بالکل جائز ہے اور امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ ہم کو منصور بن عمارؒ کے بارے میں ابو عبدالرحمٰن سلمی نے بتایا کہ ان کو حکمت عطا کی گئی اور اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ ان کو راستہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ پس آپ نے اسکو اٹھایا اور جب اس کے رکھنے کی محفوظ جگہ نہ پائی تو انہوں نے اسکو کھا لیا۔ تو خواب میں آپ نے ایک کہنے والے سے سنا کہ اس رقعہ کے احترام کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اس مقام تک پہنچا دیا۔ پس اسکے بعد وہ حکیمانہ گفتگو کرنے لگے۔

Marfat.com

ف ۲ قرآن مجید تمام امراض روحانی جسمانی۔ ظاہری و باطنی کے لیے شفا ہے۔ ابن التین ؒ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید طب روحانی ہے۔ اگر نیک لوگوں کی زبان سے پڑھا جائے تو بحکم خدا ہر مرض سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے ہمارے اسلاف کے زمانے میں لوگ اس سے زیادہ تر شفا پاتے تھے لیکن جوں جوں نیک لوگوں کی کمی ہوتی گئی، شفایابی بھی گھٹتی گئی اور چونکہ ہر کس و ناکس کی زبان میں اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے قرآن کے اثرات کا اظہار ان کی زبان سے کم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اب طب جسمانی کی طرف رجوع کیا اور ہر قسم کے مرض میں طبیبوں اور ڈاکٹروں کے ہاں جانے لگے۔ حدیث قدسی ہے:

لَوْ اَنَّ رَجُلًا مُوْقِنًا قرأ بها على جبل لزال

اگر کوئی شخص پختہ یقین کے ساتھ قرآن مجید پڑھے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ (اتقان ص ۱۶۶ ج ۲)

ادب ۱۹ تعویذ قرآنی کو بیت الخلا میں لیجانے کی ممانعت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا یُکْتَبَ التَّعَاوِیْذُ مِنْهُ ثُمَّ یَدْخُلَ بِهٖ فِی الْخَلَاءِ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ مِنْ اَدَمٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ غَیْرِهٖ۔ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آیات قرآنیہ کا تعویذ لے کر بیت الخلاء میں داخل نہ ہو۔ ہاں جبکہ وہ تعویذ

Marfat.com

چمڑے یا چاندی یا کپڑے میں لپیٹا ہوا ہو، تو پھر ساتھ لے جانے میں مضائقہ نہیں۔ اب یوں سمجھا جائے گا کہ آیات قرآنیہ کا یہ تعویذ ان آیات کی طرح ہیں جو حافظ کے سینے میں بصورت حفظ موجود ہیں اور اسکے دماغ میں مرتسم ہیں۔"

تشریح یحرم ادخال المصحف الخلاء بغیر ضرورۃ (سبل السلام ص۳ ج۱)

قرآن مجید کا بیت الخلاء میں بلاضرورت داخل کرنا حرام ہے

ولا یستصحب شیئاً علیہ اسم اللہ او اسمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (عین العلم)

اور ہمراہ نہ لے جائے اس چیز کو بیت الخلاء میں جس پر اللہ تعالےٰ کا نام مبارک یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نوشتہ ہو اور یہی حرمت دیگر انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی کو حاصل ہے (ملا علی قاری)

لا باس بان یشد الجنب والحائض التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفۃ (حدیقۃ الندیہ ص۳۹۳ ج۲)

جنبی اور حائضہ عورت کے لیے بازو پر تعویذ باندھنے میں کوئی باک نہیں جبکہ وہ تعویذ کسی چیز میں ملفوف ہو۔

اور طحطاوی علی المراقی ص۳۰ پر ہے:

کہ بیت الخلاء میں ایسی چیز کو لے کر داخل ہونا جس میں اللہ تعالےٰ کا نام یا آیت قرآنی نوشتہ ہوں اور حضرت انس رضی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اپنی انگشتری مبارک کو جس کا نقش،

Marfat.com

محمد رسول اللہ تھا، اتار لیتے تھے اور علامہ طیبی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ہر اس چیز کو جس میں اللہ تعالےٰ کا نام مبارک یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی یا آیت کریمہ نوشتہ ہو۔ بیت الخلاء سے الگ رکھنا واجب ہے۔ انتہی

اور طریقہ محمدیہ ص ۲۸۵ میں ہے :-

اما تعلیق التعوید فلا بأس ولکن ینزعہ عند الخلاء و القربان کذا فی التاتارخانیہ۔

تعویذ کے باندھنے میں کوئی باک نہیں (اگر وہ اسماء الٰہیہ اور آیات قرآنیہ واذکار پر مشتمل ہو) لیکن اس تعویذ کو بول و براز کے وقت بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے اور نیز جماع کے وقت اتار دینا چاہیئے کیونکہ اس میں تعویذ کی اہانت ہے۔

Marfat.com

آدابِ تلاوت و قرأتِ قرآن

Marfat.com

Marfat.com

ادب ۲۰

قرآن مجید کو بلا وضو ہاتھ لگانا

فَمِنْ حُرْمَةِ الْقُرْاٰنِ اَلَّا يَمَسَّهٗ اِلَّا طَاهِرًا (قرطبی)

ترجمہ: قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ بغیر طہارت اور وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگایا جائے، ارشادِ خداوندی ہے: لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (واقعہ: ۷۹) اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں۔

تشریح علامہ سید محمود آلوسیؒ روح المعانی صہ ۱۳۴ میں آداب تلاوت ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وَالْوُضُوْءُ لَهَا اور عین العلم صہ ۵۳ میں ہے۔ وَيَتَوَضَّوْءُ کہ آداب تلاوت سے ایک یہ ہے کہ وضو کرے۔ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار القدسیہ صہ ۲۵۸ میں فرماتے ہیں:

اُخِذَ عَلَيْنَا الْعَهْدُ الْعَامُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَعِدَّ بِالطَّهَارَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَنَاْمُرُ اَصْحَابَنَا بِذٰلِكَ بِنِيَّةِ تَعْظِيْمِ كَلَامِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ ہم سے من جانب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ عہد عام لیا گیا ہے کہ ہم کلام الٰہی کی عظمت کے پیش نظر تلاوت قرآن مجید کے لیے با وضو رہیں اور اپنے دوستوں کو بھی اسی کا مشورہ دیں۔

احکام و مسائل فقہیہ تلاوت قرآن کے وقت ہر طرح کی نجاست سے پاک، صاف ہونا ضروری ہے۔

Marfat.com

مسئلہ : قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کے لیے طہارتِ بدنی اور وضو کی ضرورت ہے۔ حالتِ جنابت اور حالتِ حیض و نفاس میں قرآن مجید کا پڑھنا اور ہاتھ لگانا شرعاً ممنوع اور حرام ہے۔ بجز ضرورت شدیدہ کے جب اسکے جل جانے یا ڈوبنے کا اندیشہ ہو۔ وَيَحْرُمُ مَسُّهَا اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَانَ يَخَافُ عَلَيْهِ حَرْقًا اَوْ غَرْقًا اھ طحطاوی ص۶۷

مسئلہ : بے وضو شخص کے لیے صرف ہاتھ دھو کر قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔ الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل سورۃ واقعہ ص۶۷ میں بحوالہ ضیاء المعنوی علیٰ مقدمۃ الغزنوی فی مذہب الحنفی مرقوم ہے :

اذا غسل المحدث یدیہ ھل یجوز لہ المس۔ الصحیح انہ لا یجوز لما قلنا۔ وفی المحیط لو غسل الجنب فمہ لیقرأ او غسل المحدث یدیہ لم یطلق لھما ذالک لان الجنابۃ والحدث لا ینجزیان وجوداً وزوالاً۔

مسئلہ : قرآن مجید کی ورق گردانی کے وقت کاغذ کے سفید حصہ کو ہاتھ لگانا ویسا ہی منع ہے جس طرح قرآن مجید کے لکھے ہوئے حصے کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ وَكَذَا لَا يَجُوْزُ لَهٗ وَضْعُ اَصَابِعِهٖ عَلٰى بياض الورق المكتوب عند التقليب لانہ تبع لہ۔ (الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل ص۶۷)

مسئلہ : بے وضو شخص زبانی قرآن مجید کی تلاوت کر سکتا ہے اور بغیر ہاتھ لگائے ناظرہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ جبکہ ورق گردانی کسی اور چیز (قلم، چاقو وغیرہ) کے ساتھ کرے، یا کوئی دوسرا شخص باوضو اس کو ورق الٹ دے۔

Marfat.com

مسئلہ : حالت جنابت اور حالت حیض و نفاس میں قرآن مجید کی آیات کا دیکھنا جائز ہے۔ لا یکرہ للجنب والحائض النظر الی المصحف لان الجنابۃ لا تحل العین الا تری انہ لا یفترض ایصال الماء الیہا کما فی النہایۃ

(الاکلیل ص۷۶)

مسئلہ : بے وضو شخص قرآن مجید کو اسوقت ہاتھ لگا سکتا ہے جبکہ قرآن مجید پر غلاف اس کی جلد سے الگ پڑھا ہوا ہو۔

اِلَّا بِغِلَافٍ مُتَجَافٍ عَنِ الْقُرْاٰنِ اھ طحطاوی علی المراقی ص۷۷

مسئلہ : قرآن مجید کی ایک ایک آیت کو وہی حرمت اور عظمت حاصل ہے جو پورے قرآن مجید کو حاصل ہے۔ پس اگر پوری آیت کسی تختی بورڈ پتھر یا درو دیوار پر یا کسی رسالے یا اخبار وغیرہ پر نوشتہ ہو یا کسی نگینہ پر کندہ ہو تو اس کو بھی بے وضو ہاتھ لگانا منع ہے۔

وکذا لا یجوز مسّ شیٔ من القراٰن مکتوب فی غیر المصحف من لوح اودرھم اوحائطٍ اذا کان اٰیۃ تامۃ

(الاکلیل ص۷۷ وطحطاوی ص۷۷)

تنبیہ : بعض لوگ قرآن مجید کو بے وضو چھوتے یا لکھتے ہیں۔ اس میں کاپی نویس اور تعویذ لکھنے والے بہت زیادہ مبتلا ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کے اوراق طباعت کے وقت اٹھانے والے اور پلیٹیں لگانے والے اور جلد باندھنے والے غرضیکہ قرآن مجید کی طباعت کے متعلق سارے عملہ وسٹاف کو باوضو رہ کر کام کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر وضو نہ ہو تو کسی پاک کپڑے سے قرآن مجید کے اجزاء کو ہاتھ لگاویں۔

Marfat.com

تذییل: امام سرخسیؒ ایک رات مرض اسہال میں مبتلا تھے اور وہ اپنی کتاب مبسوط کا درس دے رہے تھے۔ چنانچہ آپ کو دوران درس متعدد بار قضاء حاجت کی ضرورت لاحق ہوتی رہی اور آپ بار بار وضوء کرتے رہے۔ چنانچہ اس رات کو آپ نے سترہ دفعہ وضوء کیا۔ (ہمارے اکابرؒ کو طہارت کا کس قدر اہتمام تھا)

اور امام حلوانیؒ فرماتے ہیں مجھے یہ علم ادب و تعظیم کی وجہ سے حاصل ہوا ہے میں نے کسی کاغذ کو بغیر طہارت کے کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ص۱۴ ج۱)

مسئلہ: بچوں کو قرآن مجید پڑھنے کے وقت۔ ضرورت اور دفع حرج کے پیش نظر بے وضوء ہاتھ لگانے کی اجازت ہے۔

لا بأس بدفع المصحف الی الصبیان وان کانوا محدثین لما فی منعھم من تضییع حفظ القرآن وفی الامر بالتطھیر حرج علیھم ھذا ھو الصحیح (الاکلیل ص۱۶ طحطاوی ص۲۲)

مسئلہ: فوٹو گراف کی پلیٹ کو جس میں قرآن مجید کی آیات کے آواز کو بند کیا گیا ہو۔ بے وضوء ہاتھ لگانا جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ص۲۳ ج۴)

مسئلہ: اگر کوئی نابالغ حفظ کرتا ہو اور قرآن مجید کو بغیر وضو چھونا ہو تو جائز ہے۔ لیکن اگر بالغ ہو تو اس کو اجازت نہیں۔

Marfat.com

ادب ۲۱

قرآن مجید کی بلا وضو تلاوت و قراءت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ یَقْرَاُہٗ وَھُوَ عَلٰی طَھَارَۃٍ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب حرمت سے ایک یہ ہے کہ اسکی تلاوت باوضو، کی جائے۔"

تشریح اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی حیثیت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ نماز، تلاوتِ قرآن جیسی عبادات کے لیے لازمی شرط ہے بلکہ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بجائے خود بھی دین کا ایک اہم شعبہ اور بذاتِ خود بھی مطلوب ہے۔ قرآن مجید کی آیت اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (ترجمہ: اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے)

اور قبا کی بستی میں رہنے والے اہلِ ایمان کی تعریف میں قرآن مجید کا ارشاد فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (ترجمہ: اس (بستی) میں ہمارے ایسے بندے ہیں جو بڑے پاکیزگی پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاک وصاف رہنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے) صرف ان ہی دو آیتوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی کتنی اہمیت ہے۔ اسی طرح حدیث میں بھی پاکیزہ رہنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ : طہارت و پاکیزگی ایمان کا اہم جزو ہے۔

Marfat.com

اور ایک دوسری حدیث میں اسکو نصف ایمان فرمایا گیا ہے۔ وضو اور طہارت سے ایک روحانی پاکیزگی اور نورانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی اس کا اصل مقصد ہے اور اسی وجہ سے اسکو نماز یعنی بارگاہِ الٰہی کی خاص حضوری کی لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔ ادب ۱ میں بیان کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کو بغیر وضو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔ ادب ۲ میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ کلامِ الٰہی کی تلاوت خواہ دیکھ کر یا بن دیکھے کرے، باوضو اور باطہارت ہو کر کرے۔ یہ بھی تلاوت کے آداب میں سے ایک ہے۔

ادب ۲۲ تلاوت کے لیے مسواک کرنا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّسْتَاكَ وَيَتَخَلَّلَ فَيُطَيِّبَ فَاهُ الخ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ مسواک کرے اور خلال کرے اور منہ کو پاک صاف کرے۔"

تشریح حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ روایت فرماتے ہیں:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طَيِّبُوْا اَفْوَاهَكُمْ بِالسِّوَاكِ فَاِنَّهَا طُرُقُ الْقُرْاٰنِ۔

تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں ان کو مسواک کے ذریعہ پاک صاف کرو۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسواک منہ کے لیے صفائی بھی ہے اور رضاء الٰہی کا سبب بھی

Marfat.com

مسواک کے فضائل میں متعدد روایات ہیں۔ لیکن خوفِ طوالت سے ان کو درج نہیں کیا جاتا۔

امام شعرانی رحہ لواقح الانوار القدسیہ میں فرماتے ہیں کہ ہم سے منجانب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ عہد لیا گیا کہ ہم ہر وضوء اور ہر نماز کے وقت پابندی کے ساتھ مسواک کیا کریں۔ اگرچہ ہم کو اس محافظت اور مواظبت کے پیشِ نظر مسواک کو دھاگے سے باندھ کر گلے میں یا اپنی پگڑی میں رکھنا پڑے، اور جو لوگ اس عہدِ عام کی نگہداشت میں کوتاہی کرتے ہیں، ان کے منہ سے بوجہ گندہ دہنی کے بدبو اور رائحہ کریہہ محسوس ہوتی ہے اور اس سے جناب باری سبحانہٗ وتعالیٰ کی تعظیم میں اور ملائکہ کرام اور نیکوکار بندوں کی تعظیم میں سخت کوتاہی لازم آتی ہے۔

اور میں نے حضرت محمد بن عنانؒ اور حضرت شہاب الدین بن داؤدؒ اور شیخ یوسف حریشیؒ سے زیادہ کسی کو مسواک کے بارے میں پابند اور حریص نہیں دیکھا اور یہ کمال ایمان کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے اوامر کی تعظیم کی بدولت ہے اور سنن اسلام میں اس کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے متعلق ایک بار حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ بار بار اس کی تاکید فرمائی۔ (چنانچہ روایت ہے کہ ایک بار آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے دانت زرد تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے دانت زرد کیوں دیکھ رہا ہوں، مسواک کیا کرو

۲: آپ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک

Marfat.com

کا حکم دینا۔

۳ : نیز آپ نے فرمایا جو نماز مسواک کر کے پڑھی گئی ہو اس کا درجہ ستر حصہ زیادہ ہے۔ اس نماز سے جو بلا مسواک کے پڑھی گئی ہو۔

۴ : نیز حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رات کو کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے تھے۔

۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہم کو مسواک کا حکم کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر اسکے بارہ میں کوئی آیت اترے گی)

پس اے میرے بھائی! اس سنت محمدیہ کو التزام کے ساتھ ادا کرتا رہ تاکہ آخرت میں اس کا بے شمار ثواب حاصل کر سکے اور آنحضرت کی ہر سنت کے بالمقابل جنت میں ایک درجہ ہے، جس کا حاصل ہونا اس سنت کی ادائیگی پر موقوف ہے اور بعض گستاخ بے باک جو یوں کہتے ہیں کہ یہ کام زیادہ سے زیادہ سنت ہے۔ (فرض واجب نہیں) جسکے ترک کرنے کی اجازت ہے تو ایسے بے باک سے بروز قیامت کہا جائے گا کہ یہ جنت کا ایک درجہ ہے۔ جس سے تجھ کو محروم رکھنا بھی جائز ہے اور اس بات کو امام ابو القاسم بن قسی رحؒ نے اپنی کتاب خلع النعلین میں بیان فرمایا ہے۔

۶ اور حضرت شبلی رحؒ کے متعلق ہم نے یہ بات سُنی کہ آپ کو وضوء کے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی مگر دستیاب نہ ہو سکی تو آپؐ نے ایک دینار کے عوض مسواک خریدی تاکہ وضوء بغیر مسواک کے ایک دفعہ بھی نہ رہے۔ پس بعض لوگوں

Marfat.com

نے مسواک کی اس قیمت کو بہت زیادہ سمجھا، تو آپؒ نے فرمایا کہ تمام دنیا اللہ تعالےٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی حیثیت نہیں رکھتی اور میں اس وقت کیا جواب دوں گا جب کہ مجھ سے باز پرس ہوگی کہ تم نے میرے نبی کی سنت کو کیوں ترک کیا اور تم نے اس کے حاصل کرنے میں ہمارے عطا کردہ مال سے کیوں خرچ نہیں کیا۔ پس اس جواب سے وہ معترض خاموش ہو کر چلا گیا۔

اور میرے خیال میں اے میرے بھائی! اگر تجھ سے مسواک فروش مسواک کے عوض چند ٹکے بھی طلب کرے تو تو مسواک کے خریدنے سے پہلو تہی کرے گا باوجود اسکے تو اپنے آپ کو اولیاء اللہ سے شمار کرتا ہے اور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرب ہونے کا خیال رکھتا ہے تو یہ تیرا بیجا دعوےٰ ہے، جو بلا دلیل ہے۔ (ملخصاً از لواقح الانوار القدسیہ صہ ۳۸)

اور مسواک کے فضائل میں عارف باللہ شیخ احمد زاہدؒ نے ایک مستقل رسالہ تحفۃ السلاک فی فضائل السواک تصنیف فرمایا ہے، اور علامہ سید طحطاوی مسواک کے فضائل اور فوائد دینی و دنیوی، برزخی اور اخروی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

۷ ائمہ حدیث نے حضرت علی و حضرت ابن عباس و حضرت عطاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ مسواک کو پابندی کے ساتھ کیا کرو اور اس سے غفلت نہ اختیار کرو، اور اس میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی ہے۔ اور مسواک والی نماز کا ثواب ننانوے گنا بلکہ چار سو گنا تک زیادہ ہوتا ہے اور مسواک کی مداومت سے کشائش مال اور تونگری اور توسیع رزق اور منہ کی خوشبو اور مسوڑھوں کی پختگی اور دانتوں کی مضبوطی اور درد سر کا سکون اور ازالہ بلغم اور

Marfat.com

تیزئ نظر و تقویت معدہ و بدن اور فصاحت اور یادداشت اور عقل میں اضافہ اور پاکیزگئ دل اور حسنات میں زیادتی اور ملائکہ کی خوشنودی اور مصافحہ اور نماز کے وقت فرشتوں کی معیت و مشایعت اور حملۃ العرش کی اس کے لیے طلب مغفرۃ اور شیطان کی ناراضگی اور فرار اور دیگر فوائد کے علاوہ خاتمہ بالخیر ہونا اور کشادگی قبر اور ملک الموت کا قبض روح کے وقت اس شکل و صورت میں آنا جس صورت میں وہ اولیاء اور انبیاء علیہم السلام کے پاس آتے ہیں اور دنیا سے بحالت پاکیزگی رخصت ہونا اور جنت کے دروازوں کا کھول دیا جانا اور اس قسم کے دیگر فضائل بھی منقول ہیں۔ مگر اختصاراً انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ اگر تفصیل مطلوب ہو تو طحطاوی علی المراقی ص ۳۸ ملاحظہ فرمائی جائے۔

مسئلہ: کیا مسواک وضوء کی سنت ہے یا نماز کی یا دین اسلام کی سنتوں میں سے ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کا اگرچہ اختلاف ہے۔ مگر ان میں قول محقق و راجح یہی ہے کہ یہ دین اسلام کی سنتوں میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ سے بھی یہی منقول ہے جسکو علامہ بدر الدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ذکر فرمایا ہے۔ (طحطاوی علی المراقی ص ۳۶)

مسئلہ: وہ مقامات جہاں مسواک کرنے کی تاکید آئی ہے سات ہیں۔ چنانچہ صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں

ویستحب لتغیر الفم والقیام من النوم والی الصلوٰۃ

ودخول البیت واجتماع الناس وقراءۃ القرآن والحدیث (ص ۳۷ مراقی)

ترجمہ: مسواک کرنا مستحب ہے جب کہ گندہ دہنی اور دانت زرد ہوں اور

Marfat.com

نیند سے بیدار ہونے اور نماز کے وقت اور گھر میں داخل ہونے اور لوگوں کے اجتماع میں داخل ہونے کے وقت اور قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث شریف پڑھنے کے وقت، اور اسی کو امام سیوطیؒ نے الاشباہ والنظائر ص۲۷ ج۲ میں منظوم بیان فرمایا ہے۔

یسنّ استیاک کل وقت وقد اتت   مواضع بالتاکید خص المبشر

وضوء۔ صلوٰۃ۔ والقرآن دخولہ   لبیت ونوم وانتباہ تغیر

فلسفۂ مسواک علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ مسواک میں فلسفہ یہ ہے کہ ہم کو ان تمام احوال میں شرفِ عبادت کے اظہار کے پیش نظر کمالِ نظافت و پاکیزگی کا حکم دیا گیا ہے۔ جن احوال میں قربت الی اللہ حاصل ہوتی ہو اور مسواک بھی کمال تنظیف میں داخل ہے۔

اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ چونکہ تلاوت کے سلسلہ میں فرشتوں سے واسطہ پڑتا ہے اور فرشتہ تلاوت کے وقت قاری کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے اور فرشتہ کو رائحہ کریہہ سے سخت اذیت پہنچتی ہے۔ اس لیے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ گندہ دہنی دور ہو جائے اور فرشتہ کو بوقت سماع قرآن اذیت نہ پہنچے اور صاحب سبل السلام فرماتے ہیں کہ یہ عمدہ توجیہ ہے۔ (سبل السلام ص۴۱ ج۱)

اور اس قسم کی ایک حدیث بزاز نے اسناد جید کے ساتھ نقل کی ہے۔ جسکو حافظ منذری حدیثِ موقوف قرار دیتے ہیں:

ان العبد اذا استاك ثم قام یصلی قام الملك خلفه فیستمع لقراءته فید نو امنه حتی یضع فاه علی فیه فما یخرج من فیه

Marfat.com

شئ من القرآن الاصار فی جوف الملك فطهروا افواهکم القرآن (لوائح الانوار القدسیۃ ص۲۱)

اور حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں، کہ انسان کو مناسب ہے کہ اچھی طرح منہ کے اندر مسواک کرے اور حلق اور سینہ کا بلغم نکالے اور منہ میں خوب اندر تک مسواک کرنے سے مرض قلاع دور ہو جاتا ہے اور آواز صاف ہو جاتی ہے اور منہ خوشبو دار ہو جاتا ہے

(حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۴۵۰ مترجم)

ادب ۲۳

تلاوت کیلئے عمدہ پوشاک پہننا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّتَلَبَّسَ كَمَا يَتَلَبَّسُ لِلدُّخُوْلِ عَلَى الْاَمِيْرِ لِاَنَّهٗ مُنَاجٍ۔ (قرطبی)

ترجمہ: اور اس کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ تلاوت کے وقت ایسی پاکیزہ عمدہ پوشاک پہنے جیسے کسی والیٔ ملک کی ملاقات کے وقت پہنتا ہے کیونکہ یہ بھی اس وقت احکم الحاکمین کی دربار عالیہ میں شرف حضوری و ہم کلامی حاصل کر رہا ہے۔

تشریح: حضرت ابو الاحوصؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسوقت میرے جسم پر بہت معمولی لباس تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے ہیں

Marfat.com

نے عرض کیا۔ ہاں۔ پوچھا کس قسم کا مال ہے۔ عرض کیا کہ ہر قسم کا مال اللہ تعالےٰ نے دے رکھا ہے۔ اونٹ، گائیں، بکریاں، گھوڑے اور غلام وغیرہ سب کچھ ہے۔ فرمایا کہ جب اللہ نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے تو اس کے انعام و اکرام کا لباس سے بھی کچھ اظہار ہونا چاہیئے۔ (نسائی)

فائدہ: لباس کے بارے میں فقہا کرامؒ فرماتے ہیں کہ آدمی کا لباس کوئی واجب ہوتا ہے کوئی مستحب، کوئی حرام، کوئی مکروہ اور کوئی مباح۔ آدمی کو لباس کے وقت اہتمام سے مندوبات کی طرف رغبت اور مکروہات سے اجتناب ہونا چاہیئے۔ واجب وہ مقدار لباس ہے جس سے ستر عورت کیا جائے اور مندوب وہ ہے جس کے پہننے کی شریعت میں ترغیب آئی ہو۔ جیسے عمدہ کپڑا عیدین کے لیے اور سفید کپڑا جمعہ کے لیے۔ مکروہ وہ ہے جس کے نہ پہننے کی ترغیب آئی ہو جیسے غنی کیلیے پھٹے پرانے کپڑے پہننا۔ حرام وہ ہے جس کے پہننے کی ممانعت آئی ہو جیسے مرد کے لیے ریشمی کپڑا بلا عذر پہننا وغیرہ۔ (تفصیل تعالیہ المواعظ صفحہ ۲۶ ج۲ پر ملاحظہ ہو)

اسلام میں لباس و پوشاک کی حدبندی کی تشریح احادیث کے مطابق حسب ذیل ہے:

(۱) مردوں کو کسی ضرورت اور مجبوری کے بغیر خالص ریشم کا بنا ہوا کپڑا انہیں پہننا چاہیئے، کیونکہ اس سے زنانہ پن کا اظہار ہوتا ہے اور وہ اس عیش و عشرت کی زندگی یاد دلاتا ہے جو مردوں کی جدوجہد اور محنت کی زندگی کے خلاف ہے ضرورت اور مجبوری کی تشریح یہ ہے کہ جیسے لڑائی میں زرہ کے نیچے ریشمی کپڑے پہنتے ہیں تاکہ اس کی لوہے کی کڑیاں بدن میں نہ چبھیں یا کسی کے

Marfat.com

بدن میں کھجلی ہو تو سوتی کپڑے کے کھردرا پن سے بدن کے چھل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان دو موقعوں پر مرد ریشمی کپڑے پہن سکتے ہیں۔ اگر کوئی دو چار انگل کی ریشمی پٹی (کناری) کپڑے میں لگالے تو اسکی بھی اجازت ہے۔

(۲) مردوں کے لیے عورتوں کی سی پوشاک اور عورتوں کے لیے مردوں کی سی پوشاک پہننا جائز نہیں۔ یہ ضروری ہے کہ مردوں اور عورتوں کے لباس میں فرق ہو۔ مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی مشابہت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے دونوں کی اخلاقی تنگ دامانی کی کھلی شہادت ملتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر جو مردوں کے لباس اور طور طریق کی مشابہت کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں کے لباس اور طور طریق کی نقالی کریں، لعنت فرمائی ہے۔

(۳) عربوں میں لباس کا دامن اتنا لمبا یا تہبند اتنا نیچے رکھنا کہ وہ زمین پر گھسیٹتا ہوا چلے بڑائی کی نشانی سمجھی جاتی تھی۔ ان کے بڑے بڑے امراء اور رئیس اتنے ہی لمبے دامن رکھتے تھے اور اتنا ہی نیچے تہبند باندھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی اپنا ازار فخر و غرور اور بڑائی کے اظہار کے لیے گھسیٹ کر چلے گا۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں اٹھائیگا اسلئے مرد کو پائجامہ اور تہبند کو اتنا نیچا نہیں کرنا چاہیئے کہ ٹخنے چھپ جائیں بلکہ آپ نے پسند فرمایا کہ پائجامہ اور تہبند نصف ساق تک ورنہ کم از کم ٹخنوں سے اونچا رہے۔ فرمایا ازار نیچے لٹکانا غرور کی نشانی ہے اور خدا غرور کو پسند نہیں فرماتا۔ البتہ عورتوں کے لیے دامن یا گھیر نیچے لٹکانا بلکہ ایک آدھ بالشت

Marfat.com

نیچے رکھنا درست ہے۔

(۴) ایسا لباس جس کی طرف بے اختیار لوگوں کی انگلیاں اٹھیں (یہ لباسِ شہرت) پہننا ٹھیک نہیں۔ خواہ وہ امیروں کی زرق برق پوشاک ہوں یا مولویوں کا نمائشی عبا۔ جبہ، یا صوفیوں کا گیروا رنگ۔ کیونکہ ایسے کپڑوں کے پہننے والوں کا اصل منشاء اپنے کو دوسروں سے ممتاز بنانے کی چھپی خواہش ہوتی ہے، اور یہ تفوق و امتیاز کی ہوسِ نفس کا کھلا غرور ہے۔

ف: وقال العلامۃ ابن عبد السلام لا بأس بلباس شعار العلماء لیعرفوا بذٰلک فیسئلوا فانی کنت محرمًا فانکرت علی جماعۃ محرمین لا یعرفوننی ما اخلوا بہ من اٰداب الطواف فلم یقبلوا فلما لبست ثیاب الفقہاء وانکرت علیہم ذٰلک سمعوا واطاعوا فاذا لبسا لمثل ذٰلک کان فیہ اجرٌ (غالیۃ المواعظ ص ۲۶/۱۷)

علامہ ابن عبد السلامؒ نے فرمایا کہ علماء کے لئے اس لباس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں جو علماء کے لیے بمنزلہ شعار اور یونیفارم ہو تاکہ لوگ ان کو پہچان سکیں اور مسائل دریافت کر سکیں۔

اور یہ اس لیے کہ میں ایک دفعہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھا کہ حجاج کی ایک جماعت پر جو مجھ کو پہچانتی نہ تھی، طواف کے آداب میں کوتاہی کرنے پر تنبیہ کی تو انہوں نے اس کو تسلیم نہ کیا اور جب میں نے فقہا کا لباس پہنا اور پھر ان کو ٹوکا تو انھوں نے تسلیم کر لیا۔ پس اگر اس

Marfat.com

مقصد کے پیش نظر اس قسم کے لباس کو پہنا جائے تو اس میں اجر و ثواب ہوگا۔
(رہا لباسِ شہرت و ریا کا حکم وہی ہے جو اوپر مذکور ہے)

(۵) مرد ہو یا عورت کوئی ایسے باریک کپڑے نہ پہنے جس سے ستر دکھائی دے۔
عورتوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ آپ نے فرمایا کہ کتنی کپڑے پہننے والیاں ہیں جو حقیقت میں ننگی رہتی ہیں۔

(۶) ایسا کپڑا پہننا جائز نہیں جس سے ستر پوشی نہ ہو۔ یعنی ستر کے پورے حدود نہ چھپیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رض کی بڑی بہن حضرت اسماء رض کوئی ایسا ہی کپڑا پہن کر حضور ؐ کے سامنے آئیں تو آپ نے فرمایا: اے اسما جب عورت جوان ہو جائے تو (چہرہ اور ہتھیلیوں کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) انکے سوا کھولنا حلال نہیں۔

(۷) مرد شوخ رنگ خصوصاً سرخ رنگ کے کپڑے نہ پہنیں۔ سرخ دھاری کے کپڑے جائز ہیں۔ ایسی سرخ دھاریوں کی چادر آپ نے اوڑھی ہے، اور اس رنگ کا تہبند بھی آپ نے باندھا ہے۔ سیاہ رنگ کا عمامہ زیب سر فرمایا ہے۔

(۸) مردوں کے لئے عام طور پر سفید رنگ کے کپڑے آپ نے پسند فرمائے ہیں
(۹) آستین والی پوشاک پہنتے وقت پہلے داہنے ہاتھ میں آستین ڈالنی چاہیئے
(۱۰) نیا لباس پہنتے وقت آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے، جس میں اس نعمت پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا فرماتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ

Marfat.com

حَوْلٍ مِّنِّیْ وَقُوَّۃٍ۔
اس خدا کی حمد جس نے مجھ کو یہ پہنایا اور رزق دیا مجھے میری قوت کے بغیر (یعنی محض اپنے فضل سے) (ماخوذ از سیرت النبی صفحہ ۸۴۷ ج ۲)

ادب ۲۴

بوقت تلاوت قبلہ رُخ بیٹھنا

وَمِنْ حُرْمَتِہٖ ان یستقبل القبلۃ لقرأتہٖ الخ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تلاوت کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھے۔

اور ابو العالیہؒ جب قرآن پڑھنا چاہتے تھے تو عمامہ باندھ کر اور لباس پہن کر اور چادر اوڑھ کر قبلہ رخ ہو کر قرآن مجید پڑھتے تھے (قرطبی)

تشریح: علامہ آلوسیؒ روح المعانی صفحہ ۱۳۴ سورہ واقعہ اور امام سیوطیؒ اتقان صفحہ ۱۰۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں: ولیستحب ان یجلس مستقبلاً متخشعاً بسکینۃ ووقار مطرقاً رأسہ، اور مستحب ہے کہ تلاوت کے وقت اطمینان اور وقار کے ساتھ عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرتے ہوئے اور گردن جھکاتے ہوئے قبلہ رُخ ہو کر بیٹھے پس تلاوت کے وقت قلب کے اندر خشوع وخضوع کی کیفیت کی ضرورت ہے۔ اسکا اظہار ظاہری حالت سے بھی ہونا چاہیئے۔ جو لوگ بغیر کسی عذر شرعی کے لیٹ کر یا تکیہ لگا کر اور قرآن مجید کو سامنے رکھ کر تلاوت کرتے ہیں۔ ان کا یہ طریقہ کتاب اللہ کی عظمت اور اسکے احترام کے منافی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسکے متعلق اللہ

Marfat.com

تعالےٰ فرماتے ہیں :

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

" اگر اتارتے یہ قرآن پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا ، پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے "

قرآن مجید کی تلاوت کے لیے امام غزالی حجۃ الاسلام ؒ نے احیاء العلوم میں کتنی صحیح بات بیان فرمائی :

وَيَكُوْنُ جُلُوْسُهٗ وَحْدَهٗ كَجُلُوْسِهٖ بَيْنَ يَدَىْ اُسْتَاذِهٖ

" قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اسطرح مؤدب بیٹھنا چاہیئے جسطرح شاگرد اپنے استاد کے سامنے بیٹھتا ہے "

اور کنز العمال کی روایت ہے :

اَحْسَنُ النَّاسِ قِرَاءَةً اِذَا قَرَءَ رَاَيْتَ اَنَّهٗ يَخْشَى اللّٰهَ

" لوگوں میں قرآن پڑھنے کے اعتبار سے وہ شخص زیادہ اچھا ہے جو قرآن پڑھتے وقت یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے "

مطلب یہ ہے کہ اس طرح اہتمام سے پڑھے جیسے کہ ڈرنے والا اہتمام سے کلام کرتا ہے کہ کوئی حرکت حاکم کے سامنے بے موقعہ نہ ہوجائے اور اس سے بھی بڑھ کر اگر یہ صحیح تخیل ہمارے دل و دماغ میں موجود ہو کہ ہم اللہ کا کلام اللہ کے حضور میں پڑھ رہے ہیں اور وہ اپنا کلام پڑھتے ہوئے ہم کو دیکھ رہا ہے اور ہماری آواز کو سن رہا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ تلاوت کے اوقات میں ہماری ظاہری

Marfat.com

نشست سے بھی کوئی سوءِ ادبی کا پہلو ظاہر ہو سکے۔ البتہ اگر زبانی حفظ سے تلاوت کرے تو حالت اضطجاع اور حالتِ قیام اور قعود میں تلاوت کرنے کی اجازت ہے۔ عین العلم میں ہے۔

ویجوز الاضطجاع فورد الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم اور جائز ہے برسبیل رخصت دراز لیٹنا بوقت تلاوت اس لیے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ عقلمند وہ لوگ ہیں جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں۔

مسئلہ: مجلسِ درس وتدریس یا وعظ وتذکیر وتبلیغ میں قبلہ رُخ ہو کر تلاوت کرنے کے بجائے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر تلاوت کرنا مناسب ہے۔

ادب ۲۵

نیّتِ تلاوت

وَمِنْهَا قِرَأَةُ الْقُرْاٰنِ وَحَقُّهَا اَنْ یَّنْوِیَ اِینَاسَ وَحْشَةِ الدُّنْیَا وَقَضَاءَ حَقِّ الشَّوْقِ اِلَی مَوْلٰی وَضَبْطِ اَحْکَامِ الْعُبُوْدِیَّةِ

ترجمہ: اور حقِ تلاوت یہ ہے کہ وحشتِ دنیا دور کرنے اور پروردگار سے لقاء کا شوق کے حق کو پورا کرنے اور احکام عبدیت کے ضبط کرنے کی نیت کرلے۔

تشریح: قرآن مجید کے آداب باطنی میں سے ایک یہ ادب بھی ہے کہ تلاوت

Marfat.com

سے عالمِ آخرت اور اسکے درجاتِ حسنیٰ کو یاد کر کے دنیا کے ہموم وغموم کو دور کرنے کی نیت کرلے۔

اور مومن چونکہ مشتاق لقاء باری تعالےٰ ہوتا ہے اور اس شوق لقاء کے حق کو پورا کرنے کی دنیا میں یہی صورت ہوسکتی ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ کیونکہ اس تلاوت سے شرفِ مناجات ومکالمہ باحق سبحانہٗ وتعالےٰ نصیب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے مشتاقِ لقاء کو تلاوت سے تسلی بخشتے ہیں نیز اس کو مزید شوق وانس نصیب فرماتے ہیں۔

مزید براں تلاوت میں یہ نیت بھی کارفرما ہونی چاہیئے کہ کلامِ الٰہی میں جسقدر احکامات بندہ پر واجب التعمیل ہیں ان کو سمجھنے اور سمجھنے کے بعد ان پر عمل کرنے کی حتےٰ المقدور سعی کرلے۔

ادب ۲۶

افضل طریقِ تلاوت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يُّعْطِيَ عَيْنَيْهِ حَظَّهُمَا مِنْهُ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم اَعْطُوْا اَعْيُنَكُمْ حَظَّهَا مِنَ الْعِبَادَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا حَظُّهَا مِنَ الْعِبَادَةِ قَالَ النَّظَرُ فِي الْمُصْحَفِ وَالتَّفَكُّرُ فِيْهِ وَالْاِعْتِبَارُ عِنْدَ عَجَائِبِهٖ ۔ وَعَنْ عبادة بن الصامت قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِيْ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ نَظَرًا (قرطبی)

Marfat.com

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو بھی قرآن مجید سے بہرہ ور کرے۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی آنکھوں کو بھی عبادت سے محفوظ اور بہرہ ور کرو۔ صحابہ رضؓ نے عرض کی کہ آنکھوں کو عبادت سے بہرہ ور کرنا کس طرح ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں دیکھنا اور اس میں غور و تامل کرنا اور اس کے عجائب و غرائب سے نصیحت حاصل کرنا، اور حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت کی بہترین عبادت مصحف میں دیکھ کر قرآن مجید پڑھنا ہے۔

تشریح: اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ قرآن کو دیکھکر پڑھنا افضل ہے یا ازبانی، پڑھنا۔

تفسیر اتقان صحؐ۱ میں امام سیوطی رحؒ فرماتے ہیں۔ قرآن مجید دیکھکر پڑھنا افضل ہے۔ اس لیے کہ قرآن پر مجرد نظر بھی عبادت ہے اور یہی قول امام نووی کا ہے اور دیکھکر پڑھنے کی فضیلت ان احادیث سے ثابت ہے۔ طبرانی اور بیہقی نے اوس ثقفی سے مرفوعاً یہ حدیث روایت کی ہے کہ قرآن مجید حفظ پڑھنے میں ایک ہزار درجہ ہے اور دیکھکر پڑھنے میں دو ہزار درجے ہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ ناظرہ پڑھنے کو حفظ پڑھنے پر وہی فضیلت حاصل ہے جو فرض کو نفل پر ہے۔

اور احیاء العلوم میں ہے:

قرأۃ القرآن فے المصحف افضل اذ یزید عمل البصر و

Marfat.com

تامل المصحف وحملہ وفیزید الاجر بسببہ وقیل ان الختمۃ من المصحف بسبع لان النظر فی المصحف ایضًا عبادۃ وقد خرّق ای قطع عثمان رضؓ مصحفین لکثرۃ قرأۃ منھما وکان کثیر من الصحابۃ رضؓ یقرؤن من المصحف ویکرھون ان یخرج یوم ولم ینظروا فی المصحف

قرآن کو مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں آنکھ کا کام یعنی دیکھنا اور مصحف میں غور کرنا اور اس کو اٹھانا زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ دیکھکر قرآن پڑھنے سے سات گنا ثواب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ مصحف کا دیکھنا بھی تو عبادت ہے اور حضرت رضؓ اس کثرت سے مصحف میں تلاوت کرتے تھے کہ دو قرآن آپ کے پاس پھٹ گئے تھے اور اکثر صحابہ رضؓ کا یہی دستور تھا کہ دیکھکر تلاوت کرتے تھے اور یہ بُرا سمجھتے تھے کہ کوئی دن ایسا گذرے جس میں مصحف کو نہ دیکھ لیں۔

نیز امام غزالی رحؒ آگے لکھتے ہیں کہ مصر کے ایک فقیہہ حضرت امام شافعی کے پاس سحر کے وقت آئے اور آپ کے سامنے قرآن رکھا ہوا تھا تو آپ نے اس فقیہہ سے کہا تم کو فقہ نے قرآن سے روک دیا۔ مجھے دیکھو کہ میں عشاء پڑھ کر قرآن اپنے سامنے رکھتا ہوں اور صبح تک اسکو بند نہیں کرتا۔

۷ اور حدیقۃ الندیہ صفحہ ۵ ج ۲ پر فرماتے ہیں کہ تین چیزیں قوت حافظہ کو بڑھاتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں۔ مسواک کرنا۔ روزہ رکھنا اور مصحف میں دیکھ کر قرآن مجید پڑھنا۔

Marfat.com

اور بریقہ محمودیہ ص۱۴۵ ج۱ میں ہے :

ولکثرۃ القراءۃ من المصحف قوۃ عجیبۃ مجربۃ لحفظ قوۃ البصر وتقویتہ اور مصحف سے دیکھ کر قرآن مجید پڑھنا اور بکثرت تلاوت کرنے سے عجیب قوت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے بینائی کی حفاظت اور تقویت کا بار بار مشاہدہ کیا گیا ہے۔

اور عین العلم ص۵۳ میں ہے :

وفی المصحف فھو یضعف الاجر لاعمال الجوارح اور زبانی پڑھنے سے مصحف میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اور دیگر اعضاء کے شریک عمل ہونے سے ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً زبان پڑھنے میں اور ہاتھ قرآن مجید اٹھانے میں اور آنکھ دیکھنے میں اور کان سننے میں مشغول ہیں۔ لہذا ان اعضا کے شریک عمل ہونے سے ثواب بھی کئی گنا زائد ملے گا۔ نیز اس میں قاری کے غلط پڑھنے کا امکان بھی کم ہوتا ہے۔ لہذا مصحف سے دیکھکر پڑھنا افضل ہے۔ امام زرکشیؒ نے البرہان ص۴۶۱ ج۱ میں اس کو بیان کیا ہے اور اسی کو ابن عبد السلامؒ نے پسند کیا ہے۔

قول فیصل

لیکن اس میں قول فیصل یہ ہے کہ یہ افضلیت قرآن مجید تلاوت کرنے والوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔ جن کو دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ تدبر حاصل ہوتا ہے۔ ان کے لیے تو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اور جنکو زبانی پڑھنے سے تدبر زیادہ حاصل ہوتا ہو ان کے لیے زبانی پڑھنا افضل ہے اور فتح الباری میں علامہ ابن حجرؒ نے اسی تفصیل کو پسند کیا ہے۔

Marfat.com

ادب ۲۷

بوقتِ قرأت حضوریٔ قلب

وَيُحْضِرُ الْقَلْبَ لِمَا سَبَقَ اَنَّهُ الْاَصْلُ وَبِهٖ فُسِّرَ

مَا وَرَدَ يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ (عین العلم)

ترجمہ: اور حق تلاوت یہ ہے کہ بوقتِ تلاوت قاری دل کو حاضر کرے اور یہی حضور قلب (اعمال میں) اصل ہے اور بعض مفسرین نے "یا یحیی خذ الکتاب بقوہ" کی تفسیر میں بِقُوَّةٍ سے مراد حضور قلب لیا ہے"

تشریح حضور قلب سے مراد یہ ہے کہ پڑھنے والے کا دل اس طرف متوجہ رہے۔ اِدھر اُدھر کے خیالات اس میں نہ آئیں۔ کسی نے ایک دفعہ ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو اس وقت دل میں دوسرے خیالات بھی آتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کون سی چیز ایسی ہے جو خدا تعالیٰ کے کلام سے زیادہ محبوب ہے۔ جس کی طرف خیال جائے۔ سبحان اللہ کیسے کیسے لوگ تھے کہ اپنے محبوب کا کلام پڑھنے میں ایسے محو ہو جاتے تھے، کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہتی تھی۔ بعض بزرگانِ دین جب کوئی سورۃ پڑھتے اور خیال اس وقت کسی دوسری طرف چلا جاتا تو اس کا اعادہ کرتے تھے۔

٭

Marfat.com

ادب ۲۸

عجمی زبان میں تلاوت قرآن کی ممانعت

لَا تَجُوْزُ قِرَاْئَتُهٗ بِالْعَجَمِيَّةِ سَوَآءٌ اَحْسَنَ الْعَرَبِيَّةَ
اَمْ لَا - فِي الصَّلٰوةِ وَخَارِجًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا - وَقَوْلُهٗ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا -

(البرہان ص ۴۶۴ ج ۱)

ترجمہ: قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ اس کو اپنی اصلی زبان (عربی) میں اس ہی عبارت میں پڑھے جس میں اس کا نزول ہوا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت عجمی زبان میں درست نہیں خواہ وہ عربی اچھی طرح پڑھ سکتا ہو یا نہ۔ نہ نماز میں اور نہ بیرونِ نماز۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا۔

تشریح:-

قرآن مجید کی زبان اور اس کی فضیلت

عربی زبان جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح اور وسیع اور پُرشوکت زبان ہے۔ نزول قرآن کے لیے منتخب کی گئی۔ جب خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم عربی ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کے اولیں مخاطب عربی ہوں گے۔ پھر عرب کے ذریعہ سے چاروں طرف یہ روشنی پھیلے گی۔ اسی کی طرف لعلکم تعقلون میں اشارہ فرمایا کہ تمہاری زبان میں اتارنے کی ایک وجہ یہ ہے

Marfat.com

کہ تم جو پیغمبر علیہ السلام کی قوم ہو۔ اول خود اسکے علوم و معارف کا مزہ چکھو پھر دوسروں کو چکھاؤ۔ حافظ ابن کثیر رح اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اُنْزِلَ اَشْرَفُ الکُتُبِ بِاَشْرَفِ اللغات عَلٰے اَشْرَفِ الرُّسُلِ بِسفارۃ اشرف الملائکۃ وَکَانَ ذٰلِکَ فِے اشرف بقاع الارض وابتداء نزولہ فی اشرف شھورِ السَّنَۃِ وَھُوَ رمضان فکمل من کل الوجوہ۔

ترجمہ: پاکیزہ تر کتاب اس بہترین زبان میں، افضل ترین رسول پر، فرشتوں کے سردار فرشتے کی سفارت میں۔ تمام روئے زمین کے بہترین مقام میں۔ وقتوں میں بہترین وقت میں نازل ہو کر ہر اعتبار سے درجہ کمال کو پہنچی۔ (فوائد تفسیریہ از علامہ عثمانی رح ص۳۰۵)

امام زرکشی رح فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ قرآن کو اپنی مخصوص زبان میں ان ہی الفاظ کے ساتھ پڑھنا واجب ہے کیونکہ اعجاز قرآن کا تعلق اس کی اپنی نظم و عبارت سے متعلق ہے اور قرآن کی عبارت کو دوسری زبان میں منتقل کرنے سے نہ تو متکلم کی مراد کی علے وجہ الکمال ترجمانی ہو سکتی ہے اور نہ وہ اعجاز قرآنی باقی رہ سکتا ہے۔ جس کی تعدی (چیلنج) وہ صدیوں سے کرتا چلا آرہا ہے۔ سے تحدی

ف۲۔ آجکل جو جدت پسند لوگوں نے قرآن مجید کی اعجازی نظم و عبارت کو چھوڑ کر اردو زبان میں قرآن کو روشن چراغ کے نام سے شائع کیا ہے جس میں اردو ترجمہ بدوں متن قرآن کے ہے۔ ایسے نسخے کا خریدنا حرام ہے۔ یہ لوگ معاذ اللہ، الفاظ قرآن کو بیکار سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مخبر صادق

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کلام سے ثابت ہے کہ خالی الفاظ کے پڑھنے سے بھی ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور خالی الفاظ پڑھنا بھی حق تعالےٰ کی توجہ و قرب کا بڑا سبب ہے۔ ہاں اگر کوئی کمبخت، کور باطن ان نیکیوں اور حقتعالےٰ کی توجہ و قرب ہی کو فضول شمار کرے تو یہاں اس سے گفتگو نہیں۔

دوسری بہت بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح مسلمانوں کے پاس بھی صرف ترجمہ رہ جائے اور اصل کتاب غائب ہو جائے۔ پھر آسانی سے ترمیم و تنسیخ۔ کمی و بیشی اور تحریف و تبدیل کا دشمنان دین کو خوب موقعہ مل سکے گا مسلمانوں کو اس قسم کی کتابوں سے کلی اجتناب کرنا چاہیئے۔

قرآن مجید کا معجز ہونا صفت الفاظ کی ہے نہ کہ معانی کی۔ الفاظ کا معجز ہونا دلالت کرتا ہے، قرآن کے کلام اللہ ہونے پر اور کلام دلالت کرتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر۔ اگر الفاظ بیکار ٹھہریں تو پھر قرآن کے کلام خدا ہونے پر اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ انتھٰی

پس قرآن مجید کا صرف ترجمہ بدوں قرآن مجید کے چھاپنا درست نہیں روایت فقیہہ اس کی تائید میں موجود ہے:

ونصہا ھٰکذا وفی الکافی ان اعتاد القرآۃ بالفارسیۃ او اراد ان یکتب مصحفا بہا یمنع وان فعل فی اٰیۃ او اٰیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز اھ

فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ مصریہ باب کیفیتہ الصلوٰۃ

اور فقیہہ شہیر علامہ برہان الدین صاحب ہدایہ کتاب التجنیس میں رقمطراز ہیں :

ویمنع من کتابۃ القرآن بالفارسیۃ بالاجماع لانہ یؤدی
للاخلال بحفظ القرآن لانا امرنا بحفظ النظم والمعنی جمیعا
فانہ دلالۃ علی النبوۃ

قرآن مجید کو غیر عربی میں لکھنا بالاجماع ممنوع ہے ، کیونکہ ایسا کرنا قرآن مجید کے محفوظ رکھنے پر اثر انداز ہوگا اور ہم لوگ قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت کے لیے مامور ہیں اور یہ نبوت کا ایک معجزہ ہے ۔

مزید تحقیق کے لیے ردالمحتار لابن عابدین شامی ص ۳۵۸ ج ۱ ، کفایہ شرح ہدایہ ، بہامش الفتح ص ۲۴۹ اور مغنی لابن قدامہ ص ۵۳ ج ۱ وغیرہ ذالک کتب فقہ کی طرف مراجعت کی جائے ۔

نوٹ : اس قسم کا قرآن طبع کرنے والے ، لکھنے والے ، فروخت کرنیوالے اور خریدنے والے سب گناہگار ہیں ۔

ادب ۲۹ ماہر اساتذہ سے تربیت پاکر تلاوت کرنا

وَلْتَکُنْ تِلَاوَتُہٗ بَعْدَ اَخْذِہِ الْقُرْآنَ مِنْ اَھْلِ الْاِتْقَانِ
لِھٰذَا الشَّانِ الْجَامِعِیْنَ بَیْنَ الدِّرَایَۃِ وَالرِّوَایَۃِ وَ
الصِّدْقِ وَالْاَمَانَۃِ ۔ وَقَدْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
یَجْتَمِعُ بِہٖ جِبْرِیْلُ فِیْ رَمَضَانَ فَیُدَارِسُہٗ

(البرہان فی علوم القرآن ص ۴۶۱ ج ۱)

Marfat.com

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کی تلاوت اس وقت ہونی چاہیئے جبکہ قرآن مجید کسی ماہر استاد سے جو صاحب درایۃ و روایۃ اور صاحب صدق و امانت ہو صحت کے ساتھ پڑھ لیا جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال ماہ رمضان میں تشریف لاتے تھے اور باہمی قرآن مجید کا دور فرماتے تھے۔

تشریح قرآن مجید میں بعض ایسے مقامات ہیں جو ماہر استاد ہی صحت کے ساتھ پڑھا سکتا ہے۔

١۔ مثلاً سورۃ ہود آیت ۴۱ میں مَجْرِٖىهَا اس (را) کے زیر کو اور زیر بروا کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس طرح ستارے کی (را) کا زیر پڑھا جاتا ہے اس طرح اس کو بھی پڑھیں گے۔

٢۔ سورۃ حجرات آیت ١١ میں بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ۔ اس میں بِئْسَ کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام اگلے سین سے ملتا ہے اور اس طرح پڑھا جاتا ہے بِئْسَ لِسْمُ

٣۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اس میں نون کے بعد کا الف نہیں پڑھا جاتا ہے۔ بلکہ فقط پہلا الف اور نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اس کو بڑھاتے نہیں اس طرح اَنَ

٤۔ سورۃ ال عمران کی آیت ١۴۴ میں اَفَائِنْ (ف) کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں۔ اَفَئِنْ۔

٥۔ سورۃ ال عمران آیت ١٥٨ میں لَاِاِلَى اللّٰهِ پہلے لام کے بعد دو الف

Marfat.com

لکھے جاتے ہیں۔ مگر ایک الف پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی اللّٰہ۔

(۶) سورۃ المائدۃ آیت ۲۹ میں اَنْ تَبُوْءَا میں ہمزہ کے بعد الف لکھا جاتا ہے۔ مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں اَنْ تَبُوْءَ

(۷) سورۃ الاعراف آیت ۱۰۳ میں مَلَاْئِہٖ میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ بلکہ یوں پڑھتے ہیں مَلَئِہٖ قرآن مجید میں یہ لفظ جہاں بھی آیا ہے اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔

(۸) سورۃ التوبۃ آیت ۴۷ لَاَاْوْضَعُوْا میں لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔

(۹) سورہ ہود آیت ۶۸ اِنَّ ثَمُوْدَاْ اور سورۃ رعد آیت ۳۰ میں لِتَتْلُوَاْ اور سورۃ کہف کی آیت ۱۴ میں لَنْ نَّدْعُوَاْ اور آیت ۲۳ لَاتَقُوْلُ لَنْ لِشَاْئٍ اور آیت ۳۸ الٰکِنَّا میں الف لکھا جاتا مگر پڑھا نہیں جاتا۔

(۱۰) سورۃ النمل آیت ۲۱ لَاَاْذْبَحَنَّہٗ اور سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۶۸ لَاْاِلَی الْجَحِیْمِ۔ اور سورۃ محمدؐ آیت ۴ لِیَبْلُوَاْ اور اسی سورۃ کی آیت ۳۱ وَنَبْلُوَاْ اَخْبَارَکُمْ میں الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔

اس قسم کے بیسیوں مقامات ہیں جو ماہر استاد کے توسط ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

انتہیٰ

Marfat.com

ادب ۳۰ قرآن حکیم کی بکثرت تلاوت

وَیُسْتَحَبُّ الْاِکْثَارُ مِنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ وَتِلَاوَتِہٖ

ترجمہ : اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرنا مستحب ہے (اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ان لوگوں کی ان پاکیزہ الفاظ میں تعریف کی ہے :

یتلون اٰیات اللہ اٰناء اللیل وھم یسجدون - یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو اوقات شب میں پڑھتے ہیں -

احادیث :

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رشک صرف دو شخصوں پر کیا جا سکتا ہے ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو ، اور اس کی شبانہ روز تلاوت کرتا ہو۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو رات دن خرچ کرتا ہو۔ (بخاری)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو ہر حرف پر ایک نیکی ایسی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔

۳۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جس کو قرآن نے مجھ سے سوال کرنے سے روکے رکھا (یعنی حفظ قرآن یا تلاوت میں مشغول رہا) میں سوال کرنے والوں سے اسکو

Marfat.com

زیادہ دوں گا۔ (ترمذی)

۴۔ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن پڑھو کہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئیگا۔ (مسلم)

۵۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جن گھروں میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ وہ آسمان والوں کو اسطرح نظر آتے ہیں۔ جسطرح زمین والوں کو تارے نظر آتے ہیں۔ (بیہقی)

۶۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت قرآن مجید سے منور کرو۔ (بیہقی)

۷۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میری امت کی افضل عبادت تلاوت قرآن مجید ہے۔ (بیہقی)

۸۔ حضرت عبیدہ ملکیؓ سے مرفوعاً و موقوفاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اے اہلِ قرآن تم لوگ قرآن کو تکیہ نہ بناؤ (یعنی اس سے غفلت نہ کرو) شبانہ روز اسکی تلاوت اسطرح کرو جیسا تلاوت کرنے کا حق ہے۔ اسکو پھیلاؤ، اس میں جو کچھ ہے اس پر غور و خوض کیا کرو۔ شائد تم اس سے بہتری پاؤ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی)

(اور حضرات اسلاف کبار کی تلاوت کے متعلق مختلف عادات تھیں)

۱۔ زیادہ سے زیادہ جو ثابت ہوا۔ رات دن میں آٹھ قرآن ختم (چار دن میں، چار رات میں)

۲۔ شبانہ روز میں چار ختم۔

Marfat.com

۳۔ شبانہ روز میں تین ختم۔

۴۔ شبانہ روز میں دو ختم

۵۔ شبانہ روز میں ایک ختم

حضرت عائشہ صدیقہ رض سے زیادہ پڑھنے پر ناخوشی اور کراہت مروی ہے۔

حضرت صدیقہ رض سے عرض کیا گیا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو رات اور دن میں دو یا تین قرآن ختم کرتے ہیں تو ام المومنین رض نے فرمایا، وہ پڑھیں یا نہ پڑھیں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پوری رات نماز میں قیام کرتی تھی۔ آپ سورۂ بقرہ آل عمران اور النساء پڑھتے تھے مگر اسطرح کہ جہاں کسی بشارت کی آیت سے گذرے تو دعا فرمائی اور اس سے متمتع ہونے کی رغبت ظاہر کی اور جسوقت کوئی تخویف کی آیت پڑھی تو دعا اور پناہ مانگی۔ (ابوداؤد)

۶۔ بعض حضرات دو رات میں ایک ختم کرتے تھے۔

۷۔ اور بعض تین دن میں ایک ختم کرتے تھے، اور یہ بہتر اور حسن ہے۔

بعض علماء نے تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ کہا ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ فِی اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔ جو شخص قرآن مجید کو تین دن سے کم میں پڑھے گا، وہ نہ سمجھے گا۔

اور دوسری روایت ابن مسعود رض سے مروی ہے:

لَا تَقْرَءُوا الْقُرْآنَ فِی اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔ "قرآن مجید تین دن

Marfat.com

سے کم مدت میں مت پڑھا کرو۔"

اور تیسری روایت حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ آپ قرآن مجید کو تین دن سے کم مدت میں پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

۸۔ بعض حضرات چار دن میں اور بعض پانچ دن میں اور بعض چھ دن میں ختم کرتے تھے۔

۹۔ اور بعض حضرات سات دن میں ختم کرتے تھے اور یہ اوسط الامور رہے اور احسن طریقہ ہے اور یہ اکثر صحابہؓ کرام کا معمول رہا ہے۔

ف : یاد رہے قرآن مجید کی سات منزلیں ہیں :

حضرات شیخین (بخاری و مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید ایک مہینہ (کی مدت) میں ختم کرو۔ تو میں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی قوت ہے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دس دن میں ایک ختم کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ کی قوت ہے تو آپ نے فرمایا، ہفتے میں ایک ختم کیا کرو اور اس سے کم مدت میں نہ پڑھو۔

۱۰۔ بعض حضرات آٹھ دن میں اور بعض دس دن میں اور بعض ایک ماہ میں اور بعض دو ماہ میں ختم قرآن کیا کرتے تھے۔

فقیہہ ابواللیث سمرقندی بستان العارفین میں فرماتے ہیں کہ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو سال میں دو ختم ہونے چاہئیں اور حسن بن زیادؒ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے سال میں دو دفعہ ختم کر لیا اس نے

Marfat.com

قرآن کا حق ادا کر دیا، اور اس پر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے استدلال کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان میں مجھے ایک بار قرآن سنایا کرتے تھے اور اس دفعہ مجھے دو بار انہوں نے سنایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے۔ پس دو بار سنانا آخر فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

ف: اس سے معلوم ہوا، کہ قرآن مجید کا دورہ کرنا جیسا کہ حفاظ میں جاری ہے سماعۃً و قراءۃً مسنون ہے۔

اور امام احمدؒ نے تصریح کی ہے کہ چالیس دن سے زائد مدت میں بلا عذر ختم کرنا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم کتنی مدت میں قرآن ختم کیا کریں تو آپؐ نے فرمایا کہ چالیس دن میں۔ (ابوداؤد)

قولِ فیصل:

امام نوویؒ نے کتاب الاذکار میں فیصلہ کن بات نقل کر دی کہ مقدار تلاوت و ختم قرآن مجید بلحاظ اشخاص کے مختلف ہے۔ جس شخص کو قرآن مجید کے لطائف و معارف غور و فکر سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ اسی قدر پڑھے جس سے اسکو کمال فہم حاصل ہو اور جو شخص علم دین کی نشر و اشاعت یا مقدمات کے فیصلے یا رفاہ عامہ کے کاموں میں مشغول ہو، تو وہ اسی قدر پڑھے جس سے اس کے ان دینی مشاغل میں خلل واقع نہ ہو، اور ان کے ماسوا فارغ لوگوں کو جس قدر ممکن ہو۔ زیادہ پڑھیں۔

(ماخوذ از اتقان، اور البرہان فی علوم القرآن صـ۴۷۱ ج۱)

Marfat.com

ف ۲ : اصل بات یہ ہے کہ نشاط اور خوشی اور شوق کے ساتھ جسقدر پڑھا جائے وہ بہتر ہے ۔ حضرت جندب بن عبد اللہ رضی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کو اسوقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگا رہے پس جب طبیعت گھبرا جائے تو اٹھ کھڑے ہو ۔ (بخاری و مسلم)

اور نشاط پیدا کرنے کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ اپنے ذہن میں اس بات کو مستحضر کرلے کہ رب العالمین اس کلام پاک کو سن رہے ہیں ۔

ف ۳ : اور شرح شرعۃ اور فتاوی قاضیخاں میں ہے ۔ فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ حامل قرآن کو چاہیئے کہ ہر چالیس دن میں ایک بار قرآن مجید ختم کرے ۔ اور چالیس دن کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں وہ خاصیت استکمال ہے ، جو دوسرے اعداد میں نہیں ہے ۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں اس بات کو بیان فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر چالیس دن میں تیار ہوا ، اور کیا تو نہیں دیکھتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا مادۂ خلق اس کی ماں کے بطن میں ترکیب پاتا ہے چالیس روز نطفہ کی صورت پھر خون منجمد ہوتا ہے ۔ اسی طرح چالیس روز پھر گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے ۔ اسی طرح چالیس روز الخ

Marfat.com

ادب ۳۱

بوقتِ تلاوت خلوص و تنہائی

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّخْلُوَ بِقِرَاْءَتِهٖ حَتّٰى لَا يَقْطَعَ عَلَيْهِ اَحَدٌ بِكَلَامٍ فَيَخْلِطَهٗ بِجَوَابِهٖ لِاَنَّهٗ اِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ زَالَ عَنْهُ سُلْطَانُ الْاِسْتِعَاذَةِ الَّذِيْ اسْتَعَاذَ فِي الْبَدْءِ۔

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے لیے علیحدگی اور تنہائی اختیار کرے تاکہ کوئی شخص اسکی تلاوت میں گفتگو کی وجہ سے رکاوٹ نہ پیدا کر سکے۔ جس کا جواب اس کو دوران تلاوت دینا پڑے۔ اگر اسطرح کرے گا تو ابتداءِ تلاوت میں جو اس نے پناہ طلب کی تھی اس کی برکات زائل ہو جائینگی

تشریح جو لوگ قرآن مجید میں غور و فکر حاصل کرنا چاہیں یا خشوع و خضوع اور خوف و رجا یا گریہ و لبکار کی کیفیات سے متمتع و متلذذ ہونا چاہیں تو ان کے لیے خواہ مسجد میں ہو یا کسی دوسری جگہ۔ خلوت اور تنہائی ہی زیادہ مناسب ہے۔

Marfat.com

ادب ۳۲

تعوذ و تسمیہ

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّسْتَعِيْذَ بِاللّٰهِ عِنْدَ اِبْتِدَائِهٖ
لِلْقِرَاءَةِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَيَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔

تشریح

علامہ قرطبیؒ اپنی تفسیر ص۲۲ ج۱ میں لکھتے ہیں:

ولیس للشرعیات فائدۃ الا القیام بحق الوفاء لھا بامتثالھا امرًا و اجتنابھا نھیًا۔ امور شرعیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ امر و نہی میں حق تعالےٰ کی پیروی کر کے وفاداری کو پورا کیا جائے اور تعوذ اسی دُرِّ مقصود کی تحصیل کا ایک ذریعہ اور راستہ کے حجابات دور کرنے کا ایک وسیلہ ہے۔

استعاذہ کی حقیقت

امام رازیؒ نے فرمایا، ہر وہ چیز جو حضور حق میں مانع ہو اس سے قلب کو پاک کرنے کا نام استعاذہ ہے۔ (تفسیر کبیر ص۵۴ ج۱)۔ سچ ہے ما اشغلك عن الحق فھو طاغوتك

Marfat.com

جو تم کو حق سے غافل کر دے، وہی تمہارا شیطان ہے۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ تعوذ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی خطرناک چیز سے بھاگ کر ایسی ذات کی طرف جانا جو اس کو خطرے سے بچا سکے۔

(التفسیر ابن القیم ص۵۳۸)

امام رازی کا ارشاد ہے: تعوذ کے معنے آڑ میں آنے یا مل جانے کے ہیں اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعوذ کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ خدا کی حفاظت میں آگیا، یا اپنے کو اس نے خدا کے فضل اور اس کی رحمت سے ملا دیا۔ (تفسیر کبیر ص۳۳)

مفسر خازن کہتے ہیں: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا بندہ کی طرف سے اپنے عجز کا اقرار اور خدا پر اعتماد و توکل کا اعلان ہے۔

بعض محققین کا خیال ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی استعاذہ ہی سے متعلق ہے اس لیے کہ اس میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ اعتصام اور اسی پر بھروسہ کا اظہار ہے۔

حافظ ابن القیمؒ نے فرمایا کہ استعاذہ کا مفہوم جس کا تعلق مومن کے دل سے ہے الفاظ اسکے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ صرف تمثیل، اشارہ اور تفہیم ممکن ہے۔ ورنہ اس وقت دل میں التجاء۔ رابطہ حق اور خدا کے حضور میں عاجزی کی جو کیفیت ہوتی ہے عبارات اس کے بیان سے قاصر ہے۔ (التفسیر القیم ص۵۳۹)

معلوم ہوا کہ استمداد کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں، ایک یہ کہ ہمیں اپنے گرد و پیش کے خطرات کا احساس ہو، اور دوسرے اس امر کا یقین کہ ان خطرات کا انسداد۔ ان مفاسد کا سد باب اور ان مہلکات سے نجات صرف حضرت حق جل مجدہٗ کے یہاں ممکن ہے۔ یہ یقین درحقیقت استعاذہ کی جان اور رابطہ

Marfat.com

حق کا نشان ہے۔

تلاوت سے پہلے استعاذہ کی حکمت

حدیث شریف میں ہے:

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہٗ

(تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے)

معلوم ہوا کہ مومن کے لیے قرأۃ قرآن بہترین عبادت ہے اور قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم

اس میں بعض آداب تلاوت (استعاذہ) کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ آدمی بے احتیاطی سے اس قربت کا اجر و ثواب ضائع نہ کر بیٹھے۔ شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے۔ خصوصاً قرأۃ قرآن کو جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے کب ٹھنڈے دل سے برداشت کر سکتا ہے۔ ضرور اسکی کوشش ہوگی کہ مومن کو اس سے باز رکھے اور اسکو ایسی آفات میں مبتلا کر دے جو قرأت قرآن کے حقیقی فوائد میں مانع ہوں۔ شیطان کی ان سب مغویانہ تدبیروں اور پیش آنے والی خرابیوں سے حفاظت کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ جب مومن قرأۃ قرآن کا ارادہ کرے پہلے صدق دل سے حق تعالےٰ پر بھروسہ کرے اور شیطان مردود کی زد سے بھاگ کر خداوند قدوس کی پناہ میں آجائے۔ اصلی استعاذہ (پناہ میں آنا) تو دل سے ہے۔ مگر زبان و دل کو موافق کرنے کے لیے ابتداء قرأت میں زبان سے بھی اعوذ باللہ پڑھنا مشروع ہے۔

نکتہ تعوذ پڑھنے میں لطافت یہ ہے کہ جو کچھ اس نے منہ سے بیہودہ

Marfat.com

باتیں یا لغو کلمات تلاوت سے پہلے نکالنے تھے۔ اب تعوذ کے پڑھنے سے وہ زبان تلاوت قرآن کے لیے پاکیزہ ہو جاتی ہے۔ نیز اس میں اللہ تعالیٰ سے استعانت ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار اور اپنی عاجزی کا اقرار ہے کہ مجھ کو اس صریح باطنی دشمن یعنی شیطان سے مقابلہ کرنے کی قدرت نہیں بلکہ میں رب عزوجل سے پناہ مانگتا ہوں جس نے انسان اور شیطان دونوں کو پیدا کیا۔ پس تمام مخلوق اسی کے قبضہ قدرت میں مقہور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر شیطان کو قدرت نہیں دی۔ پس جب بندہ اپنے رب کی پناہ میں آگیا تو شیطان اس سے بھاگتا ہے، اور بڑے ڈر کی بات یہ بھی ہے کہ جس شخص کو ظاہری دشمن قتل کرے تو وہ مقتول شہید ہوتا ہے اور جس کو یہ باطنی دشمن شیطان قتل کرتا ہے تو وہ مردود کافر ہو جاتا ہے، اور ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں اظہار ہمدردی کر کے جنت سے ان کو نکلوایا اور ہمارے حق میں تو واشگاف الفاظ میں دربار خداوندی میں گمراہ کرنے کا اعلان کیا۔ اب اس عدو مبین کے اثرات سے بچنے کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی پناہ مانگی جائے۔

مسئلہ قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا ضروری ہے اور بسم اللہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورت سے شروع کرے تو بسم اللہ ضروری ہے۔ اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت بیچ میں شروع ہو گئی تب بھی بسم اللہ ضروری ہے۔ مگر اس دوسری صورت میں سورۃ براۃ کے شروع میں نہ پڑھے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ پہلی صورت (یعنی جبکہ ابتداء ہی سورۃ برائت سے ہو) میں بھی سورۃ برائت پر بسم اللہ نہ پڑھے اور اگر کسی سورت کے بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا

Marfat.com

تو بسم اللہ پڑھ لینا بہتر ہے ضروری نہیں لیکن اعوذ باللہ اس حالت میں بھی ضروری ہے۔ (جمال القرآن صـ۳)

مسئلہ: لیسن لمن قرأ سورۃ تامۃ ان یتعوذ ویسمی قبلہا واختلف فیما اذا قرأ آیۃ والاکثر علی انہ یتعوذ فقط ذکرہ المؤلف فی شرحہ من باب الجمعۃ

ترجمہ: اور پوری سورت پڑھنے والے کے لیے تلاوت سے قبل، اعوذ باللہ اور بسم اللہ کا پڑھنا مسنون ہے اور اب اس مسئلہ میں جب کہ ایک ہی آیت پڑھے، علما کا اختلاف ہے اور اکثر علماء فرماتے ہیں کہ اس صورت میں صرف اعوذ باللہ پڑھے اس کو مؤلف نے اپنی شرح میں باب جمعہ کے تحت بیان کیا ہے۔

(الطحطاوی علی المراقی صـ۱۴۲)

ادب ۳۳

تلاوتِ قرآن اور تحصیلِ لذّت

وَيُرَدِّدُ لَهٗ مِرَارًا فَقَدْ قَامَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَيْلَةً بِاٰيَةٍ۔ (عین العلم صـ۶۳)

ترجمہ: (اور حق تلاوت سے یہ بھی ہے) کہ آیات کو (ذوق حاصل کرنے کیلئے) کئی بار دُہرا دہرا کر پڑھے۔ اور حق تلاوت سے یہ بھی ہے۔ پس تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) پوری رات ایک آیت دہراتے

Marfat.com

دُہراتے گذار دی۔

تشریح ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت ابو ذر غفاری سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ آیت اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔

حضرت تمیم داری رضؓ نے ایک شب تہجد کی نماز شروع کی تو صرف ایک آیت اَلَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ الخ پڑھنے میں صبح کر دی اسی کو بار بار پڑھتے اور روتے تھے۔ (اسد الغابہ ص تذکرہ تمیم داری)

حضرت ربیع بن خیثم جو زہد و تقوےٰ کے اعتبار سے ممتاز ترین تابعین میں سے ہیں۔ قرآن پاک سے بڑا شغف رکھتے اور پڑھ کر بے حد متاثر ہوا کرتے تھے اور بسا اوقات بعض آیت موعظت کو دہراتے دہراتے صبح کر دیتے۔

نسر بن دعلوق ربیع کے غلام فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز میں جب قرآن پڑھتے اور یہ آیت آجاتی تو صبح تک دہراتے رہتے تھے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ
كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۱۸ (سورہ جاثیہ)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحؒ بھی تلاوت قرآن کے وقت بے حد متاثر ہوتے ایک روز نماز میں یہ آیت آگئی وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (سورہ صٰفّٰت) تو شدت تاثر سے اسی کو بار بار پڑھتے رہے پھر آگے نہ پڑھ سکے۔

(سیرۃ عمر بن عبد العزیز ص ۱۹۱)

Marfat.com

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک شب وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ط
پڑھتے رہے اور روتے رہے اور ایک رات نماز میں بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ
وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ کو بار بار دہراتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ روتے بھی رہے
اس قسم کے اکابر امت کے سینکڑوں واقعات ہیں جن کے بیان کا یہ موقع نہیں)۔

باوقار اور با عظمت طریق سے تلاوت کرنا

(۳۴ ب)

يُسْتَحَبُّ قِرَاءَتُهٗ بِالتَّفْخِيْمِ قَالَ الْحَلِيْمِيُّ وَمَعْنَاهُ اَنَّهٗ يَقْرَاُهٗ عَلٰى قِرَاءَةِ الرِّجَالِ وَلَا يَخْضَعُ الصَّوْتَ فِيْهِ كَكَلَامِ النِّسَاءِ۔ (الاتقان ص ۱۰۷ ج ۱)

ترجمہ: اور قرآن کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ اسکی تلاوت موٹے لہجے میں کرے اور یہ امر مستحب ہے، کیونکہ حاکم کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ قرآن کا نزول تفخیم کے ساتھ ہوا ہے اور حلیمیؒ نے تفخیم کا معنے! یہ بیان کیا ہے کہ قرآن مجید کو مردانہ لب ولہجہ میں پڑھے نہ کہ زنانہ لہجے دبی اور باریک آواز میں (پڑھے)

(اور امام زرکشی نے بھی البرہان ص ۴۶۷ ج ۱ میں اس مسئلہ کو ذکر فرمایا ہے)

٭٭٭

Marfat.com

ادب ۳۵

دورانِ تلاوت جمائی کا حکم

وَمِنْ حُرْمَتِهِ إِذَا تَثَاوَبَ أَنْ يُمْسِكَ عَنِ الْقِرَاءَةِ إِذَا قَرَءَ فَهُوَ مُخَاطِبٌ رَبَّهُ وَمُنَاجٍ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطٰنِ۔

ترجمہ: اور اس کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ تلاوت کرتے وقت اگر جمائی آئے تو جمائی کی حالت میں تلاوت جاری نہ رکھے۔ بلکہ رُک جائے اس لیے کہ وہ تلاوت کے وقت اپنے رب سے مخاطب اور سرگوشی کرنے والا ہوتا ہے اور جمائی اثراتِ شیطان سے ہے۔

تشریح فقہا کرام نے جمائی کے متعلق احکام مکروہاتِ نماز کی فصل میں بیان فرمائے ہیں۔ علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ جمائی شیطانی اثرات کا نتیجہ ہے اس لیے انبیاء علیہم السلام اس سے محفوظ ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَکْرَہُ التَّثَاؤُبَ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند فرماتے ہیں"

اس لیے چھینک آنے کے بعد الحمد للہ اور کلماتِ دعائیہ یرحمک اللہ کہنا مسنون ہے، اور جمائی کے متعلق حدیث میں ارشاد موجود ہے کہ حتی المقدور اس کو روکنے

Marfat.com

کی کوشش کرے، اور جمائی کی حالت میں ہاہ ہاہ کے کلمات نہ کہے (یعنی ہاہ ہاہ کی آواز نہ پیدا ہونے دے) اس سے شیطان ہنستا اور خوش ہوتا ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ جمائی کے وقت منہ کو ہاتھ رکھ کر بند کرلے اسلیے کہ اس میں شیطان داخل ہوتا ہے، اور شیطان کے داخل ہونے سے مراد یا تو حقیقتاً دخولِ شیطان مراد ہے اس لیے کہ انسان کے بدن میں جہاں جہاں خون چلتا ہے وہاں وہاں یہ (شیطان) بھی پہنچتا ہے اور یا اس سے مراد وسوسہ اندازی ہے کہ جمائی کی حالت میں منہ کو اگر بند نہ کیا گیا تو شیطان وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ بہرحال جمائی کی حالت میں قالی و قاری کو تلاوت سے باز رہنا چاہیئے اور اس کے اثرات فرو ہونے کے بعد تلاوت کرنی چاہیئے۔ (دیکرہ التثاؤب ص ۲۶۲ حدیقہ)

مسئلہ: اگر نماز کی حالت میں جمائی آجائے تو دائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھ لیا جائے۔ بغیر حالت قیام نماز اور خارج نماز جمائی کو بائیں ہاتھ کی پشت سے روکا جائے۔ (حوالہ کے لیے کبیری و شامی ملاحظہ ہو)

ادب ۳۶

دورانِ تلاوت گفتگو کی ممانعت!

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ إِذَا أَخَذَ فِي الْقِرَاءَةِ لَمْ يَقْطَعْهَا سَاعَةً فَسَاعَةً بِكَلَامِ الْآدَمِيِّينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت شروع کرے تو بلاضرورت دنیوی گفتگو سے

Marfat.com

اس سلسلہ تلاوت کو بار بار منقطع نہ کرے۔"

تشریح تلاوت شروع کرتے وقت عظمتِ کلام اور عظمتِ متکلم (باریتعالیٰ) تلاوت کرنے والے کے دل میں موجود ہونی چاہیئے۔ امام سیوطی تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں:

یکرہ قطع القرأۃ لمکالمۃ احدٍ قال الحلیمی لان کلام اللہ لا ینبغی ان یؤثر علیہ کلام غیرہ و ایدہ البیہقی بمانی الصحیح کان ابن عمرؓ اذا قراء القرآن لم یتکلم حتے یفرغ منہ ویکرہ ایضًا الضحک والعبث والنظر الیٰ مایلھی (اتقان ص ۱۰۹/۱ج)

ترجمہ: لوگوں سے بلاضرورت بات چیت کرنے کے لیے قرأۃ قرآن کو قطع کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ فعل ہے اور امام حلیمیؒ فرماتے ہیں، کہ مناسب نہیں کسی دوسرے شخص سے گفتگو کرنے کو کلام اللہ پر ترجیح دی جائے اور امام بیہقیؒ نے اس کی تائید میں بخاری شریف کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو فراغت سے پہلے گفتگو نہیں فرمایا کرتے تھے۔"

مسئلہ: تلاوت کے درمیان ہنسنا یا بلافائدہ کام کرنا یا غافل کر دینے والی چیزوں کی طرف دیکھنا خلاف ادب اور مکروہ ہے۔

مسئلہ: تلاوت کے درمیان اگر کسی سے دنیاوی بات چیت کرنا چاہے تو قرآن مجید کو احتراماً بند کر کے پھر آغاز گفتگو کرے اور پھر جب گفتگو ختم

Marfat.com

ہو جائے تو تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھ کر پھر تلاوت شروع کرے۔ (علامہ زرکشی نے بھی البرہان فی علوم القرآن ۱۴۶/ج۱ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ادب ۳۶

فہم و تدبّر سے قرآن پڑھنا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّسْتَعْمِلَ فِيْهِ ذِهْنَهٗ وَفَهْمَهٗ
حَتّٰى يَعْقِلَ مَا يُخَاطَبُ بِهٖ (قرطبی)

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ تلاوت کے وقت قرآن مجید کے مطالب اور معانی پہ دل و دماغ سے غور کرے اور ان کو سمجھے۔

تشریح عصر حاضر میں مسلمان من حیث القوم اور بالخصوص نوجوان قرآن حکیم سے بیگانہ ہو چکا ہے اور الحاد اور دہریت کی تعلیم کا خود شکار بن کر دوسروں کو بھی اس تعلیم کا شکار بنا رہا ہے۔ عوام ہیں کہ کتاب اللہ کی تلاوت ہدایت و عمل کے لئے نہیں بلکہ محض رسماً تبرک کے لئے کر رہے ہیں بلکہ بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

با آیاتش ترا کارے جز ایں نیست   کہ از یٰسین او آساں بمیری

قرآن اپنے نزول کی غرض و غایت تو یہ بتلاتا ہے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ
وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (ص ۳۸ : ۲۹)

Marfat.com

"اے رسول آپؐ کی طرف یہ بابرکت کتاب اس لئے نازل کی گئی ہے کہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور ارباب عقل وفراست صحیح نتائج اخذ کر کے عبرت ونصیحت حاصل کریں۔"

ایک دوسری جگہ فرمایا ہے:

افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا

(سورۃ محمد ۴۷: ۲۴)

"توکیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔"

قرآن حکیم کے سلسلہ میں خود رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ آنحضرتؐ سورۃ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک چھوٹی سورت بڑی سے بڑی سورت ہو جاتی اور بعض دفعہ ایک آیت پر ٹھہر جاتے تھے اور اس کو بار بار صبح تک پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کا تھوڑا تھوڑا پڑھنا اور غور کرنا یہ اس سے بہتر ہے کہ جلدی اور زیادہ پڑھا جاوے۔ کیونکہ پڑھنے سے مقصود سمجھنا اور غور کرنا ہے تاکہ اس پر عمل ہو سکے اس کا پڑھنا اور اس پر غور کرنا معانی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور میں سورۃ ہود پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا اے عبدالرحمٰن تم اس طرح سورۃ ہود پڑھتے ہو۔ خدا کی قسم۔ میں چھ مہینے سے اس سورۃ کو پڑھ رہی ہوں اور اب تک اس سے فارغ نہیں ہوئی۔

Marfat.com

حضرت ابوحمزہ رضؓ نے حضرت ابن عباس سے عرض کی ۔ میں تیز پڑھنے والا ہوں ۔ بعض اوقات ایک ہی شب میں ایک دو مرتبہ قرآن ختم کر دیتا ہوں ۔ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا مجھے اس طرح قرآن پڑھنے سے جو غور و فکر سے خالی ہو ایک سورۃ پڑھنا بہتر معلوم ہوتا ہے ۔ جو غور و فکر کے ساتھ ہو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے ہیں ۔ جب کوئی شخص ہم میں سے دس آیتیں سیکھ لیتا تھا تو اس سے آگے نہ پڑھتا جب تک ان کے معانی اور اُن پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتا ۔

صحابہ کرام رضؓ نے قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے اپنے حلقے قائم کئے ہوئے تھے ۔ جن میں اہل ذوق حضرات اکٹھے ہو کر قرآن مجید کا اجتماعی مطالعہ کرتے تھے ۔ اس طرح قرآنی حلقوں سے نبی علیہ السلام کو خاص دلچسپی تھی اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں خلفاء راشدین بالخصوص حضرت عمر اس قسم کے حلقوں اور قرآن کے ماہرین سے گہری دلچسپی لیتے رہے ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو قرآن مجید کے مخاطب اوّل تھے وہ قرآن مجید کو نہایت تدبّر کے ساتھ پڑھتے تھے ۔ عین العلم صہ ۶۱ میں ہے

وکان اهتمامهم بالتفقّهِ دُوْنَ اللقلقةِ حتى لم يَسْتَظْهِرْهُ اِلَّا بِضْعَةٌ بل الكثيرُ لم يحفظ الا سورة او سورتين ۔

صحابہ کرام رضؓ قرآن مجید کے معانی و مطالب اور لطائف و حقائق ، معارف سمجھنے کا اہتمام کیا کرتے تھے ۔ محض تلفظ کلمات و آیات

Marfat.com

پر اکتفار نہ فرماتے تھے ۔ اس لئے صحابہ کرام رضہ میں معدودے چند صحابی حافظ قرآن تھے اور اکثر صحابہ کو ایک یا دو سورتیں ہی یاد تھیں ۔

علامہ رشید رضا مصری اپنی تفسیر المنارہ ص ۴۹ج ۱۲ میں تلاوت قرآن بدون تدبر و تفکر کے متعلق اپنے استاد علیہ الرحمتہ سے ایک مثال نقل کرتے ہیں کہ اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کے پاس ایک مکتوب بھیجے ۔ اور مکتوب الیہ اس کو روانی اور تیزی کے ساتھ فرفر کرتا پڑھتا جائے یا ترنم و تطریب کے ساتھ پڑھے اور اس کے مطلب و مفہوم کی طرف بالکل التفات نہ کرے ۔ اور اس کے بعد مکتوب لانے والے سے یا کسی دوسرے شخص سے دریافت کرے کہ صاحب مکتوب نے کیا کہا اور وہ کیا چاہتا ہے تو کیا مکتوب بھیجنے والا مکتوب الیہ کی اس طرز و طریق سے خوش ہوگا یا اس کو اپنے حق میں استہزار قرار دے گا ۔ یہاں بھی مثال بالکل واضح ہے ۔ اگرچہ حق تعالیٰ کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ ذات پاک لیس کمثلہ شئی ہے اور یہاں بدون ارادہ تشبیہ یہ مثال پیش کی گئی ہے ۔ شیخ محمد عبدہ رح فرماتے ہیں کہ قرآن مجید سے طلب ہدایت ہر زمان و مکان میں ہر مکلف پر واجب ہے پس ہر قاری قرآن کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی تلاوت تدبر کے ساتھ کرے اور مفہوم سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے ۔ انتہی

اب قول فیصل یہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی پر غور و خوض کرنا اس کا ایک رکن رکین ہے ۔ اگر عالم ہو جب تو کیا کہنا اور اگر عالم نہ ہو تو اردو زبان میں

Marfat.com

یا کسی دوسری زبان میں اس کے صحیح تراجم سے یہ مقصد عظیم حاصل ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ طلب الکل فوت الکل کا مصداق نہ ہو۔ جتنا اور جس صورت سے ممکن ہو اس کی تلاوت کرنے سے محروم نہ رہے۔ اسی لئے حدیث میں وارد ہے کہ قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھئے یا بے سمجھے۔ مگر اس کے دریار فیض سے محروم کوئی بھی نہیں۔ جس کا راز یہ ہے کہ اس کے کلمات بھی مقصود ہیں اور ان کلمات میں جو معانی عالیہ مضمر ہیں وہ بھی مقصود ہیں اس لئے یہاں اگر سمجھنے والا جواہر مقصود سے اپنے دامن کو بھر رہا ہے۔ تو نہ سمجھنے والا بھی کلمات عالیہ کی برکات اور فیوض سے بہرہ ور ہے۔ یہاں تو یہ نشان ہے

بہارِ عالم حسنش جہاں را تازہ می دارد

برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

ایک حافظ جو معانی کا عالم نہیں رب العزت کے کلام کو پڑھ پڑھ کر اس میں مست ہے اور ایک عالم اس کے معانی عالیہ پر غور کر کے محوِ حیرت ہے محروم نہ یہ نہ وہ، محروم دراصل وہ ہے جو حیلے بہانے بنا کر اس کلام پاک کی تلاوت سے بھی محروم ہے۔ انتہیٰ۔

واقعہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

بعض معتبر کتابوں میں موجود ہے کہ امام بن حنبلؒ کو مسئلہ خلق قرآن پر قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مزید براں کلمہ حق کی پاداش میں سخت ترین جلادوں کے ہاتھوں کوڑوں کی زحمت سہنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو

Marfat.com

اس دنیا میں عالم خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ امام احمدؒ نے اللہ تعالیٰ سے اس بہترین موقعہ پر یہ امر دریافت کیا کہ آپ کا قرب کس چیز سے نصیب ہوتا ہے تو جواب ملا قرآن کی تلاوت سے۔ امام احمدؒ نے اس پر یہ استفسار کیا "بِفَهْمٍ اَوْ بِدُوْنِ فَهْمٍ" یعنی سمجھ کر پڑھنے سے یا بغیر سمجھے بھی۔ جواب ملا میرا قرب دونوں حالتوں میں نصیب ہوگا۔ کیونکہ کتاب تو میری ہی پڑھ رہا ہے۔

ادب ۳۸

آیات رحمت پر دعا رحمت اور آیات عذاب پر استغفار

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّقِفَ عَلٰى اٰيَةِ الْوَعْدِ فَيَرْغَبَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْاَلَهٗ مِنْ فَضْلِهٖ وَاَنْ يَّقِفَ عَلٰى اٰيَةِ الْوَعِيْدِ فَيَسْتَجِيْرَ بِاللّٰهِ مِنْهُ (قرطبی)

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے اگر تلاوت کے وقت وہ آیت پڑھے جس میں رحمت کا ذکر اور مغفرت کا وعدہ ہو تو اس آیت پر ٹھہر جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے رحمت و فضل و کرم کی دعا مانگے اور اسی طرح اگر وہ آیت پڑھے۔ جس میں عذاب کا ذکر ہو تو اس آیت پر ٹھہر جائے اور عذاب الٰہی سے پناہ طلب کرے۔

تشریح عین العلم صد ۸۵ میں ہے۔

وَيَسْئَلُ اَمْرًا مَرْجُوًّا مَرَّ عَلَيْهِ وَيَتَعَوَّذُ عَن

Marfat.com

مخوف ویوافق ذکراً او دعاءً فالکل ماءثور

اور تلاوت کنندہ سوال کرے اس امر کا جس کی امید رکھتا ہو۔ اگر اس آیت پر گذرے (مثلاً رحمت خداوندی اور حصول جنت ولقاء مولیٰ اور سلامتی ایمان وغیرہ) اور پناہ چاہیے امر خوفناک سے (مثلاً عذاب جہنم یا غرق وحرق وعذاب خداوندی وغیرہ سے) اور موافقت کرے ذکر اور دعا کی (یعنی جب آیت ادعونی استجب لکم پڑھے تو دعا مانگے) اور یہ تمام مروی وماثور ہیں۔

غرضیکہ قرآن کی آیتوں میں جس قسم کا تذکرہ ہو اسی قسم کا عرفان حاصل کرنا چاہیئے مثلاً جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات یا افعال کا تذکرہ فرمایا ہے۔ وہاں سے خدا تعالیٰ کی عظمت وجلال کی معرفت حاصل کرنی چاہیئے اور جہاں کافروں کی ہلاکت وتباہی، بربادی کا ذکر آئے۔ اللہ تعالیٰ کی قہاری وجباری کا استحضار ہونا چاہیئے۔ جہاں رحمت کا ذکر ہو تو وہاں سلامتی ایمان اور جنت کی دعا کی جائے۔ اور جہاں عذاب کا ذکر ہو تو وہاں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے۔

اور مفصل بیان البرہان فی علوم القرآن ص ۴۸۵/۱۲ میں ملاحظہ فرمایا جائے۔

ادب ۳۹

قرآنی مثالوں سے عبرت پکڑنا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يَّقِفَ عَلٰى اَمْثَالِهَا فَيَمْتَثِلَهَا

(قرطبی)

Marfat.com

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ بوقت تلاوت امثال قرآنی پر ٹھہرے اور عبرت حاصل کرے۔

قرآنی مباحث میں امثال کی جو اہمیت و افادیت ہے وہ اہل علم سے مخفی اور پنہاں نہیں ہے۔ تمثیل کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ کسی غیر واضح اور غیر محسوس حقیقت کو مخاطب کے فہم سے قریب تر لانے کے لئے کسی ایسی چیز سے تشبیہہ دی جائے جو واضح اور محسوس ہو۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھیئے کہ جو چیز عام نگاہوں سے غائب اوجھل اور پوشیدہ ہوتی ہے۔ تمثیل کے ذریعہ گویا اس کا مشاہدہ کرا دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں یہ طرز بیان بڑی کثرت سے اختیار کیا گیا ہے کیونکہ قرآن جن حقائق سے آگاہ کرنا چاہتا ہے وہ قریب قریب سب کے سب غیر مرئی اور غیر محسوس ہیں۔ مثال کی غرض ہی یہ ہے کہ وہ مسئلہ کو ذہن کے سامنے زیادہ کھول کر اور زیادہ وضاحت و صراحت کے ساتھ لے آئے چنانچہ قرآن مجید میں متعدد مواقع اور مواضع پر اسی حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے۔

چند ارشاداتِ باری تعالیٰ ملاحظہ ہوں۔

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

(سورہ ابراہیم آیت ۲۵)

"اور اللہ لوگوں کے لئے تمثیلات اس لئے بیان کرتا ہے تا کہ وہ خوب سمجھ لیں"

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ

(الروم آیت ۵۸)

Marfat.com

"اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کے مضمون بیان کیے"

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

(الحشرات ۲۱)

"اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں"

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ (عنکبوت آیت ۴۳)

"اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں بس علم والے ہی سمجھتے ہیں"

قرآن مجید کی تمثیلات کا مضمون بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان میں غور و خوض کرنا مطالب قرآنی کو سمجھنے کے لئے نہایت ضروری اور لازمی امر ہے۔

علامہ زرکشی نے البرہان فی علوم القرآن جلد اوّل ص۴۸۶ پر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے۔

وَقَدْ رَوَى البيهقي عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله تعالىٰ عنه اَنَّ رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلّم قَالَ اِنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ حلال وحرام و محكم ومتشابه وامثال فَاعْمَلُوْا بِالْحَلَالِ وَاجْتَنِبُوْا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوْا المحكمَ وَآمِنُوْا بِالمتشابهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ۔

"امام بیہقی رح نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید میں پانچ چیزیں نازل ہوئی ہیں۔ حلال و حرام محکم و متشابہ اور امثال پس حلال پر عمل کرو۔ اور حرام سے بچو محکم کا اتباع کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔"

ادب ۱۰۹

آیاتِ قرآنی کے اسرار و معارف پر غور کرنا

وَمِنْ حُرْمَتِہٖ اَنْ یَّلْتَمِسَ غَرَآئِبَہٗ (قرطبی)

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آدابِ عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے غرائب کو تلاش کرے۔

تشریح حدیث شریف میں ہے۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَالْتَمِسُوْا غَرَآئِبَہٗ۔

قرآن پڑھو اور اس کے عجائب کی تلاش میں رہو۔

اور غرائب کا ترجمہ حضرت قطب العالم مولانا گنگوہی قدس سرہٗ العزیز نے فتاویٰ رشیدیہ صلاہ ۱۲۹ حصہ سوم میں یوں کیا ہے کہ غریب سے مراد یہ ہے کہ جس کے معنی ظاہر ہوں مگر [illegible] (۲)

(۲) قرآن مجید خدا تعالیٰ کا عظیم الشان کلام ہے اور گوناگوں علوم اور حکم اور اسرار و معارف اور دقائق و غوامض اور حقائق سے بھرا ہوا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

ان للقرآن ظہراً و بطناً

Marfat.com

قرآن مجید کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن

یعنی ایک ظاہری معنے ہیں جن کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اور ایک باطنی معنیٰ مراد ہیں جن کو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اگر علم چاہتے ہو تو قرآن مجید کے معانی میں غور و فکر کرو کیونکہ قرآن میں اولین و آخرین کے علوم بھرے ہوئے ہیں۔ (احیار العلوم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ کا بوجھ تیار کر دوں۔ (احیار العلوم)

حضرت ابی الدرداءؓ سے مروی ہے کہ آدمی فقیہہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن مجید کی کئی تاویلات کو نہ جانتا ہو۔ اور بعض علمار نے لکھا ہے

لکل آیۃ ستون الف فہم

قرآن مجید کی ہر آیت کیلئے ساٹھ ہزار معانی ہیں

(احیار العلوم)

اس میں شک نہیں کہ قرآن آسان ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کے سمجھنے کے لئے اصول و قواعد اور شرائط و آداب کی ضرورت نہیں بلکہ اس عظیم الشان کتاب جو علوم و معارف کا بحر ذخار ہے کے سمجھنے اور دُرر و لآلی حاصل کرنے کے لیے کچھ اصول اور شرائط ہیں۔ جن کو حاصل کرنے کے بعد ہی ایک شخص قرآن میں غور و فکر اور تامل و تدبر کرنے کا اہل ہو سکتا ہے یہ ایسا آسان نہیں کہ ہر شخص خواہ اہل ہو یا نہ اس پر طبع آزمائی کرنے لگ جائے۔

شرائط مترجم و مفسر ملاحظہ ہوں (بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۳۹۵ ج ۳)

Marfat.com

اہل فن نے تفسیر کے لئے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتلائی ہے۔ جن کے بغیر بطن قرآن تک رسائی ہر شخص کے لئے ممکن نہیں۔

الاول اللغة قال مجاهد لا يحل لاحدٍ يومن بالله واليوم الاخر ان يتكلم فى كتاب الله اذا لم يكن عالماً بلغات القرآن ولا يكتفى باليسير۔

(اول) لغت جس سے کلام پاک کے مفرد الفاظ کے معنی معلوم ہو جاویں۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو جائز نہیں کہ بدوں معرفت لغاتِ عرب کے کلام پاک میں کچھ لب کشائی کرے اور چند لغات کا معلوم ہو جانا کافی نہیں (اس لئے کہ بسا اوقات ایک لفظ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے۔ اور وہ ان میں سے ایک دو معنے جانتا ہے اور فی الواقع اس جگہ کوئی اور معنے مراد ہوتے ہیں)

ف۔ علامہ بیہقی شعب الایمان میں حضرت امام مالک کے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے اگر میرے پاس ایسا شخص لایا جائے جو عربی زبان نہیں جانتا اور اس کے باوجود وہ قرآن کی تفسیر کرتا ہے تو میں اس کو سزا دونگا۔ (اتقان) صـ ۱۷۹ / ج ۲)

الثانی النحو لان المعنیٰ یتغیر باختلاف الاعراب۔

(دوسرا) دوسرا نحو کا جاننا ضروری ہے اس لئے کہ اعراب کے تغیر و تبدل سے معنے بالکل بدل جاتے ہیں اور اعراب کی معرفت علم نحو پر موقوف ہے۔

ف۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ حضرت حسنؒ نے فرمایا بسا اوقات آدمی عربیت

Marfat.com

سے واقف ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی آیت پڑھتا ہے تو علم نحو سے عدم واقفیت کی بنا پر اس طرح پڑھ دیتا ہے کہ اس کے لئے باعث ہلاکت بن جاتی ہے۔ (اتقان ۱۸۱/۲)

الثالث الصرف لِاَنَّ فِیْہِ مَعْرِفَۃَ الْاَبْنِیَۃِ وَالصِیَغِ

(تیسرا) علم صرف کا جاننا ضروری ہے اس لئے کہ اسی سے بنا اور صیغے معلوم ہوتے ہیں۔

ف۔ یہ بھی بجائے خود بڑا مہتم بالشان علم ہے ابن فارس رح فرماتے ہیں مَنْ فَاتَہٗ علمہ فاتہ المُعْظَمُ۔ جس شخص نے صَرف کا علم حاصل نہ کیا اس نے علم کا بڑا حصہ کھو دیا۔ اور بنا اور صیغوں کے اختلاف سے معانی بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ علامہ زمخشری اعجوبات تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کلام پاک کی ایک آیت (یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ (ترجمہ) جس دن کہ پکاریں گے ہم ہر شخص کو اس کے مقتدار اور پیشوا کے ساتھ) اس کی تفسیر علم صرف کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کی کہ جس دن پکاریں گے ہر شخص کو ان کی ماؤں کے ساتھ۔ امام کا لفظ جو مفرد تھا اس کو اُم کی جمع سمجھ گیا اگر وہ علم صرف سے واقف ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اُم کی جمع امام نہیں آتی۔

الرابع الاشتقاق لِاَنَّ الْاِسْمَ اِذَا اشْتُقَّ مِنْ مَادَّتَیْنِ مُخْتَلِفَیْنِ اخْتَلَفَ الْمَعْنٰی بِاخْتِلَافِہِمَا کَالْمَسِیْحِ ھَلْ ھُوَ مِنَ السِّیَاحَۃِ اَوِ الْمَسْحِ۔

Marfat.com

(چوتھا) علم اشتیاق کا جاننا ضروری ہے اس لئے کہ جب لفظ دو مختلف مادوں سے مشتق ہو تو اس کے معنے مختلف ہوں گے۔ جیسا کہ لفظ مسیح۔ کہ اس کا اشتقاق مسح سے بھی ہے جس کے معنے چھونے اور تر ہاتھ کسی چیز پہ پھیرنے کے ہیں اور مساحت سے بھی جس کے معنے پیمائش کے ہیں (اور دونوں کا فرق ظاہر ہے)

الخامس: المعانی

(پانچواں) علم معانی کا جاننا ضروری ہے۔

ف۔ اس علم معانی سے کلام کی ترکیب کی خاصیتیں باعتبار معنے کے معلوم ہوتی ہیں کیونکہ بعض دفعہ کلام میں ظہور ہوتا ہے۔ اور کہیں پوشیدگی ہوتی ہے اور کہیں تشبیہات و کنایات ہوتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پہ واقفیت علم معانی حاصل ہونے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ (اتقان صـ $\frac{181}{2ج}$)

السادس: البیان

(چھٹا) علم بیان کا جاننا ضروری ہے۔

ف: اس سے کلام کے معانی کا وضاحت اور پوشیدگی کے اعتبار سے پتہ چلتا ہے کہ کہاں پہ کلام کس معنے کو وضاحت کے ساتھ بتا رہا ہے اور کہاں پہ معنے میں خفا پایا جاتا ہے۔

السابع: البدیع

(ساتواں) علم بدیع کا جاننا ضروری ہے۔

ف۔ اس سے علم کلام کی خوبیاں تعبیر کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں اور کلام کے حسن کا پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

آخر الذکر تینوں علم (معانی، بیان، بدیع) علوم بلاغت کہلاتے ہیں ۔ جو ایک مفسر کے لئے قرآن کی تفسیر کے سلسلہ میں رکن اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کی رعایت کرنا ازبس ضروری ہے ۔ اس لئے کہ کلام پاک جو سراسر اعجاز ہے ان علوم سے ہی اس کا اعجاز معلوم ہوتا ہے ۔

امام ابو بکر الباقلانی رح فرماتے ہیں جو شخص اس گمان میں ہے کہ بلاغت کی مشق کئے بغیر قرآن کی بلاغت کو سمجھ لے گا۔ وہ جھوٹا اور باطل گو ہے ۔

(اتقان)

اور علامہ سکاکی فرماتے ہیں اس شخص کے لئے (پوری) تباہی اور بربادی ہو جو قرآن کی تفسیر کے درپے ہو اور علم معانی اور علم بیان سے ناواقف ہو ۔

(بریقہ محمودیہ $\frac{۲۹۵}{۲}$)

الثامن : علم القرآۃ اذبہ یترجح بعض الوجوہ المحتملۃ علیٰ بعض ۔

(آٹھواں) علم قرأت کا جاننا بھی ضروری ہے اس لئے کہ بعض قرأت کو بعض پر معنے کی عمدگی کی وجہ سے ترجیح معلوم ہوتی ہے

ف ۔ اس علم سے قرآن پڑھنے کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور قرأت کے مختلف ہو جانے سے معنی بھی بدل جاتے ہیں ۔ اور علم قرأت سے واقفیت ضروری ہے ۔ بسا اوقات ایک قرأت دوسری قرأت کے لئے مفسر ہوتی ہے ۔ ایک قرأت مطلق ہوتی ہے دوسری قرأت میں قید مذکور ہوتی ہے ۔ تاکہ مطلق کو قید پر اور عام کو خاص پر محمول کر سکے ۔

Marfat.com

التاسع : اصول الدین اذ فی القرآن مالا یجوز ظاهرہ فی حقہ تعالیٰ فیحتاج الی التاویل

(نواں) نویں علم عقائد کا جاننا بھی ضروری ہے اس لئے کہ کلام پاک میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جنکے ظاہری معنے کا اطلاق حق سبحانہ وتعالیٰ پر صحیح نہیں اسلیئے ان میں کسی تاویل کی ضرورت پڑے گی۔ (جیسے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم (لفظی ترجمہ) "اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر")

ف۔ قواعد شریعت اور اصول دین اور اصطلاحات شرعیہ سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ اصطلاحات کا محض لفظی اور لغوی ترجمہ کر دینے سے متکلم کی مراد بدل جاتی ہے۔ جو شخص اقلیدس کے اصول موضوعہ اور علم متعارفہ سے واقف نہ ہو وہ اقلیدس کی شرح کیا لکھے گا۔ ایسا شخص شکل حماری اور شکل عروسی کا ترجمہ گدھے والی شکل اور دلہن والی شکل کریگا اور لغت کی کتابوں کا ایک انبار سامنے لگا دیگا کہ لغت میں حمار کے معنے گدھے کے ہیں اور عروس کے معنے دلہن کے ہیں۔ لہذا مترجم ومفسر کے لئے اصولِ دین اور اصطلاحات شرعیہ سے بخوبی واقف ہونا ضروری ہے۔

العاشر : اصول الفقہ اِذْ بِہٖ یُعْرَفُ وَجْہُ اِسْتِنْبَاطِ الْاَحْکَامِ

(دسواں) اصول فقہ کا معلوم ہونا ضروری ہے کہ جس سے وجوہ استدلال و استنباط معلوم ہوسکیں۔

ف۔ اس علم سے مسائل واحکام کے استنباط اور ان کے استدلال کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

الحادی عشر اسباب النزول اذ لا یطلع علی حقیقۃ المعنی الا بہا

(گیارہواں) اسباب نزول کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ شان نزول سے آیت کے معنے زیادہ واضح ہونگے اور بسا اوقات اصل معنے کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے جو کہ شان نزول پر موقوف ہوتا ہے۔

ف۔ اسباب نزول سے واقفیت ضروری ہے کہ یہ آیت کس بارہ میں اور کس موقعہ پر نازل ہوئی۔ موقعہ اور محل کے معلوم ہونے سے مراد واضح ہوتی ہے۔ اور آیت کے محل نزول و موقعہ کا علم بدون احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ ناممکن اور محال ہے۔ اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آیت کس محل اور کس موقعہ پر اور کس شخص کے حق میں نازل ہوئی تو سوائے صحابہ کرام کے اور کوئی ذریعہ اس کے معلوم کرنے کا نہیں اور ظاہر ہے جس شخص کو کلام کا موقع اور محل معلوم نہ ہو تو اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بھی لامحالہ بے موقعہ اور بے محل ہوگی۔

الثانی عشر: الناسخ والمنسوخ لیعلم المحکم من غیرہ

(بارہواں) ناسخ اور منسوخ کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ منسوخ شدہ احکام معمول بہا سے ممتاز ہو سکیں۔

ف۔ ناسخ اور منسوخ سے واقفیت ضروری ہے کہ یہ حکم فلاں زمانہ میں تھا اور بعد میں منسوخ ہو گیا۔ جس حاکم یا وکیل کو یہ علم نہ ہو کہ حکومت کے فلاں فلاں احکام منسوخ ہو چکے ہیں اور اس کے بعد کے یہ احکام ہیں تو وہ حاکم صحیح فیصلہ اور وہ وکیل صحیح بحث نہیں کر سکتا۔ جس حاکم کو حکومت

Marfat.com

وقت کے سابق اور جدید احکام کا علم نہ ہو وہ معزول کرنے کے قابل ہے۔

الثالث عشر الفقہ

(تیرہواں) علم فقہ کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ جزئیات کے احاطہ سے کلیات پہچانے جاتے ہیں۔

الرابع عشر الاحادیث المُبَیِّنَۃ لتفسیر المجمل والمبہم

(چودھواں) ان احادیث کا جاننا ضروری ہے جو قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر واقع ہوئی ہیں۔

ف۔ احادیث کا جاننا بھی ضروری ہے اس لئے کہ احادیث درحقیقت قرآن کی وضاحت اور تفسیر کرتی ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں

ان السنۃ تُفَسِّرُ الکتاب وتُبَیِّنُہٗ

احادیث کتاب اللہ کی توضیح وتفسیر کرتی ہیں۔

امام مکحولؒ فرماتے ہیں

القرآن احوج الی السنۃ من السنۃ الی القرآن

قرآن کو حدیث کی زیادہ ضرورت ہے بہ نسبت اس کے کہ حدیث کو قرآن کی ضرورت ہو۔

الخامس عشر علم الموھبۃ وعلم یورثہ اللہ لمن عمل بما علم کما اشیر فی حدیث من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم فھذہ ھی العلوم التی لا یمکن تعاطی

Marfat.com

التفسير بدون واحد منها ومن فسر كان مفسرا بالرأی المنهی عنه

(پندرہواں) وہ علم وہبی جو حق سبحانہ وتعالیٰ کا عطیہ خاص ہے جو اپنے مخصوص بندوں کو عطا فرماتا ہے جس کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ ہے جب بندہ اس چیز پر عمل کرتا ہے جس کو جانتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جن کو وہ نہیں جانتا۔

یہ علوم جو بیان کئے گئے ہیں مفسر کے لئے بطور آلہ کے ہیں اگر کوئی شخص ان علوم کی واقفیت کے بغیر تفسیر کرے تو وہ تفسیر بالرائے میں داخل ہے جس کی ممانعت آئی ہے اور اس کی تفصیل عنقریب آپ کے سامنے آرہی ہے۔

ف۔ صحابہ کرام رضؓ کو علوم عربیہ طبعاً حاصل تھے اور بقیہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مستفاد تھے۔ علامہ سیوطی رحؒ فرماتے ہیں کہ شاید تجھے خیال ہو کہ علم وہبی کا حاصل کرنا بندہ کی قدرت سے باہر ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں بلکہ اس کے حاصل کرنے کے طریقہ ان اسباب کو حاصل کرنا ہے۔ جس پر حق تعالیٰ شانہٗ اس کو مرتب فرماتے ہیں مثلاً علم پر عمل اور دنیا سے بے رغبتی وغیرہ وغیرہ۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ قرآن شریعت کی تفسیر تین شخصوں پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اول[۱] وہ علوم عربیہ سے ناواقف ہو۔ دوسرا[۲] وہ شخص جو کسی کبیرہ گناہ پر مُصر ہو یا بدعتی ہو کہ اس گناہ اور بدعت کی وجہ سے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معرفت قرآن سے قاصر رہتا ہے۔ تیسرا[۳] وہ شخص

Marfat.com

جو کسی اعتقادی مسئلہ میں ظاہر کا قائل ہو اور کلام اللہ کی جو عبارت اس کے اعتقاد کے خلاف ہو۔ اس سے طبیعت اُچٹتی ہو اس شخص کو بھی فہم قرآن سے حصہ نہیں ملتا (یعنی فہم قرآن جیسی عظیم نعمت سے محروم رہتا ہے) یہ اب کس قدر ظلم ہے کہ لوگ قرآن مجید میں قدیم وجدید فلسفہ کے مباحث۔ ہیئت کے مسائل۔ سائنس کے کرشموں اور تاریخ و جغرافیہ کے نکات کی تلاش و جستجو کرتے ہیں اور اسی اعتبار سے قرآن کی صداقت، اور اسی معیار سے اس کی عظمت کو جانچنا چاہتے ہیں۔ ہم کو اس سلسلہ کے ضمنی فوائد سے انکار نہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ چیزیں قرآن کا موضوع نہیں ہیں۔ اس کا مقام تو اُن سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے۔ بلاشبہ قرآن مجید نے کائنات اور اس کے حوادث سے تعرض کیا ہے مگر اس کی نوعیت کیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رح فرماتے ہیں

قرآن مجید علومِ طبیعہ کا بھی ذکر فرماتا ہے لیکن فلسفی اور صاحب قرآن کے نقطہ نظر میں فرق ہے۔ مثلاً ایک طبیب جانوروں کو دیکھتا ہے تو ان کے خواص پر غور کرتا ہے۔ اور صاحبِ دولت جب جانوروں کو دیکھتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ ان میں سواری کے لائق کون ہے اور باربرداری کے قابل کون؟ اسی طرح صاحبِ قرآن بھی کائنات سے تعرض کرتا ہے۔ مگر اس کا مقصود خدا کی قدرت اور اس کے علم و حکمت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہوتا۔

(سطعات ص ۱۱/۱۲)

Marfat.com

ادب ۱۷

بوقت تلاوت ترسیل و ترتیل کو ملحوظ رکھنا

ومن حرمته ان یقرأه علی ترسیل و ترتیل (قرطبی)

ترجمہ - اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کو ترسیل (آہستہ آہستہ درستی کے ساتھ) اور ترتیل کے ساتھ پڑھے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔

اور قرآن خوب صاف صاف پڑھیئے۔

تشریح ترتیل: قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر عمدہ طریقے سے پڑھنا۔ یعنی ایک ایک حرف نمایاں کر کے اس طرح پڑھے کہ سامعین کو صاف سنائی دے اور سمجھ میں آجائے۔ یہی معنے ابوبکر جصاص رازی احکام القرآن ج۳ میں حضرت ابن عباس رضؓ و حضرت طاؤس رحؒ سے نقل فرماتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تلاوت قرآن کے وقت ترتیل کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے متعلق فرماتی ہیں کہ آپ بڑی وضاحت کے ساتھ ایک ایک حرف کو نمایاں کر کے پڑھتے تھے (ابو داؤد)

اور حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرأت کشش صوت کے ساتھ ہوتی تھی پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر

Marfat.com

سنایا اور اللہ اور الرحمٰن اور الرحیم سب کو مد کے ساتھ پڑھا۔ (بخاری)

قرآن کے الفاظ کو عجلت کے ساتھ ادا کرنے کو علماء نے بالاتفاق مکروہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ترتیل کے ساتھ ایک پارہ کی تلاوت اتنے ہی وقت میں تیزی کے ساتھ بغیر ترتیل کے دو پارے پڑھ لینے سے بدرجہا افضل ہے۔

(الاتقان ج۱ ۱۰۶ البرہان للزرکشی ج۱ ۴۶۷)

ترتیل کے مستحب ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس طرح پڑھنے سے مطالب قرآن کے فہم وتدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور ذوق وشوق بڑھتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایسے لوگوں کے متعلق جو بہت تیزی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں فرماتے ہیں بیشک بہت سے لوگ ایسے ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ کاش کہ قرآن دل میں اترتا اور اس میں جم جاتا تو فائدہ بھی ہوتا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں سورۃ انا انزلناہ اور القارعۃ یعنی چھوٹی سورتیں سوچ کر تلاوت کر دل تو اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ سورۃ بقرہ وسورۃ آل عمران جیسی بڑی بڑی سورتوں کو فرفر کر کے پڑھ جاؤں۔

پس قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اس ادب کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہئیے۔

اور حضرت عبداللہؓ بن عمرو ابن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز صاحب قرآن سے کہا جائیگا قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر اس طرح پڑھو جس

Marfat.com

طرح تم دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ تمہارا درجہ وہی ہوگا جہاں آیت ختم کرو گے۔
(ترمذی)

اور عین العلم ص۵۵ میں ہے۔

ویرتّل لتوقف التدبر علیہ وکونہ اقرب الی التعظیم والتاثیر وھو المروی۔

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر عمدہ طریقہ سے پڑھو کیونکہ فہم معانی اسی پر موقوف ہے۔ اور تعظیم قرآن اور اس کی جلالت شان اور نیز دل پر تاثیر کرنے میں یہ طریقہ زیادہ قریب ہے اور ترتیل کے ہی ساتھ قرآن مجید پڑھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ اور تابعین رحؒ سے مروی ہے۔

ادب ۴۲

مخارج حروف کا لحاظ رکھنا

وَمِنْ حُرْمَتِہٖ اَنْ یُّؤَدِّیَ لِکُلِّ حَرْفٍ حَقَّہٗ مِنَ الْاَدَاءِ حَتّٰی یَبْرُزَ الْکَلَامُ بِاللَّفْظِ تَمَامًا فَاِنَّ لَہٗ بِکُلِّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ (قرطبی)

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آدابِ عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر حرف کے حق ادا کو ملحوظ رکھ کر ادا کرے۔ یہاں تک کہ کلام پورے الفاظ کے ساتھ نکلے اس لئے کہ قاری کے لئے ہر حرف

Marfat.com

کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔

تشریح حضرت ام سلمہؓ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی کیفیت بیان فرماتی ہیں کہ آپ کی قرأت نہایت واضح ہوتی تھی ایک ایک حرف الگ ہوتا تھا۔

(ترمذی فضائل القرآن جلد دوم)

ادب ۴۳

طریقہ قرأت پر اظہارِ اختلاف کی ممانعت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا يُمَارِیْ وَلَا يُجَادِلَ فِيْهِ فِی الْقِرَاءٰتِ وَلَا يَقُوْلَ لِصَاحِبِهٖ لَيْسَ هٰكَذَا هُوَ وَلَعَلَّهٗ اَنْ تَكُوْنَ تِلْكَ الْقِرَاءَةُ صَحِيْحَةً جَائِزَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَيَكُوْنُ قَدْ جَحَدَ كِتَابَ اللّٰهِ (قرطبی)

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آدابِ عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید میں قرأت کے بارے میں کسی سے مباحثہ و منازعہ نہ کرے (جس سے مقصود فریق ثانی پر غالب آنا یا اس کو شرمندہ کرنا ہو) اور نہ ہی اپنے ساتھی سے یوں کہے یہ قرأت اس طرح سے نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ یہ قرأت بھی قرآن میں صحیح اور درست ہو اور اس صحیح اور درست قرأت کے انکار سے گویا پورے قرآن مجید کا انکار لازم آجائے گا۔

Marfat.com

تشریح قرأت کا اختلاف تنوع اور تغایر کی قسم سے ہوتا ہے۔ تضاد اور تناقض کے قبیل سے نہیں ہوتا یعنی قرارت کے اختلاف سے طرح طرح کے عجیب وغریب معنیٰ پیدا ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل الگ ہوتے ہیں مگر ان کے معانی میں ضدیت اور مخالفت نہیں ہوئی کیونکہ کتاب اللہ میں ایسا ہونا محال ہے۔ جو قرارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہوجائے اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ ہر قرارت اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ دو قرارتوں میں تعارض ومخالفت کا گمان کرکے ایک پر تو عمل کرے اور دوسری قرارت کو نظر انداز کردے۔ حضرت ابی بن کعب رضؓ فرماتے ہیں کہ مسجد میں ایک شخص نے آکر سورہ نحل کی تلاوت کی جو میری قرارت سے خلاف تھی۔ ایک تیسرا شخص آیا اس نے ہم دونوں کے خلاف قرارت کی میں دونوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا آپ نے قرارت سن کر ایک کے لئے فرمایا اَحْسَنْتَ تونے اچھی طرح پڑھی۔ دوسرے سے سن کر ارشاد فرمایا اَصَبْتَ تونے بھی ٹھیک تلاوت کی پھر مجھ سے سن کر فرمایا ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ یہ سورت اسی طرح نازل کی گئی ہے۔

Marfat.com

ادب ۴۳

ترنم وخوش الحانی سے پڑھنا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا يُقْرَأَهٗ بِاَلْحَانِ الْغِنَا كَلُحُوْنِ اَهْلِ الْفِسْقِ وَلَا بِتَرْجِيْعِ النَّصَارٰی وَلَا نَوْحِ الرَّهْبَانِيَّةِ فَاِنَّ ذَالِكَ كُلَّهٗ زَيْغٌ" (قرطبی)

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید راگ اور گانے کی طرز پر مثل لحن اہل فسق نہ پڑھا جائے اور نہ ہی نصاریٰ کی طرز ترجیع پر اور نہ ہی راہبوں کے نوحہ کی طرز پر اس لئے کہ یہ سب طریقے خلاف حق اور باطل ہیں۔

تشریح قرآن مجید ایک موثر کلام ہے اگر اس کے ساتھ خوش الحانی اور حسن ترنم بھی ہو تو سونے پر سہاگہ ہے اور سامعین کی توجہات اس کی طرف اور زیادہ منعطف ہوتی ہیں۔ تفسیر اتقان میں ہے۔

وَيُسَنُّ تَحْسِيْنُ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

خوش آوازی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا مسنون ہے۔

متعدد احادیث میں اس کی ترغیب آئی ہے۔

۱۔ زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ

قرآن مجید کو اپنی اچھی آواز سے مزین کرو۔

۲۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے قرآن مجید کو اپنی آوازوں سے اچھا کرو

Marfat.com

اس واسطے کہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید پڑھنے والے کی طرف اس شخص سے کہیں زیادہ کان لگاتا ہے جو اپنی گانے والی لونڈی کا گانا سن رہا ہو۔

مسئلہ: امام نووی رحؒ فرماتے ہیں خوش آواز قاری سے قرآن مجید سنانے کی درخواست کرنا اور اس کو توجہ اور شوق سے سننا مستحب ہے۔

(اتقان ص ۱۰۷ ج ۱)

مسئلہ: قراء حضرات کا مجلس قرأت منعقد کرنا اور باری باری ایک دوسرے کو سنانا امر مشروع ہے۔ (اتقان ص ۱۰۷ ج ۱)

مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ تلاوت میں خوش الحانی اور ترنم یعنی تحسین صوت سے مراد یہاں شاعروں اور گویوں کی طرح آوازیں بنا بنا کر گانا مراد نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید کو گانے کی آواز میں موسیقی کے قواعد کے مطابق پڑھنا شریعت میں گناہ قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ جس ملک میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ اسی ملک کے لب و لہجہ میں پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ جہاں وہ اپنے کلمات اور رسم الخط کے ساتھ محفوظ ہے۔ وہاں اس کے پڑھنے کا طریق بھی محفوظ ہے۔

اور مجالس الابرار میں امام ابن جوزی رحؒ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں بیشک امت کا جس طرح قرآن کے معانی سمجھنا اور اس کے حدود قائم رکھنا عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کا صحیح پڑھنا اور حروف کو اس طریقہ سے ٹھیک ادا کرنا عبادت ہے۔ جو قرأت کے ائمہ سے منقول اور آنحضرت

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ بہ سلسلہ متصل ہے۔ (مجلس ۴۶)

قرآن مجید کو گانے کی طرز پر پڑھنے کی ممانعت

ترمذی شریف میں حضرت حذیفہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کو عرب کی آواز میں پڑھو۔ عشق بازوں اور یہود و نصاریٰ کی آواز میں مت پڑھو۔ عنقریب ایک قوم آنے والی ہے جو گانے اور نوحہ کرنے والوں کی طرح قرآن مجید کو بنا بنا کر پڑھے گی۔ وہ تلاوت ان کے لئے ذرا بھی نافع نہ ہوگی۔ خود بھی وہ لوگ فتنہ میں پڑیں گے اور جن کو وہ پڑھنا اچھا معلوم ہوگا ان کو بھی فتنہ میں ڈالیں گے۔

لحن کے معانی

لحن کے لغت عرب میں کئی معنے آتے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کو خلاف تجوید پڑھنا۔ غلط پڑھنا۔ بے قاعدہ پڑھنا۔ یہ لحن دو قسم کا ہے۔ لحن ۱ جلی، لحن ۲ خفی (تفصیل کتب تجوید میں ملاحظہ کی جائے)

۲۔ لحن کبھی بمعنے تغنی (گانا) کے آتا ہے۔

۳۔ لحن سے کبھی صرف خوش آوازی بلا تغیر لفظ مراد ہوتی ہے۔

(بریقہ محمودیہ صـ ۲۱۶/ج ۳ ومجالس الابرار مجلس ۴۶)

Marfat.com

لحن اہل عرب سے مراد

والمراد بلحون العرب اصواتهم الطبعية التى هى مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم و ادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفى وغير ذالك مما هو لازم فى كلامهم الذى هو سليقة لهم لا يحسنون غيرها۔ (بریقہ محمودیہ شرح ۲۱۶/۳۶)

ترجمہ۔ عرب کے لہجے سے ان کی طبعی آوازیں مراد ہیں یعنی حرف ممدود کا دراز کرنا اور حرف مقصور کا قصر کرنا اور ہلکے کا ہلکا پڑھنا اور پر کا پُر پڑھنا اور قابل ادغام میں ادغام کرنا اور قابل اظہار کا اظہار کرنا اور قابل اخفاء کا اخفا کرنا اور اس کے علاوہ جو جو امور ان کے کلام کو لازم ہیں اور جو ان کا طریقہ ہے کہ اس کے غیر کو اچھا نہیں سمجھتے۔

لحن اہل فسق سے مراد

والمراد من لحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه

Marfat.com

کبیرۃ فنائل (بریقہ محمودیہ ۲۱۷/ ج ۳)

ترجمہ۔ اور فاسقوں کے لحن سے وہ نغمات مراد ہیں جو قواعد موسیقی سے مستفاد ہیں اس لئے کہ جو شخص یہ کرتا ہے چونکہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس لئے فاسق ہے۔

امام برکلی رح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔

اَقبَحُ التَّغَنِّیِ مَا کَانَ فِی القُراٰنِ وَالذِّکرِ وَالدُّعَاءِ

(طریقہ محمدیہ ص ۲۲۵/ ج ۲)

بدترین نغمہ سرائی وہ ہے جو تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی اور دعا میں ہو

امام موصوف برکلی رح فرماتے ہیں۔

وَقَالَ الاِمَامُ البَزَّازِی قِرأَۃُ القُراٰنِ بِالاَلحَانِ مَعصِیَۃٌ وَالتَّالِی وَالسَّامِعُ اٰثِمَانِ وَکَذَا فِی مجمع الفتاوی وَ قَالَ البَزَّازِی اَللَّحنُ فِیہِ حَرَامٌ بِلَا خِلَافٍ۔

امام بزازی نے فرمایا کہ قرآن مجید کو لحن (نغمہ) کے ساتھ پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہیں اور اسی طرح مجمع الفتاوی میں ہے اور امام بزازی نے فرمایا کہ قرآن مجید میں تلحین (نغمہ سرائی) حرام ہے۔ (طریقہ محمدیہ ص ۱۴۵/ ج ۲)

اس کے بعد امام برکلی نے مولف فتاوی تاتارخانیہ اور امام تورپشتی رح اور امام نووی اور امام ماوردی مصنف کتاب الحاوی اور امام زیلعی شارح کنز کی عبارات نقل فرمائی ہیں جو خوف طوالت درج نہیں کی جاتی ہیں۔ ان فقہاء کرام کے اقوال

Marfat.com

نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں آجکل کے بعض متکلف و متصنع قاری جو علم موسیقی کے دلدادہ ہیں وہ قرآن مجید کے پڑھنے میں اشعار، غزلیات و مثنویات کی طرز اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ کثرت نغمات و تقطیعات (آدھے کٹے الفاظ) سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں حالانکہ یہ طرز بدعت شنیع ہے اور کمتر حکم اس سلسلہ میں یہ ہے کہ سامع پہ قاری کے حق میں دل و زبان سے حسب مقدور نکیر کرنا لازم ہے۔ اور ایسے قاری کے لئے تعزیر شرعی لازم ہے۔ (طریقہ محمدیہ ص ١٤٥/٢٦ نوع ٣ من آفات اللسان)

اور اس مسئلہ کی مفصل تحقیق کتاب سنن الہدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰ فصل فی آداب التلاوۃ وکیفیتہا ص ٣١٧ پر ملاحظہ فرمائی جائے۔

ادب ۵۴

ترتیب معروف کے خلاف تلاوت کی ممانعت

وَمِنْ حُرْمَتِهِ اَلَّا يَتْلِي مَنْكُوسًا كَفِعْلِ مُعَلِّمِي الصِّبْيَانِ يَلْتَمِسُ اَحَدُهُمْ بِذَالِكَ اَنْ يُرِيَ الْحِذْقَ مِنْ نَفْسِهِ وَالْمَهَارَةَ فَاِنَّ تِلْكَ مُخَالَفَةٌ (قرطبی)

ترجمہ۔ اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے۔ اس کو الٹ (خلاف ترتیب) نہ پڑھے۔ جس طرح بچوں کے اساتذہ اپنی قابلیت اور حذاقت و مہارت کے اظہار کے پیش نظر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ترتیب معروف کی خلاف ورزی ہے۔

Marfat.com

تشریح مناسب ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم ترتیبِ مصحف کے مطابق ہونی چاہیئے اس لیے کہ یہ ترتیب توقیفی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے مروی ہے کہ آپ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو قرآن مجید کو الٹ یعنی خلافِ ترتیب پڑھے، تو آپ نے فرمایا، یہ بڑھے دل والا ہے۔

ابو عبیدہ رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک (عن الذی یقرا القران منکوسًا) کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے آخر سے یعنی معوذتین سے شروع کر کے سورۂ بقرہ تک پہنچے۔ جسطرح مدارس میں بچے پڑھتے ہیں اور یہ الٹ پڑھنا خلاف سنت ہے۔

غالیتہ المواعظ لابی البرکات نعمان آفندی ص۹۵ ج۱

وقراۃ السورۃ منکوسۃ ای من اٰخرھا الی اولھا ممنوعٌ

سورت کو الٹ پڑھنا یعنی آخر سے ابتداءِ سورۃ کی طرف پڑھنا ممنوع ہے اور اگر بچوں اور عجمیوں کی آسانی کے خیال سے خلاف ترتیب بمفصل سورتوں سے پڑھایا جائے تو یہ بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ ابتدا ہی سے لمبی سورتوں کا پڑھنا بچوں کے لیے دشوار ہے۔ (البرہان ص۴۵۶ ج۱)

قال فی الشامیۃ لان ترتیب السور فی القراۃ من واجبات التلاوۃ وانما جوز للصغار تسھیلا لضرورۃ التعلیم۔

(رد المحتار ص۵۱۰ ج۱)

سورتوں کی ترتیب قراۃ قرآن میں تلاوت کے واجبات میں سے ہے اور بچوں کی آسانی کے لیے ضرورت تعلیم کے پیش نظر جائز قرار دیا گیا ہے۔ انتہی

Marfat.com

ادب ۴۶

بوقت تلاوت گریہ وزاری

اَلْبُکَاءُ وَالتَّبَاکِیْ (روح المعانی)

"اور قرآن مجید کے آداب عظمت سے ایک یہ ہے کہ تلاوت کے وقت روئے یا رونے کی صورت بنائے۔"

تشریح: عین العلم صفحہ ۵۵ میں ہے:

ویبکی فورد فی الحدیث اُتلوا القرآن وابکوا فان لم تبکوا فتباکو فاذا قراتموہ فتحازنوا وھو بالتامل فی مواعیدہ ومواثیقہ والتقصیر فیھا والا فیبکی علی فقدان بکائہ فھو اعظم المصائب

ان کنت تدری فتلک مصیبۃ
وان کنت لا تدری فالمصیبۃ اعظم

ترجمہ: اور تلاوت کے وقت روئے اس لیے کہ (ابن ماجہ میں بروایت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) صریح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو بتکلف رونے کی صورت بناؤ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تم قرآن پڑھو تو حزن کیا کرو، اور دل میں حزن پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ قرآن مجید کی وعید وتہدید اور عہد وپیماں کو سوچے اور پھر اس کے اوامر

Marfat.com

تو اس میں اپنی کوتاہی کا خیال کرے تو اس سے ضرور ہی حزن اور غم پیدا ہوگا، اور اگر تامل پر بھی صاف دل والوں کی طرح گریہ نہ آئے تو اس حزن اور بکاء کے فقدان پر روئے یہ سخت ترین مصیبت ہے۔

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کے وقت رقت کا طاری ہونا، اور رونا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا حضورؐ میں آپکو قرآن سناؤں درانحالیکہ قرآن آپ پر نازل ہوا۔ ارشاد ہوا۔ میں دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ میں سورۃ نساء پڑھنے لگا۔ جب آیت فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید الخ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ بس بس۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(بخاری باب البکاء عند قرأۃ القرآن)

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت رونا عارفین کی صفات اور خدا کے نیک بندوں کا شعار بنایا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا (بنی اسرائیل ع ۱۲)

اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے، اور یہ قرآن ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے یعنی قرآن کو سنکر رقت طاری ہوجاتی ہے۔ سجدہ کرتے ہیں تو اور عاجزی بڑھتی ہے۔

ویستحب البکاء عند قراۃ القران والتباکی لمن لا یقدر والحزن والخشوع قال علیہ السلام انی تارک علیکم

سورۃ فمن بکیٰ فلہ الجنۃ فان لم تبکوا فتباکوا وطریق البکاء ان یتأمل فی الوعد والوعید و فی تقصیرہٖ

(غالیۃ المواعظ لابی البرکات نعمان آفندی ص ۶۹/۱۷۰)

ترجمہ: تلاوت قرآن مجید کے وقت خشوع، خضوع اور رونا مستحب ہے اگر رونا نہ آئے تو بتکلف روئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں قرآن کی ایک سورۃ تلاوت کرتا ہوں جس کو رونا آگیا وہ جنتی ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنا لو۔ رونا لانے کا طریقہ یہ ہے کہ آیات وعد و وعید میں غور کرو اور اپنی کوتاہیوں کو بھی سامنے لاؤ۔

اس سلسلہ میں بکثرت احادیث آئی ہیں ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب تم سجدہ کی آیت پڑھو تو اس کے سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرو، پہلے رو لیا کرو۔ (احیاء العلوم)

۲۔ حضرت صالح مریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواب میں قرآن مجید پڑھا۔ آپ نے فرمایا کہ صالح یہ تو قرأت ہوئی، رونا کہاں ہے۔ (احیاء العلوم)

۳۔ حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ یمن کے لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس آئے۔ جب وہ قرآن پڑھنے لگے تو رونے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا ھکذا کنا یعنی ہم لوگ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۴۔ حضرت ابوبکر رضؓ تمام صحابہ کرام میں انتہائی نرم دل تھے۔ وہ جب قرآن

Marfat.com

پڑھتے، تو اس قدر متاثر ہوتے کہ بے اختیار رونے لگتے (التبیان)

۵۔ حضرت ابو رجاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو دیکھا کہ رونے سے ان کی دونوں آنکھوں کے نیچے گڈھے سے پڑ گئے ہیں جو پرانے تسمے کی طرح نظر آجاتے ہیں۔ (التبیان)

۶۔ حضرت عبداللہ بن شدادؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ (طور ع)

بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہوگا، کوئی ٹال نہیں سکتا"

تو اسقدر روئے کہ آپ کی آنکھیں سوج گئیں۔ (کنز العمال ص ۳۳۲ ج ۲)

۷۔ اسی طرح ایک روز صبح کی نماز میں سورۃ یوسف شروع کی، جب اس آیت پر پہنچے

وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ۔

ترجمہ: اور ان کی آنکھیں غم سے سفید پڑ گئیں اور وہ گھٹ گھٹ کر رہتے تھے"

تو بہت متاثر ہوئے اور زار وقطار رونے لگے، یہاں تک کہ رکوع پر مجبور ہو گئے۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب یہ آیت تلاوت کرتے:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (حدید ع ۲)

"کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت کے آگے جھک جائیں"۔

Marfat.com

تو بے حد متاثر ہوئے اور دیر تک روتے رہے۔

۹۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت عمرؓ کو یہ آیت :

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ (نساء ع ۱۲)

ترجمہ : سو اس وقت کیا حال ہوگا جب ہر امت سے ہم ایک ایک گواہ حاضر کرینگے"۔

پڑھتے ہوئے سنا تو اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔

۱۰۔ حضرت سہیل بن عمرو بھی جب قرآن مجید پڑھتے تو ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے تھے۔

۱۱۔ حضرت تمیم داری رضؓ نے ایک شب تہجد کی نماز شروع کی تو صرف ایک آیت الذین اجترحوا السیات الخ پڑھنے میں صبح کر دی۔ اسی کو بار بار پڑھتے اور روتے تھے۔

۱۲۔ حضرت سہیل بن عمرو بن عبد شمس قریش کے بڑے لوگوں میں سے تھے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا۔ کوئی شخص ان سے زیادہ نمازی، روزہ دار اور صدقہ دینے والا نہ تھا، اور نہ آخرت پر ان سے زیادہ توجہ کرنے والا تھا۔ یہاں تک کہ یہ ڈبلے ہوگئے تھے اور ان کا رنگ بدل گیا تھا۔ یہ بہت رقیق القلب اور قرآن پڑھتے وقت رونے والے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضؓ کے پاس بہت آتے جاتے تھے۔ وہ ان کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ اور یہ رویا کرتے تھے۔ (اسد الغابہ ص)

غرضیکہ صحابہ کرام کے حالات عام طور پر ایسے پائے جاتے ہیں کہ جب

Marfat.com

آپ حضرات قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور بے اختیار رو پڑتے تھے۔ کیونکہ ان کے اندر خشوع و خضوع بہت زیادہ تھا۔ اور اگر کتب سیر و تواریخ کا مطالعہ کیا جائے تو قرآن مجید تلاوت کرتے وقت رونے والوں کے سینکڑوں واقعات مل سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۳۔ حضرت حسن بصری رح کلام پاک پڑھتے وقت بے حد متاثر ہوتے، اور ساتھ ہی ساتھ رویا کرتے تھے۔

۱۴۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک شب وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ اسی طرح ایک رات نماز میں بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ (قمر ۶ع) کو بار بار دہراتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ روتے بھی رہے۔

۱۵۔ حضرت فضیل بن عیاض رح کو قرآن سے غیر معمولی شغف تھا۔ ان کے سامنے جس وقت قرآن پڑھا جاتا، تو بے حد متاثر ہوتے۔ ان پر خوف و غم طاری ہو جاتا، اور اس قدر روتے کہ دیکھنے والوں کو ان پر ترس آنے لگتا۔

۱۶۔ امام احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ ہم لوگ ان کے پاس گئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی، تو اجازت نہ ملی۔ ہم میں سے ایک شخص بولا۔ اگر وہ قرآن پڑھتے ہوئے سن لیں تو فوراً گھر سے باہر نکل آئیں گے۔ حسن اتفاق سے ہم لوگوں کے ساتھ ایک بلند آواز آدمی تھا۔

Marfat.com

اس سے قرآن پڑھنے کو کہا گیا۔ اس نے نہایت بلند آواز سے سورۃ الھٰکُمُ التکاثر پڑھنی شروع کی۔ اور وہ قرآن پڑھنے کی آواز سنکر فوراً نکل آئے۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔

۱۷۔ حضرت علی بن المدینی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ یحییٰ بن سعید القطان کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضرین میں سے ایک شخص سے فرمایا۔ کچھ قرآن پڑھ کر سناؤ۔ اس نے سورۃ دخان شروع کی، جوں جوں وہ پڑھتا جاتا تھا۔ یحییٰ بن سعید پر رقت بڑھتی جاتی۔ جب وہ شخص اس آیت پر پہنچا۔ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُھُمْ اَجْمَعِیْنَ (دخان ع ۲) تو بہت زیادہ متاثر ہوئے، بدن کانپنے لگا اور غش کھاکر گر پڑے۔ یہ حالت دیکھکر گھر کی عورتیں اور بچے رونے لگے، اور تھوڑی دیر کے بعد جب افاقہ ہوا، تو آپ کی زبان پر یہی آیت تھی۔

۱۸۔ حضرت ثابت بن مسلم بنانی تہجد کی نماز میں جب یہ آیت پڑھتے۔

اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ

تو اسے بڑے تاثر کے ساتھ بار بار دہراتے اور ساتھ ہی ساتھ رونے جاتے۔ (اللّٰھُمَّ ارزقنا اتباعھم)

Marfat.com

ادب ۷۴

مجلسِ قرآن خوانی میں طریقۂ تلاوت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ لَّا یَجْهَرَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَیُفْسِدُ عَلَیْهِ حَتّٰی یُبْغِضَ اِلَیْهِ مَا یَسْمَعُ وَیَکُوْنُ کَهَیْئَةِ الْمُغَالَبَةِ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ (جہاں چند آدمی قرآن پڑھتے ہوں) تو وہاں دوسروں کے سامنے قرآن مجید بلند آواز سے نہ پڑھے۔ ممکن ہے کہ اس کے بلند پڑھنے سے دوسرے کی قرأۃ میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور وہ اس کی قرأۃ سننے سے متنفر ہو جائے اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی صورت پیدا ہو جائے۔

تشریح حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو باآواز بلند قرأت کرتے ہوئے سنکر اعتکاف کا پردہ ہٹا دیا، اور فرمایا، خوب سمجھ لو۔ تم میں سے ہر شخص اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہے۔ اسواسطے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دو اور قرأۃ میں اپنی آواز دوسرے کی آواز پر بلند نہ کرو۔ (ابو داؤد)

قرآن کی تلاوت آہستہ اور بلند آواز دونوں طرح سے کی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

اور ہر ایک کے لیے الگ الگ موقع و محل ہے ۔ عین العلم ص۵۵ میں ہے۔

وَیُسِرُّ اِنْ خَافَ الرِّیَاءَ اَوْ تَشْوِیْشَ مُصَلٍّ فَوَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ یَفْضُلُ السِّرُّ عَلَی الْعَلَانِیَۃِ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا وَ اِلَّا فَیَجْهَرُ وَهُوَ یُنَبِّهُ الْقَلْبَ وَیَجْمَعُ الْهِمَّۃَ وَیَصْرِفُ السَّمْعَ اِلَیْهِ وَیَنْفِی النَّوْمَ وَالْکَسَلَ وَیَزِیْدُ فِی النَّشَاطِ وَیُوْقِظُ الرَّاقِدَ وَیُرَغِّبُ فِی الْعِبَادَۃِ وُوُرُوْدَانِ الْمَلَائِکَۃِ وَعُمَّارِ الدَّارِ یَسْتَمِعُوْنَ قِرَاءَتَهٗ وَیُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ وَالْمُتَعَدِّیْ مِنْهُ اَفْضَلُ وَتُضَاعَفُ النِّیَّۃُ یُضْعِفُ الْاَجْرَ وَالْاَحَبُّ النَّظَرُ اِلٰی صَلَاحِ الْقَلْبِ فَصَوَّبَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَبَابَکْرٍ فِی الْاِسْرَارِ وَعُمَرَ فِی الْجَهْرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا بَعْدَ التَّفَحُّصِ عَنِ النِّیَّۃِ ۔

ترجمہ: اگر اپنے نفس پر ریاء اور بناوٹ کا خوف رکھتا ہو یا کسی کی نماز میں خلل ہوتا ہو، تو پھر آہستہ آواز سے پڑھے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ خفیہ عمل علانیہ عمل سے ستر گنا زیادہ ہے اور اگر خوف ریاء اور تشویش نمازی نہ ہو تو پھر جہر سے پڑھنا مستحب ہے اور جہر سے پڑھنا دل کو بیدار کرتا ہے۔ اس کی ہمت کو جمع کر دیتا ہے، اور اس کے کان کو اس کی طرف متوجہ

Marfat.com

کردیتا ہے اور نیند اور سستی کو دفع کر دیتا ہے، اور پڑھنے کی حلاوت
اور نشاط کو زیادہ کرتا ہے۔ خفتہ شخص کو بیدار کرتا ہے، اور
عبادت میں شوق پیدا کرتا ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے
کہ تحقیق فرشتے اور اس مکان کے جنات اسکی قرائت سنتے ہیں۔
اور وہی نماز وہ بھی پڑھتے ہیں۔ اور جہر سے پڑھنے کا فائدہ غیر کو
بھی پہنچتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو خیر دوسرے کو بھی پہنچے وہ اس
سے بہتر ہے جو اپنے آپ ہی کو پہنچے اور نیتوں کی کثرت سے ثواب
بھی مضاعف ہوتا ہے۔

قول فیصل - پس پسندیدہ بات آہستہ یا بلند پڑھنے میں یہ ہے کہ قاری کی
درستی نیت پر نظر کی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیت معلوم
کرنے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی آہستہ پڑھنے اور حضرت فاروق اعظمؓ
کی بلند پڑھنے میں ہر دو کی تصویب فرمائی۔

اور یہی تفصیل امام نووی سے الاتقان، ص ۱۰۲/۱ میں مذکور ہے اور امام
زرکشی نے البرہان فی علوم القرآن ص ۴۶۳/۱ میں، اور امام غزالیؒ نے احیاء العلوم
ادب نہم میں یہی تفصیل ذکر فرمائی ہے۔

مسئلہ: جہاں چند آدمی پڑھتے ہوں۔ وہاں بلند آواز سے نہ پڑھنا
چاہیئے۔ اس لیے کہ ایک دوسرے کی آوازیں ٹکرائیں گی۔

Marfat.com

ادب ۴۸

بوقتِ تلاوت مختلف سورتوں سے آیات کا انتخاب کرنا

وَمِنْ حُرْمَتِہٖ اِذَا قَرَأَہٗ اَلَّا یَلْتَقِطَ الْآیَ مِنْ کُلِّ سُوْرَۃٍ فَیَقْرَأَھَا فَاِنَّہٗ رُوِیَ لَنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ مَرَّ بِبِلَالٍ وَھُوَ یَقْرَأُ مِنْ کُلِّ سُوْرَۃٍ شَیْئًا فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّقْرَأَ السُّوْرَۃَ کُلَّھَا اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ تو ہر سورت سے آیات کو چھانٹ چھانٹ کر نہ پڑھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب حضرت بلال رضؓ پر آپؐ کا گذر ہوا، یعنی قریب سے گزرے، اور وہ ہر سورت سے کسی قدر آیات کو چھانٹ کر پڑھ رہے تھے۔ تو آپؐ نے حکم دیا کہ ایک سورۃ پوری پڑھو۔ او کما قال علیہ السلام)

Marfat.com

ادب ۴۹

ناپاک مجالس میں تلاوت کی ممانعت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا یُقْرَأَ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا فِیْ مَوَاطِنِ اللَّغَطِ وَاللَّغْوِ وَمَجْمَعِ السُّفَهَاءِ اھ (قرطبی)

ترجمہ: قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید بازاروں اور بے ہودہ مجالس اور نادان اور احمق لوگوں کے مجمع میں نہ پڑھا جائے "

تشریح ہمارے زمانے کے میلے ٹھیلے۔ مختلف بازیوں کے جھمگھٹے۔ ناچ رنگ کی محفلیں۔ تھیٹر۔ سینما وغیرہ سب اس کے ضمن میں آتے ہیں کیونکہ ایسی جگہوں پر شور و غل بہت زیادہ ہوتا ہے۔ نیز اس قسم کی مجالس میں شریک ہونے والے اشخاص آداب قرآنی سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں، اور نہ ہی قرآن مجید سے ان کو قلبی لگاؤ ہوتا ہے نہ تو وہ توجہ اور دھیان سے خاموشی کے ساتھ سنتے ہیں۔ اسلئے قاری قرآن قرآن کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی مجالس و محافل میں تلاوت قرآن سے باز رہے۔

حضرت وحید العصر فرید الدھر ابوالحسنات مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں: کہ علامہ منقاری زادہ اپنے رسالہ الاتباع فی مسئلہ الاسماع میں لکھتے ہیں:

یکرہ رفع الصوت بقرأۃ القرآن عند المشتغلین لان

Marfat.com

فیہ منع غیرہ عن شغلہ

اور شرح التحفہ میں ظہیر الدین تمرتاشی سے نقل کیا ہے :

لا یقرأ القرآن جھراً عند المشتغلین بالاعمال لما

فیہ عن قطعھم عن الاعمال او ترک الاستماع

اور منیہ میں ہے :

امرأة تغزل فی البیت لیس لاحد ان یقرأ القرآن

عندھا جھراً (فتاوی عبدالحی صـ۱۲۱)

ترجمہ : کام کاج میں مشغول لوگوں کے پاس باواز بلند قرآن مجید کا پڑھنا مکروہ ہے ، اس سے ان کو کام وغیرہ سے روکنا ہے ۔ شرح التحفہ کی عبارت کا بھی یہی ترجمہ ہے ۔ وہاں صرف اسقدر اضافہ ہے او ترک الاستماع یعنی حکم خداوندی تو یہ ہے کہ فاستمعوا (غور سے سنو) اعمال میں مشغول لوگ استماع کے تارک ہوں گے اس ترک کا باعث تلاوت قرآن کرنے والا ہے لہذا بلند آواز سے تلاوت نہ کی جائے ۔ منیہ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے ۔ عورت گھر میں چرخہ کات رہی ہو ، تو اس کے پاس باواز بلند قرآن مجید کی تلاوت نہ کی جائے ۔

ادب ۵۰

پوری توجہ سے قرآن مجید کا سننا

یَسُنُّ الْاِسْتِمَاعُ لِقِرَاْءَةِ الْقُرْاٰنِ وَتَرْکُ اللَّغَطِ

Marfat.com

وَالْحَدِیْثِ بِحُضُوْرِ الْقِرَاءَۃِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ؕ

(الاتقان ص)

ترجمہ: اور قرآن مجید کا بوقت تلاوت توجہ سے سننا اور شور و شغب اور بات چیت کا ترک کرنا امر مسنون ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو"۔

تشریح: قرآن کا حق پڑھنے والے پر ہی نہیں بلکہ سننے والے پر بھی ہے کہ ہر قسم کی بات چیت اور شور و شغب چھوڑ کر خاموشی کے ساتھ توجہ سے سنے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانی قدس سرہٗ آیت کریمہ کے فوائد و حواشی میں بیان فرماتے ہیں۔ جب قرآن ایسی دولت بے بہا اور علم و ہدایت کی کان ہے تو اس کی قرأت کا حق سامعین پر یہ ہے کہ پوری فکر و توجہ سے ادھر کان لگائیں۔ اسکی ہدایات کو سمع قبول سے سنیں، اور ہر قسم کی بات چیت شور و شغب اور ذکر و فکر چھوڑ کر ادب کے ساتھ خاموش رہیں تاکہ خدا کی رحمت اور مہربانی کے مستحق ہوں۔ اگر کافر اس طرح قرآن سنے تو کیا بعید ہے کہ خدا کی رحمت سے مشرف بایمان ہو جائے اور اگر پہلے سے مسلمان ہے تو ولی بن جائے یا کم از کم اس فعل کے اجر و ثواب سے نوازا جائے۔

مسئلہ: قرآن مجید پڑھنے کے وقت اس کا سننا اور چپ رہنا ظاہر

Marfat.com

مذہب میں مطلقاً واجب ہے۔ (الطریقۃ المحمدیہ ص ۱۷۵/۲ ج)

مسئلہ: قرآن مجید نماز میں پڑھا جائے یا نماز کے علاوہ۔ سننے والے کے لیے اگرچہ معنے نہ جانتا ہو، سننا اور چپ رہنا واجب ہے، اور دنیوی گفتگو کرنا حرام ہے۔ (بریقۃ محمودیہ ص ۲۶۸/۳ ج)

مسئلہ: اگر لوگ کسی ضروری کام میں مشغول ہوں۔ جس کی وجہ سے تلاوت کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تو پڑھنے والے کو چاہیئے کہ آہستہ آواز سے پڑھے۔ اگر ان حالات میں بلند آواز سے پڑھے گا تو خود گنا ہگار ہوگا۔ (طریقۃ محمدیہ ص ۱۷۶/۲ ج)

مسئلہ: خلاصۃ الفتاوٰی میں ہے۔ اگر کوئی شخص مسائل فقہ لکھ رہا ہو۔ اور دوسرا اس کے پاس بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دے اور وہ لکھنے والا پوری توجہ سے قرآن مجید سننے سے قاصر ہو، تو اس موقعہ پر بلند آواز سے پڑھنے والا گنا ہگار ہوگا۔ (حدیقہ ۲۷۵/۲ ج)

مسئلہ: اسی طرح مکان کی چھت پر رات کیوقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا موجب گناہ ہے۔ (حدیقہ ص ۲۷۵/۲ ج)

مسئلہ: اور تاتار خانیہ میں ہے، جب قاری بلند آواز سے قرآن مجید پڑھ رہا ہو تو اس کو سلام دینا مکروہ ہے۔ (طریقۃ محمدیہ ص ۱۷۶/۲ ج)

یہ بات بھی یاد رہے کہ قرآن مجید کا سننا بھی باعث ثواب و موجب اجر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةٌ مُّضَاعَفَةٌ رواه احمد

ترجمہ: حضرت ابی ہریرۃ رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت سنے اس کیلئے دوگنا نیکی لکھی جاتی ہے۔

اس حدیث سے بعض فقہا نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ قرآن مجید کے سننے میں پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے، کیونکہ قرآن کا پڑھنا مستحب ہے اور اس کا سننا واجب اور فرض کا درجہ رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ فرض کا درجہ مستحب سے بڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی خود خواہش فرماتے تھے۔ کہ کوئی دوسرا شخص قرآن مجید پڑھے اور آپ سنیں۔

علیٰ ھامش البریقہ

قال فی الوسیلۃ الاحمدیہ ص۳۰ج۲ وفی الخبر من استمع الیٰ اٰیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ کان لہ نوراً یوم القیامۃ وکتب لہ عشر حسنات وقال بعضھم للقاری اجرو للمستمع اجران ولعل ذالک لانہ یسمع وینصت فعملہ اثنان ذکرہ فی روضۃ الناصحین وقد قال اللہ تعالیٰ او القی السمع وھو شھید ای حاضر القلب — ومن سنن الاستماع سکون الاطراف وغض البصر وعقد القلب وعزمہ علی العمل بہ والقیام بحقہ والخروج عن عھدتہ فمن فعل ذالک المذکور من

Marfat.com

السکوت والغض والعقد ونوی ان یکون موافقاً من عند اللہ تعالیٰ العمل بہ والیفاء حقہ اھ

ترجمہ: حدیث میں ہے کہ جس نے قرآن مجید کی آیت دھیان سے سن لی یہ اس کے لیے بروز قیامت روشنی کا باعث ہوگی اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائینگی اور بعض علماء نے فرمایا۔ پڑھنے والے کے لیے ایک اجر اور سننے والے کے لیے دو، اس لیے کہ وہ سنتا ہے اور خاموش بھی رہتا ہے' اس کے دو عمل ہوئے ارشاد باری ہے۔ جس نے کان لگا کر بحضور قلب سنا۔ سننے کے آداب میں سے یہ ہے کہ اعضاء ساکن ہوں، نگاہ پست ہو۔ دل حاضر ہو اور عمل کا پختہ ارادہ ہو، اور اسکے حقوق کی ادائیگی کا پورا خیال ہو۔ ان صفات سے موصوف انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق عمل نصیب ہوگی۔

اور طریقہ محمدیہ للبرکلی ص ۲۲۵ ج ۲ میں ہے:

ومنھا استماع القرآن ممن یقرأ بلحن وخطأ بلا تجوید فعلیہ النھی ان ظن التأثیر والا فعلیہ القیام والذھاب ان قدر بلا ضرر فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

ترجمہ: اور کان کے گناہوں میں ایک یہ ہے۔ توجہ سے سننا قرآن مجید کا اس شخص سے جو بغیر تجوید کے لحن اور خطا سے

Marfat.com

ساتھ پڑھنا ہو۔ پس اگر سامع کو گمان ہو کہ اسکی بات قبول کی جائے گی تو اس قاری کو منع کرنا اس پر لازم ہے۔ ورنہ خود اٹھ کر اس مجلس سے چلا جانا بشرط قدرت اس پر لازم ہے۔ ارشاد خداوندی ہے پس مت بیٹھ تو نصیحت کے بعد ظالم قوم کے ساتھ۔"

ادب ۱۵

سجدہ تلاوت کے مسائل

وَيُسَنُّ السُّجُودُ عِنْدَ قِرَاءَةِ اٰيَةِ السَّجْدَةِ

(الاتقان ص ۱/۱۱۰)

ترجمہ: اور آیت سجدہ تلاوت کرتے وقت سجدہ کرنا مسنون ہے۔"

اسلام میں سجدہ کا مقام سجدہ جناب باری تعالےٰ کی انتہائی تعظیم ہے اور نماز کے سارے اعمال میں سجدہ سے بندہ کا انتہائی تذلل ظاہر ہوتا ہے۔ خدائے پاک کے سامنے سجدے میں گر پڑنا مومن کے لیے معراج ہے۔ حالت سجدہ میں اس کی ملکیت کو بہیمیت کی قید سے مخلصی حاصل ہوتی ہے، اور جو شخص اپنے آپ کو رحمتِ الٰہیہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس میں یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کیلئے افاضہ خیر کا دروازہ کھول دیا جائے ہے اور تفسیر قرطبی میں واسجد واقترب (سورۃ العلق) کے تحت ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ بندہ بہ نسبت تمام حالات کے بحالت سجدہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ

Marfat.com

قریب ہوتا ہے۔ (قرطبی صہ ۱۲۸ ج ۲۰)

سجدۂ تلاوت کا فلسفہ مسلم شریف کتاب الایمان میں حضرت ابوہریرۃ رضہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی جب آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ہٹ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ ہائے افسوس انسان کو سجدہ کا حکم ہوا، تو اس نے تعمیل حکم میں سجدہ کر دیا اور اس کے لیے جنت ہے اور مجھے بھی سجدہ کا حکم ہوا مگر میں نے انکار کیا۔ بس میرے لیے دوزخ ہے۔

(تعلیق الصبیح صہ ۲۵ ج ۲)

سجدہ تلاوت کے اذکار ماثورہ میں سے ایک یہ ہے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ۔

دعا

اللّٰهُمَّ اكتب لی بها عندك اجرًا وضع بها عنی وزرًا واجعلها لی عندك ذخرًا وتقبلها منی كما تقبلتها من عبدك داود (علیہ السلام)

(حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم)

چونکہ سجدہ تلاوت ادا نہ کرنے سے ترک واجب لازم آتا ہے جس سے سخت گناہ ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر آیات سجدہ۔ آیت نمبر پارہ اور سورت

Marfat.com

کا نام درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ ان الذین عند ربک لا یستکبرون الخ	آیت ۲۰۶	آخر سورۃ اعراف	پ ۹
۲۔ وللّٰہ یسجد من فی السمٰوٰت الخ	آیت ۱۵	سورۃ رعد	پ ۱۳
۳۔ وللّٰہ یسجد ما فی السمٰوٰت الخ	آیت ۴۹	سورۃ نحل	پ ۱۴
۴۔ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدًا	آیت ۱۰۷	سورہ بنی اسرائیل	پ ۱۵
۵۔ اذا تتلی علیھم آیات الرحمٰن خروا سجدًا وبکیا	آیت ۵۸	سورۃ مریم	پ ۱۶
۶۔ الم تر ان اللّٰہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت الخ	آیت ۱۸	سورہ حج	پ ۱۷
۷۔ واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن الخ	آیت ۶۰	سورۃ فرقان	پ ۱۹
۸۔ الا یسجدوا للّٰہ الذی یخرج الخبء الخ	آیت ۲۵	سورہ نمل	پ ۱۹
۹۔ اذا ذکروا بھا خروا سجدا	آیت ۱۵	سورہ الم السجدہ	پ ۲۱
۱۰۔ وخر راکعا و اناب	آیت ۲۴	سورہ ص	پ ۲۳
۱۱۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للّٰہ	آیت ۳۷	سورہ حم سجدہ	پ ۲۴

Marfat.com

۱۲- فاسجدوا للہ واعبدوا	آیت ۶۲	سورۃ النجم	پ ۲۷
۱۳- فما لھم لا یومنون واذا قری علیھم القرآن لا یسجدون	آیت ۲۱	سورۃ انشقاق	پ ۳۰
۱۴- واسجد واقترب	آیت ۱۹	سورۃ العلق	پ ۳۰

مسائل سجدہ تلاوت

قرآن مجید میں ۱۴ مقامات ایسے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے یا کسی کو پڑھتے ہوئے سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱: آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ اگرچہ وہ خود بہرا ہو۔ (طحطاوی ص)

۲: آیت سجدہ بلاقصد سماع بھی سن لینے سے سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ج۱)

۳: آیت سجدہ کے حروف ہجی پڑھنے سے سجدہ تلاوت لازم نہیں ہوتا۔ (طحطاوی ص ۲۶۱)

۴: آیت سجدہ صرف لکھنے یا دیکھنے سے بدون تلفظ کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (مجمع الانہر ص ۷۹ ج۱) (طحطاوی ص ۲۶۱)

۵: اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت کو ایک جماعت سے اس طور پر سنے کہ ایک

Marfat.com

ایک فرد صرف ایک ایک حرف پڑھے اور آیت سجدہ مجموعی طور پر پوری ہو تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا (طحطاوی صہ ۲۶۱)

مسئلہ ۶: آیت سجدہ جن یا فرشتہ سے سننے پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے۔ (طحطاوی صہ ۲۶۳)

۷: آیت سجدہ طوطا یا آلہ حاکیہ (فونوگراف) سے سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح۔ کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ صہ ۴۶۵/۱ج)

۸: اگر کسی نے آیت سجدہ مجنون کی زبان سے سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ (بدائع الصنائع صہ ۱۸۶/۱ج)

۹: جب تک خود نہ پڑھے یا خود نہ سنے تو کسی کو سجدۂ تلاوت کرتے ہوئے دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح صہ ۲۶۴)

۱۰: آیت سجدہ پوری یا اکثر حصہ آیت کا پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق آیت سجدہ سے اس لفظ کے ساتھ ایک کلمہ ما قبل یا ما بعد پڑھ لینے سے بھی سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے جس میں معنےٰ سجدہ موجود ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم صہ ۲۶۳/۱ج، شامی مطبوعہ ہند صہ ۵۱۳)

اگر تقریر میں آیت سجدہ کے ایک دو لفظ کسی شعر یا مثنوی میں پڑھے جائیں مثلاً ؎

گفت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یزدان ما

قوت جان شد سجدہ ابدان ما

تو پڑھنے سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا (فتاویٰ دار العلوم صہ ۲۶۳/ج)

Marfat.com

مسئلہ ۱۱: اسباب وجوب سجدہ میں سے تلاوت اور سماع کے علاوہ اقتدا ر بھی سبب وجوب ہے۔ پس نماز میں امام کے آیت سجدہ پڑھنے سے مقتدی پر بھی سجدہ تلاوت واجب ہوگا اگرچہ مقتدی نے آیت سجدہ نہ سنی ہو۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۴۶۷)

۱۲: اگر خطیب خطبہ جمعہ وعیدین میں آیت سجدہ کی تلاوت کرے گا تو خطیب اور سامعین سب پر سجدہ لازم ہوگا۔ پس خطیب منبر سے اتر کر سجدہ تلاوت کرے اور سامعین بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں۔

(کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۴۶۷)

۱۳: اگر بیماری کی حالت میں آیت سجدہ سُنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جسطرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی اشارہ سے کرے۔ (کبیری)

۱۴: اگر زندگی کے آخری لمحات تک تلاوت کے سجدے ادا نہ کیئے گئے ہوں تو اب مرتے وقت سجدہ تلاوت کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا ضروری نہیں (طحطاوی ص ۲۶۱) اور اشباہ النظائر ص ۱۹۹ میں ہے: لَا فِدْيَةَ لِسُجُوْدِ التِّلَاوَةِ "سجدہ تلاوت کا فدیہ نہیں"

۱۵: اگر کسی نے آیت سجدہ اصل قاری کی زبان سے سننے کی بجائے گنبد یا پہاڑ کی صدائے بازگشت سُنی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا (مراقی الفلاح)

۱۶: اگر نماز کے باہر سجدہ کی آیت پڑھے تو بہتر یہی ہے کہ اسی وقت سجدہ کر

Marfat.com

لے۔ لیکن اگر اس وقت نہ کیا تو جب بھی کوئی گناہ نہیں البتہ زیادہ تاخیر مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۷: اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدہ تلاوت باقی ہوں، جو اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرے۔ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں۔

۱۸: اگر کوئی شخص پورا قرآن ختم کر کے ایک ساتھ کل سجدے کر لے تو بھی جائز ہے

۱۹: نماز میں سجدہ کی آیت پڑھنے والا امام ہو یا منفرد۔ ان کی تلاوت سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے ہاں مقتدی کے پڑھنے سے نہ امام پر واجب ہوتا ہے اور نہ خود مقتدی پر۔ البتہ اگر کوئی دوسرا شخص غیر نمازی آیت سجدہ سن لے گا تو اس پر سجدہ واجب ہوگا۔ (کتاب الفقہ ج ص)

۲۰: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو فوراً نماز ہی میں سجدہ کر لے، کیونکہ نماز میں سجدہ تلاوت کا وجوب علی الفور ہوتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ج ۱)

۲۱: اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھ کر فوراً سجدہ تلاوت نہ کیا، بلکہ اس کے بعد دو یا تین آیتیں مزید پڑھ کر سجدہ کیا، تو یہ بھی درست ہے۔ اگر آیت سجدہ کے بعد تین سے زائد آیتیں پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا۔ سجدہ تو ادا ہو جائے گا مگر تاخیر کا گناہ ہوگا۔ (مجمع الانہر ص ۱۵۸ ج ۱)

۲۲: اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے بعد نماز میں سجدہ تلاوت نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ تلاوت کرنے سے ادا نہ ہوگا اور ترک واجب کا یہ گناہ بجز توبہ و استغفار کے معاف نہ ہوگا (درمختار)

۲۳: اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے بعد فوراً رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔

۲۴: اگر آیت سجدہ پڑھ کر فوراً رکوع میں چلا گیا اور سجدہ کی نیت نہیں کی تو پھر

Marfat.com

نماز کے سجدہ میں سجدۂ تلاوت خود ادا ہو جائے گا۔ خواہ اس میں نیت کرے یا نہ کرے مگر فوراً آجانا شرط ہے۔
اور فور کے معنے یہ ہیں کہ آیت سجدہ کے بعد ایک یا دو آیت سے زائد نہ پڑھے۔ (درمختار شامی)

مسئلہ ۲۵: نماز میں سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد اٹھ کر فوراً ہی رکوع کر لینا مکروہ ہے۔ بلکہ دو تین آیتیں پڑھ کر رکوع کرنا چاہیے اور اگر سورہ ختم ہو چکی ہو تو سجدہ

۲۶: اگر آیت سجدہ ختم سورۃ کے قریب ہو جیسے سورت انشقاق و بنی اسرائیل میں ہے تو ایسی سورۃ کو تمام کر لینا بھی حکم فور میں ہوگا۔ (درمختار و شامی)

۲۷: اگر نماز کے باہر کسی نے آیت سجدہ پڑھی تو نمازی نے سن لی۔ تو نمازی اس سجدۂ تلاوت کو نماز کے بعد ادا کرے۔ اگر نماز میں سجدہ کرے گا تو یہ سجدہ کافی نہ ہوگا۔ پھر سجدہ کرنا پڑیگا۔ ہاں نماز اس سجدہ سے فاسد نہ ہوگی۔

۲۸: اگر امام نے سجدہ کی آیت پڑھی، اور ایک شخص غیر مقتدی نے بھی سن لی۔ اور اس نے اس امام کے پیچھے نماز کی اقتدار کر لی۔ پس اگر امام کے سجدہ تلاوت کرنے سے پہلے اقتدا کی ہو، تو امام کے ساتھ سجدہ تلاوت کرے اور اگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں داخل ہوا جس میں آیت سجدہ پڑھی گئی تھی تو اب ہرگز سجدہ نہ کرے۔ نہ نماز میں اور نہ بعد نماز کے۔ اور اگر دوسری رکعت میں داخل ہوا تو بعد نماز کے سجدہ تلاوت کرے

(کتاب الفقہ صفحہ ۶۴۳ ج ۱)

۲۹: سری نماز میں آیت سجدہ کا امام کے لیے پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس سے

Marfat.com

نمازیوں کو پریشانی لاحق ہوگی۔ (بدائع صہ ۱۹۲/ج۱) اشباہ والنظائر صہ ۹۹

مسئلہ ۳۰: کسی نے آیت سجدہ نماز میں پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا اور تشہد اخیر کے بعد اسکو یاد آیا، تو سجدہ تلاوت کر کے سجدہ سہو کرے۔

۳۱: اگر آیت سجدہ وقت غیر مکروہ میں پڑھے یا سنے اور اسکو وقت مکروہ میں ادا کرے تو درست نہ ہوگا۔ (بدائع صہ ۱۸۷/ج۱)

۳۲: سجدہ تلاوت کے لیے وہی شرائط وجوب ہیں جو نماز کے لیے ہیں مثلاً اسلام، عقل، بلوغ، حیض و نفاس سے پاک ہونا۔ پس کافر، لڑکے، دیوانے پر اور حیض و نفاس والی عورت پر آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ (صہ ۱۸۶/ج۱ بدائع)

۳۳: اور حیض و نفاس والی عورت سے آیت سجدہ سننے سے سامع پر سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ (بدائع صہ ۱۸۶/ج۱)

۳۴: جنبی شخص پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔

(بدائع صہ ۱۸۶/ج۱)

۳۵: سجدۂ تلاوت کے لیے وہی شرائط صحت و جواز ہیں جو نماز کے لیے ہیں یعنی باوضو ہونا۔ جگہ کا پاک ہونا۔ بدن اور کپڑے کا پاک ہونا اور ستر عورت اور سجدہ تلاوت کی نیت کرنا اور قبلہ رخ ہونا، بجز تکبیر تحریمہ اور نیت تعیین وقت کے۔ (کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ صہ ۴۶۵/ج۱)

۳۶: جن چیزوں سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ ان ہی سے سجدہ تلاوت بھی فاسد ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

فائدہ : اصل یہ ہے کہ دفع حرج کے لیے سجدہ تلاوت
کا دارومدار تداخل پر ہے، اور تداخل کی شرط یہ ہے، کہ
آیت بھی ایک ہو اور مجلس بھی ایک ہو۔ جب آیت اور
مجلس دونوں ایک ہوں گی، تو اس وقت ایک ہی سجدہ
واجب ہوگا، اور اگر یہ دونوں مختلف ہو جائیں گی تو پھر حکم
اصل کی طرف لوٹ جائے گا، اور یہ بھی یاد رہے کہ فقط
کھڑا ہونے سے مجلس نہیں بدلتی۔

مسئلہ ۳۷: اگر کسی نے آیت سجدہ نماز سے باہر پڑھی اور سجدہ نہ کیا، پھر اسی جگہ نماز
کی نیت باندھ لی اور وہی آیت سجدہ نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ
تلاوت کر دیا تو بھی ایک سجدہ کافی ہوگا۔ ہاں اگر جگہ بدل گئی ہو یا دوسری
آیت سجدہ پڑھی ہو تو پھر دوسرا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳۸: اگر آیت سجدہ باہر نماز پڑھ کر سجدہ کر لیا۔ پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ
لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔
(اشباہ والنظائر ص ۱۹۱)

مسئلہ ۳۹: سجدہ کی ایک آیت کو ایک مجلس میں متعدد بار پڑھنے یا سننے سے ایک
ہی سجدۂ تلاوت لازم ہوگا۔ (اشباہ والنظائر ص ۱۹۸ مع شرح الحموی)

مسئلہ ۴۰: ایک مجلس میں جتنی مختلف آیات سجدہ پڑھیگا یا ایک ہی آیت کو جتنی مجالس
میں مکرر پڑھیگا، اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

مسئلہ ۴۱: اگر آیت سجدہ پڑھنے والے کی مجلس واحد ہے اور پڑھنے والے کی مجلس

Marfat.com

متعدد، تو سامع پر ایک سجدہ اور پڑھنے والے پر متعدد سجدے واجب ہوں گے۔ (بدائع ص۱۸۲ ج۱)

مسئلہ ۴۲: ایک کوٹھڑی یا دالان کے ایک کونہ میں سجدہ کی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونہ میں وہی آیت پڑھی، تب بھی ایک سجدہ لازم ہوگا۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گا تو دوسرا سجدہ کرنا پڑیگا۔ (مجمع الانہر ص۱۵۸ ج۱، بدائع ص۱۸۲ ج۱)

۴۳: مسجد میں ایک جگہ بیٹھ کر یا ٹہل کر ایک آیت سجدہ کو بار بار پڑھنے سے ایک ہی سجدۂ تلاوت لازم ہوگا (بدائع ص۱۸۲ ج۱)

۴۴: کشتی خواہ ٹھہری ہو یا چلتی، اس میں آیت سجدہ بار بار پڑھنے یا سننے سے بھی ایک ہی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ (بدائع ص۱۸۲ ج۱)

۴۵: چلتے ہوئے سواری کے جانور پر آیت سجدہ بدون نماز کے جتنی بار مکرر پڑھیگا اتنے ہی سجدے لازم ہوں گے۔ (بدائع ص۱۸۲ ج۱)

۴۶: اگر آیت سجدہ پڑھ کر بیٹھے، پھر اسی جگہ سواری پر بیٹھ کر چلنے سے پہلے اسی آیت سجدہ کو دوبارہ پڑھے، تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ لیکن یہ سجدہ زمین پر اُتر کر ادا کرنا پڑے گا۔ ۱۲ (بدائع ص۱۸۳ ج۱)

۴۷: اگر آیت سجدہ پڑھنے کے بعد سوار ہو اور پھر چلنے سے پہلے سواری سے اُتر کر اسی جگہ اسی آیت سجدہ کو دوبارہ پڑھے، تب بھی ایک سجدہ لازم ہوگا۔ (بدائع ص۱۸۴ ج۱)

۴۸: اگر کوئی شخص ایک جگہ بیٹھ کر ایک آیت سجدہ پڑھے۔ پھر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے

Marfat.com

کسی اور کام مثلاً کھانے پینے یا بچے کو دودھ پلانے یا خرید و فروخت وغیرہ میں لگ جائے۔ اسکے بعد پھر وہی آیت سجدہ اسی جگہ میں پڑھے تو دو سجدے واجب ہوں گے۔ (بدائع ص۱۸۳ ج۱)

مسئلہ ۴۹: نماز سے باہر سجدہ کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہوا سجدہ کرے اور پھر تکبیر کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہو۔ لیکن اگر بیٹھے ہی بیٹھے سجدہ میں گیا، اور سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا جب بھی سجدہ ادا ہو گیا۔

۵۰: سجدۂ تلاوت میں صرف سجدہ رُکن ہے باقی دونوں تکبیریں سنت ہیں۔ (کتاب الفقہ ص۴۶۵ ج۱)

۵۱: بعض خواتین آیت سجدہ پڑھنے کے بعد قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتی ہیں۔ اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا۔ سجدہ تلاوت بھی سجدہ نماز کی طرح ہے سجدہ تلاوت اگر کئی آدمی مل کر کریں اس طور پر کہ ایک شخص کو آگے کھڑا کر دیں اور بقیہ لوگ مقتدی کی طرح اس کا اتباع کریں تو صحیح ہے۔ (بدائع ص۱۹۲ ج۱)

۵۲: اگر آیت سجدہ فرض نماز میں پڑھی جائے تو اسکے سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا بہتر ہے۔ اور اگر کسی نے نفل نماز میں یا خارج نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی تو اختیار ہے چاہے سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے یا کوئی اور تسبیح مثلاً سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ پڑھے اور اگر دونوں پڑھے تو اور اچھا ہے۔ (مراقی الفلاح ص۲۷۱)

Marfat.com

مسئلہ ۵۳: اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت آگے پیچھے سے پڑھ لے اور صرف آیت سجدہ چھوڑ دے تو مکروہ ہے۔ (بدائع صہ ۱۹۲ ج ۱)

۵۴: اگر کوئی شخص فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(بدائع صہ ۱۹۲ ج ۱ و مجمع الانہر صہ ۱۱۹ ج ۱)

۵۵: اگر تلاوت کرنے والا ایسی جگہ تلاوت کر رہا ہو کہ وہاں اور لوگ بھی بیٹھے ہوں تو وہاں آیت سجدہ کا آہستہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔

(طحطاوی صہ ۲۷۱ ، بدائع صہ ۱۹۲ ج ۱)

۵۶: اگر کوئی شخص سجدہ کی تمام آیتیں ایک مجلس میں تلاوت کرے تو اللہ تعالٰے اسکی مشکلات کو دور فرما دیتا ہے۔

۵۷: اگر آیت سجدہ پڑھنے یا سننے والے کو اس مجلس میں سجدہ تلاوت کرنا ممکن نہ ہو تو پھر یہ دعا پڑھے:

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ (مراقی الفلاح صہ ۲۷۱)

ادب ۵۲

ختم قرآن کے بعد ابتدائی آیات کی تلاوت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ یَّفْتَتِحَهٗ کُلَّمَا خَتَمَهٗ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ کَهَیْئَةِ الْمَهْجُوْرِ وَلِذٰلِكَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَتَمَ الْقُرْاٰنَ یَقْرَاُ مِنْ اَوَّلِ الْقُرْاٰنِ قَدْرَ خَمْسِ اٰیَاتٍ لِئَلَّا یَکُوْنَ فِیْ هَیْئَةِ الْمَهْجُوْرِ۔ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ جب قرآن ختم کرے تو پھر اسکو ابتداء سے معاً شروع کر دے تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ قرآن سے تعلق ختم ہو گیا ہے۔ اسی لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب قرآن مجید ختم کرتے تو اس کے ساتھ ہی ابتدا سے پانچ آیتیں پڑھتے تھے۔

تشریح تفسیر اتقان صہ ۱۱۱ ج ۱ میں امام سیوطی فرماتے ہیں کہ مسنون یہ ہے۔ کہ جب قرآن مجید ختم کرے تو پھر اس کو ابتداء سے اسی وقت شروع کر دے۔ ترمذی میں مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ بہترین اعمال میں کونسا عمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ حال اور مرتحل لوگوں نے پوچھا کہ حال اور مرتحل کیا چیز ہے

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا، وہ ختم قرآن کرنے والا ہے جو فوراً شروع کر دینے والا ہو۔
نیز امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت دارمی حضرت ابی بن کعب سے روایت کی ہے
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تو سورۃ
فاتحہ اور سورۃ بقرہ سے اولٰئک ھم المفلحون تک ساتھ ہی پڑھتے اور اس کے
بعد دعا فرما کر وہاں سے اٹھتے تھے۔
البرہان فی علوم القرآن ص ۴۷۲ ج ۱ میں امام زرکشی رح مندرجہ بالا حدیث نقل کرنے
کے بعد فرماتے ہیں کہ حدیث میں قرآن مجید کے بار بار ختم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے
ختم کے بعد ختم قرآن تسلسل سے ہوتا رہے۔

ادب ۵۳ سورۃ والضحیٰ سے سورۃ النّاس کے خاتمہ تک تکبیر کہنا

وَيُسَنُّ التَّكْبِيْرُ مِنْ خَاتِمَةِ وَالضُّحٰى اِلٰى خَاتِمَةِ
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَصِفَةُ التَّكْبِيْرِ اَنْ يَقِفَ الْقَارِئُ
بَعْدَ كُلِّ سُوْرَةٍ وَقْفَةً لَطِيْفَةً وَيَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَقِيْلَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (تاریخ القرآن ص ۴۱ للعلامہ محمد طاہر)

ترجمہ۔ سورۃ والضحیٰ اور اسکے بعد جتنی سورتیں قل اعوذ برب الناس تک ہیں
سب کے خاتمہ پر تکبیر کہنا مسنون ہے تکبیر کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن مجید تلاوت کرنے
والا ہر سورت کے بعد تھوڑا وقفہ کرے پھر اللہ اکبر کہے اور بعض کے نزدیک

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہے۔

تشریح تفسیر مواہب الرحمان میں تکبیر کہنے کا یہ نکتہ لکھا ہے کہ چند روز تک وحی نازل ہونے میں تاخیر ہوگئی تھی۔ پھر سورۃ والضحیٰ نازل ہوئی تو آپ نے فرحت مسرت میں تکبیر کہی۔

ادب ۵۴

اختتام پر صدق اللہ العظیم کہنا

وَمِنْ حُرْمَتِہٖ اِذَا انْتَھَتْ قِرَاءَتُہٗ اَنْ یُّصَدِّقَ رَبَّہٗ وَیَشْھَدَ بِالْبَلَاغِ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَشْھَدَ عَلٰی ذٰلِکَ اَنَّہٗ حَقٌّ (قرطبی)

ترجمہ: قرآن مجید کے آداب عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ جب تلاوت ختم کرے تو خاتمہ پر صدق اللہ العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن علیٰ ذالک من الشاہدین والشاکرین والحمد للہ رب العلمین کے کلمات پڑھے۔

"اللہ تعالےٰ جو بلند و برتر ہیں۔ انہوں نے سچ فرمایا، اور ہم کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاکم وکاست پہنچا دیا۔ ہم اس پر گواہ ہیں اور شکر گذار ہیں۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں جو جہان والوں کا رب ہے۔"

Marfat.com

آدابِ کتابت و طباعتِ قرآن مجید

Marfat.com

Marfat.com

ادب ۵۵

ناپاک چیز سے کتابت و طباعت کی ممانعت

وَيَحْرُمُ كِتَابَةُ الْقُرْآنِ بِشَيْءٍ نَجِسٍ (البرہان للزرکشی ص۴۷۹ ج۱)

ترجمہ: قرآن مجید کا ناپاک چیز کے ساتھ لکھنا حرام ہے۔

تشریح جس روشنائی اور سیاہی میں کسی نجس، ناپاک چیز کی ملاوٹ ہو اس سے قرآن مجید لکھنا یا جس وارنش میں ایسی چیز ہو اس کو قرآن مجید کی جلد پر ملنا یا لگانا یہ سب ناجائز ہیں۔

ادب ۵۶

چھوٹی تقطیع پر لکھنے کی ممانعت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا يُصَغَّرَ الْمصحف وعن عمرؓ بن الخطابؓ اَنَّهٗ رَاٰى مُصْحَفًا فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَقَالَ مَنْ كَتَبَهٗ؟ قَالَ اَنَا فَضَرَبَهٗ بِالدِّرَّةِ وَقَالَ عَظِّمُوا الْقُرْاٰنَ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کو چھوٹی تقطیع مثلاً جیبی اور تعویذی سائز پر نہ لکھے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضؓ نے ایک دفعہ ایک شخص کے پاس باریک خط چھوٹی تقطیع کا ایک نسخہ قرآن مجید دیکھا۔ دریافت فرمایا کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے پس آپ نے اس کو سزا دی اور درہ سے

Marfat.com

بیٹا اور فرمایا قرآن کی عظمت ملحوظ رکھو۔

تشریح مسئلہ: قرآن مجید کو بہت باریک لکھنا جیسا کہ کاتب اپنے فن خطاطی میں کمال مہارت دکھانے یا تعویذ بنانے کے لئے لکھتے ہیں مکروہ ہے۔

ہاں اگر قرآن اس غرض سے باریک لکھے کہ سفر میں آسانی سے ساتھ رکھ سکے اور تلاوت میسر ہو سکے تو کوئی حرج نہیں اور مدارِ اعمال نیت پر ہے۔

مسئلہ: قرآن مجید کو عربی رسم الخط کے علاوہ دوسرے خط میں لکھنے کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے۔

(اتقان ج۲/۱۷۱ و البرہان فی علوم القرآن ج۱)

ومن آفات الید تصغیر المصحف ای کتابتہ فی اوراق صغار قال الوالد رحمۃ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح الدرر من کتاب الطہارۃ یکتب القرآن علی اوراق بما بینۃ او وزیریۃ اودیانیۃ ومن الحسن عن ابی حنیفۃ یکرہ ان یصغر المصحف وان یکتب بقلم دقیق وھو قول ابو یوسف قال الحسن و بہ ناخذ قال الزاھدی لعلہ اراد کراھتہ التنزیہ۔ حدیقہ ۲/۲۹۹

ترجمہ: اور ہاتھ کی آفات میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کی کتابت چھوٹے اوراق میں کی جاتے۔ امام اعظم علیہ الرحمتہ سے منقول ہے کہ قرآن مجید کو باریک قلم سے لکھنا چھوٹے سائز کا بنانا مکروہ ہے۔

Marfat.com

ادب ۵۷

جلی قلم سے لکھنا

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَنْ يُّجَلِّلَ تَخْطِيْطَهٗ، اِذَا خَطَّهٗ، الخ

(قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے آداب حرمت سے ایک یہ ہے کہ قرآن مجید کو جلی اور خوشخط لکھنا چاہیئے۔ ابی حکیمہ رض سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں قرآن مجید کی کتابت کیا کرتا تھا ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میرے پاس سے گزرے اور انہوں نے میری کتابت کو دیکھا تو فرمایا قلم خوب جلی کرو۔ میں نے قلم کو قط زیا اور پھر لکھنے لگا۔ حضرت علی رض دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا اب اچھا ہے۔ قرآن مجید کو روشن کرو جیسا کہ اللہ تعالے نے اسکو نورانی بنایا ہے۔ (ہکذا فی الاتقان صـ ۱۷۱ جـ ۲)

تشریح حدیقۃ الندیۃ صـ ۲۹۹ جـ ۲ اور مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر صـ ۶۱۹ جـ ۲ میں ہے

ينبغى لمن اراد كتابة القرآن ان يكتب باحسن خطٍ وابينهٖ على احسن ورقةٍ وابيض قرطاسٍ بافخم قلمٍ وابرق مدادٍ۔ ويفرج السطور ويفخم الحروف ويضخم المصحف۔

قرآن مجید کی کتابت کرنے والے کو چاہیئے کہ قرآن مجید کو خوشخطی کے

سامنے عمدہ اور سفید کاغذ پر جلی قلم اور روشن سیاہی کے ساتھ لکھے اور سطروں کو کشادہ رکھے اور حروف کو موٹا لکھے اور اس کی جلد کو ضخیم بنائے

انتہیٰ

ادب ۵۵

آیاتِ قرآنی کو در و دیوار پر لکھنے کی ممانعت

وَمِنْ حُرْمَتِهٖ اَلَّا یُکْتَبَ عَلَی الْاَرْضِ وَلَا عَلٰی حَائِطٍ کَمَا یُفْعَلُ بِهٖ فِی الْمَسَاجِدِ الْمُحْدَثَةِ (قرطبی)

ترجمہ: اور قرآن مجید کے بعض آدابِ عظمت میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی آیات کو زمین یا دیوار پر نہ لکھا جائے۔ جس طرح آج کل مساجد میں لکھنے کا رواج ہے۔

تشریح: قرآن مجید کو در و دیوار پہ لکھنا یا برتن اور لباس وغیرہ کو اس سے مزین کرنا (خواہ تبرک ہی کے خیال سے کیوں نہ ہو) مکروہ ہے قرآنی آیات اور اسماء الٰہی جلی حروف میں لکھ کر تذکیر و نصیحت کے خیال سے مکان میں چسپاں یا آویزاں کیے جائیں تو بہتر ہے۔ لیکن اگر محض زینت و زیبائش کے خیال سے ہو تو مکروہ ہے۔

البریقة المحمودیة شرح الطریقة المحمدیة ص۸۱ ج۴
وکره کتابة علی الحیطان والرخام والارض مکان النقوش لمظان السقوط تحت الاقدام

Marfat.com

ترجمہ: درودیوار، سنگ مرمر اور زمین پر آیات قرآنی کا لکھنا مکروہ ہے مبادا کہ گر پڑیں اور پاؤں میں روندی جائیں۔

اور الحدیقتہ الندیتہ ۱۴۲/۲ میں ہے۔

وفی الشرعۃ وشرحہا ویکرہ کتابۃ القرآن علی الجدران وعلی الارض مکان النقوش والزخارف فانہ تہاون بالقرآن المجید وفی البزازیہ کتابۃ القرآن علی الحیطان والمحاریب لیس بمستحسن لانہ ربما یسقط فیوطاء۔

ترجمہ: دیواروں اور زمین پر آیات قرآنی کا لکھنا زینت وزیبائش کے خیال سے مکروہ ہے اس میں قرآن کی توہین ہے۔ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ دیواروں اور محرابوں پر آیات قرآنی کا لکھنا مستحسن نہیں ہے پاؤں میں روندے جانے کا احتمال وامکان ہے۔

مَوَاعِظُ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِقُرَّاءِ الْقُرْآن

اَخْرَجَ ابن زنجویہ عن کنانۃ العدوی قَالَ: کَتَبَ عُمَرَ بْنُ الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہ اِلَی اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ اَنْ ارفعوا اِلَیَّ کُلَّ مَنْ حَمَلَ الْقُرْآن! حَتّٰی الحقھم فِی الشرفِ مِنَ العطاءِ وارسلھم فی الآفاق یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ، فکتب الیہ الاشعری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنّہٗ بلغ مِن قبلی ممن حمل
القرآن ثلاثمائۃ وبضع رجال فکتب عمر الیھم
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم - مِنْ عبد اللہ عمر الیٰ
عبدِ اللہ بن قیس ومن معہ مِنْ حَمَلَۃِ الْقرآن سَلام علیکم!
اَمَّا بَعد فَاِنَّ ھٰذا القرآن کَائِنٌ لکم اجراً ولکم کائنٌ
لکم شَرَفاً وَ ذُخراً فَاتَّبِعُوْہُ ولا یتبعنکم! فانہ من
اتبعہ القرآن زخ فی قفاہ حتیٰ یقذفہ فی النار -
ومن تبع القرآن ورد بہ القرآن جنات الفردوس -
فلیکونن لکم شافعا ان استطعتم ولا یکونن بکم
ماحلا فانہ من شفع لہٗ القرآن دخل الجنۃ ومن محل
بہ القرآن دخل النار واعلموا ان ھذا القُرْآنَ یَنَا
بیعُ الْھُدٰی وَزَھرۃُ الْعِلْم! وَھُوَ احدث الکتب
عَھْداً بالرحمٰن - بہ یَفْتَح اللہ اَعیُنًا عمیا وَ آذانا صما
وقلوبا غلفا - واعلموا ان العبد اذا قام من اللیل فتسوّک
وَتَوَضَّاءَ ثُمَّ کَبَّرَ - وَقَراءَ وَضعَ المَلَکُ فَاہُ علیٰ
فِیْہِ وَیَقُوْلُ: اُتْلُ اُتْلُ! فَقَدْ طِبْتَ وَطَابَ لکَ
وَاِنْ تَوَضَّاءَ وَلَمْ یَسْتَنّ حَفِظَ عَلَیْہِ وَلَمْ یَعْدُ
ذالکَ - اَلَا وَاِنَّ قِراءَۃَ الْقرانِ مَعَ الصَّلوٰۃِ کَنْزٌ
مَکْنُوْنٌ وَخَیْرٌ مَوْضُوْعٌ -

Marfat.com

فَاسْتَكْثِرُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ! فَاِنَّ الصَّلٰوةَ نُوْرٌ وَالزَّكٰوةَ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرَ ضِيَاءٌ وَالصَّوْمَ جُنَّةٌ وَ الْقُرْاٰنَ حُجَّةٌ لَكُمْ اَوْ عَلَيْكُمْ - فَاَكْرِمُوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُهِيْنُوْهُ! فَاِنَّ اللّٰهَ مُكْرِمٌ مَنْ اَكْرَمَهٗ وَمُهِيْنٌ مَنْ اَهَانَهٗ - وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ تَلَاهُ وَحَفِظَهٗ وَ عَمِلَ بِهٖ وَاتَّبَعَ مَا فِيْهِ كانت له عند الله دعوة مستجابة ان شاء عجلها له فی دنیاه والا كانت له ذخرا فی الآخرة - واعلموا ان ما عند الله خیر و ابقى للذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون - كذا فی الكنز - ج ۱ - ص ۲۱۷ -

ترجمہ:- "قرآن کے پڑھنے والوں کو صحابہ کرام کے نصائح"

کنانہ عدوی نے بیان کیا کہ لشکروں کے اُمراء کی طرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے لکھا:

"کہ حفاظِ قرآن کی میرے پاس فہرست بھیج دو، تاکہ میں اُن کے عطیہ میں اضافہ کروں اور اُن کو اطرافِ عالم میں بھیج دوں کہ لوگوں کو سکھائیں"

تو حضرت موسیٰ اشعری رضؓ نے لکھا کہ میرے پاس حفاظِ قرآن کی تعداد تین سو اور کچھ آدمیوں کی ہے - حضرت عمر رضؓ نے ان حفاظ کی طرف لکھا

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - اللہ کے بندے عمر رضؓ کی جانب سے عبداللہ بن قیس اور ان کے ساتھیوں کے لیے ہے جو قرآن کے حافظ ہیں - سلام علیکم، اما بعد! یہ قرآن مجید تم لوگوں کے لئے اجر

ہوگا اور تمہارے لیے شرافت اور ذخیرہ ہوگا۔ تم اس کا اتباع کرنا
اور قرآن مجید تمہارا اتباع نہ کرے اس لیے کہ جس شخص کا قرآن
نے اتباع کیا قرآن اُس کی گُدی پر مار دیا گیا، یہاں تک کہ اُس کو
جہنم میں پھینک دے گا اور جس نے قرآن مجید کا اتباع کیا اس کو
فردوس کی جنتوں میں پہنچائے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کر لو کہ
قرآن تمہارے لیے سفارش کرنے والا ہو اور تم سے جھگڑا کرنے والا
نہ ہو اس لیے کہ قرآن جس کی شفاعت کرے گا وہ جنت میں
داخل ہوگا اور جس سے قرآن جھگڑا کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا
اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ قرآن ہدایت کے چشمے اور علم کی
کلیاں ہیں۔ اس قرآن کا رحمان کے پاس سے آنے کا نیا زمانہ ہے اس
کے ذریعہ اللہ پاک اندھی آنکھوں کو بینا اور بہرے کانوں کو سننے
والا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو صاف کرتا ہے اور تمہیں معلوم
ہونا چاہیئے کہ بندہ جب رات کو کھڑا ہوتا ہے اور مسواک اور
وضو کرتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے اپنا
منہ اس کے منہ پر رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں تلاوت کر تلاوت
تو اچھا ہے اور تیرے لیے اچھائی ہے اور اگر فقط وضو کرتا ہے
اور مسواک نہیں کرتا تو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور ویسا
معاملہ نہیں کرتے۔

سن لو کہ قرآن کا نماز کے ساتھ پڑھنا ایک محفوظ خزانہ ہے۔

Marfat.com

اور یہ بکھی ہوئی خیر ہے۔ جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی کثرت کرو۔
اس لئے کہ نماز نور ہے اور زکوٰۃ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور
روزہ ڈھال ہے اور قرآن یا تمہارے نفع کے لئے حجت ہے
یا تمہارے نقصان کے لئے حجت ہے۔ سو تم قرآن کی تعظیم
کرو اور اس کی اہانت نہ کرو اس لئے کہ اللہ پاک اس کا اکرام
کرے گا جو قرآن کا اکرام کرے گا اور اس کی اہانت کرے گا
جو قرآن کی اہانت کرے گا اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ جس
نے اس کی تلاوت کی اور اسے حفظ کیا اور اس پر عمل کیا اور جو
کچھ اس میں ہے اس کا اتباع کیا۔ اس کی دعا اللہ تعالیٰ کے نزدیک
مقبول ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو اس دنیا میں جلد ہی دے
دے اور نہیں تو اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ ہے ہی۔ اور
تمہیں معلوم ہونا چاہیئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے، بہتر ہے
اور ان لوگوں کے لئے باقی رہنے والی ہے۔ ایمان لائے اور
انہوں نے اپنے رب پر توکل کیا۔"

واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ۔ ص ۱۲

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ینبغی لحامل
القرآن ان یعرف بلیلہ اذا الناس نائمون و بنہارہ
اذا الناس یفطرون۔ و بحزنہ اذا الناس یفرحون
وببکائہ اذا الناس۔ یضحکون و بصمتہ اذا الناس
یخلطون و بخشوعہ۔ اذا لناس یختالون، و
ینبغی لحامل القرآن ان یکون باکیا محزونا حکیما

حلیما علیما سکیتا ولا ینبغی لحامل القرآن ان یکون جافیا ولا غافلا ولا صخابا ولا صیاحا ولا حدیدا۔ وعنہ ایضا عنہ قال ان استطعت ان تکون انت المحدث واذا سمعت اللہ یقول یا ایہا الذین آمنو فارعہا سمعک فانہ خیر یامر بہ او شر ینہی عنہ۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حافظ قرآن کے لائق ہے کہ اپنی راتوں کو پہچانے جبکہ لوگ سو رہے ہوں، اور اپنے دن کی نگہداشت کرے جبکہ لوگ کھا پی رہے ہوں اور اپنے رنج کو پہچانے جبکہ لوگ خوش ہو رہے ہوں اور اپنے رونے سے کام رکھے جبکہ لوگ ہنس رہے ہوں اور خاموشی سے کام لے جبکہ لوگ غلط ملط کر رہے ہوں اور اپنے خشوع سے کام لے جبکہ لوگ تکبر کر رہے ہوں اور حافظ قرآن کے لئے لائق ہے کہ رونے والا، غمگین، حلیم، بردبار اجاننے والا اور خاموش رہے اور حافظ قرآن کے لئے لائق نہیں کہ سخت دل اور غافل اور شور مچانے والا اور چلانے والا اور سخت ہو۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایسا ہو جا کہ لوگ تیرا تذکرہ کریں اور جب سنے کہ اللہ پاک فرما رہا ہے "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" تو اس کے لئے اپنے کان کھول لے اس لیے کہ کوئی خیر ہو گی جس کا اللہ پاک حکم دے رہا ہے یا کوئی شر ہو گی جس سے اللہ پاک منع فرما رہا ہے۔"

Marfat.com

دعاءِ خاتمہ

اللہ تعالیٰ مالک لوح و قلم کا لاکھ لاکھ شکر و سپاس ہے کہ اس نے مجھے قرآن مجید کی اس قلمی خدمت کی توفیق عطا فرمائی ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جو کچھ ہوا، ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

تحدیث نعمت کے طور پر عرض گزار ہوں کہ مطالعہ فرمانے کے وقت ناظرین کرام اور قارئین عظام انشاء اللہ اس کتاب کو بہت سی ان کتابوں سے زیادہ مفید اور پُراز معلومات پائیں گے جو اس موضوع پر اب تک شائع ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر و ناچیز خدمت کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول اور نافع بنائے اور مزید خدمت قرآن کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اے اللہ تو اپنے قرآن کی برکت سے میری، میرے والدین کی، میرے شیوخ و اساتذہ کی، میرے اقارب و احباب اور ان کی جو اس کارِ خیر کے محرک و داعی بنے یا جنہوں نے اس کام میں رفاقت و اعانت کی۔ سب کی بلکہ ساری امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت فرما اور سب کو دنیا و آخرت کی آفات و بلیات سے محفوظ و مامون رکھ ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ

ذَكِّرْنِي مِنْهُ مَا نَسِيتُ وَعَلِّمْنِي مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِي تِلَاوَتَهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِي حُجَّةً يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْكَمَالِ وَالتَّمَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَفْضَلِ الرسل الكرام محمد سَيِّدِ الْاَنَامِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ الْعِظَامِ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا نَافِعًا وَخَيْرًا بَاقِيًا بِحُرْمَةِ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ خُصُوْصًا بِحُرْمَةِ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى صلوات الله عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ امين وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يا رب العالمين يا اكرم الاكرمين -

تمّت

Marfat.com

آدابُ القرآن

مبلغِ اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب
خطیب جامع رحمانیہ لاہور

★

تبۂ اشاعتِ اسلام، لاہور

Marfat.com